بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا

کوکبِ دُرّی

فِی

فضائلِ علیؑ

ملنے کا پتہ

امامیہ کُتب خانہ مُغل حویلی اندرون موچی دروازہ لاہور

باب سوم

افضل اصفیا اول اولیائ امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہٗ کے بعض فضائل اور ان کے متعلقات کے بیان میں

ارباب دانش اور اصحاب بینش پر ظاہر و باہر ہے کہ خدائے عزّ و جلّ و علا کے کلام اور مصطفٰے علیہ التحیۃ والثنا کی حدیث کے بعد کوئی کلام امیر المومنین کرم اللہ وجہہٗ کے کلام سے زیادہ فصیح اور شریف نہیں ہے۔ اس لئے آیاتِ بابرکاتِ قرآنی اور احادیث حبیب سبحانی کے بیان کرنے کے بعد اس باب کو تبرکاً و تیمناً اس امام معلی مقام کے کلام معجز نظام سے شروع کیا گیا۔ اور یہ کل کلماتِ مکرّمہ ایک سَو چار ہیں۔ جن کو منظور نظر آفریدگار خواجہ محمدؐ وہدار نور مضجعہٗ نے شرح کرکے **خطبۃ البیان** کے نام سے موسوم کیا ہے۔ مؤلف حقیر اس کے مطالعہ سے مشرف ہُوا ہے انصاف یہ ہے کہ شارح طیب اللہ انفاسہ نے متانت عبارت اور رسائی معانی میں شرح کی داد دی ہے بُرسالہ مذکور کو من و عن پورا نقل کرنا باعث طوالت ہے۔ اس لئے اپنی دانش کوتہ اندیش کے موافق تحت اللفظ معنی تحریر کئے جاتے ہیں۔ امید کہ آنحضرت کرم اللہ وجہہٗ کی رائے جہاں آرائے کے مطابق اور آپ کی رضائے مرضیہ کے موافق ہوں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

منقبت ۱۔ قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ۔ اَنَا الَّذِیْ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُھَا بَعْدَ مُحَمَّدٍ غَیْرِیْ۔ **یعنی** میں وہ شخص ہوں کہ میرے پاس غیب کی کنجیاں ہیں کہ ان کنجیوں کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد میرے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

منقبت ۲۔ قَالَ اِمَامُ الْمُتَّقِیْنَ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ اَنَا بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ۔ **یعنی** میں ہر چیز کی حقیقت سے خبردار اور آگاہ ہوں۔

منقبت ۳۔ قَالَ اِمَامُ الْمُسْلِمِیْنَ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ اَنَا الَّذِیْ قَالَ فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلّٰی

اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا **یعنی** مَیں وہ شخص ہوں جس کی شان میں رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس دشہر علم، کا دروازہ ہے۔

منقبت ۴۔ قَالَ اِمَامُ الْعَارِفِیْنَ کَرَّمَ اللہُ وَجْھَہٗ اَنَا ذُوالْقَرْنَیْنِ الْمَذْکُوْرُ فِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی **یعنی** میں ذوالقرنین ہوں جس کا ذکر کتب سماوی میں مذکور ہے۔ جو اس سے پہلے نازل ہوئیں۔

منقبت ۵۔ قَالَ اِمَامُ الْوَاصِلِیْنَ کَرَّمَ اللہُ وَجْھَہٗ اَنَا الْحَجَرُ الْمُکَرَّمُ الَّذِیْ تَفَجَّرُ مِنْہُ اثْنَتَا عَشَرَۃَ عَیْنًا **یعنی** میں ہوں حجر مکرم دبزرگ پتھر، جس سے بارہ چشمے جاری ہوئے یعنی دوازدہ امام کی امامت۔

منقبت ۶۔ قَالَ اِمَامُ الْمُوَحِّدِیْنَ کَرَّمَ اللہُ وَجْھَہٗ اَنَا الَّذِیْ عِنْدِیْ خَاتَمُ سُلَیْمَانَ۔ **یعنی** مَیں ہوں وہ شخص جس کے پاس سلیمانؑ کی انگوٹھی موجود ہے۔ یعنی میں تمام مخلوقات جن و انس وغیرہ میں متصرف اور حاکم ہوں۔

مولوی معنوی فرماتے ہیں ؎

حکم سلیمانؑ نبی میرفت بر دیو و پری　　بود رش زتو انگشتری اللہ مولانا علیؑ

منقبت ۷۔ قَالَ اِمَامُ الْمُحَقِّقِیْنَ کَرَّمَ اللہُ وَجْھَہٗ اَنَا الَّذِیْ اَتَوَلّٰی حِسَابَ الْخَلَائِقِ **یعنی** مَیں ہوں وہ شخص جو خلائق کے حساب کا متکفل اور ذمہ دار ہو۔

منقبت ۸۔ قَالَ اِمَامُ السَّالِکِیْنَ کَرَّمَ اللہُ وَجْھَہٗ اَنَا اللَّوْحُ الْمَحْفُوْظُ۔ **یعنی** مَیں لوح محفوظ ہوں کہ میرے ضمیر مہر تنویر میں تمام حقائق کونی و الٰہی کی صورتیں ثابت اور قائم ہیں۔

منقبت ۹۔ قَالَ اِمَامُ الْمُحْسِنِیْنَ کَرَّمَ اللہُ وَجْھَہٗ اَنَا مُقَلِّبُ الْقُلُوْبِ وَالْاَبْصَارِ اِنَّ اِلَیْنَا اِیَابَھُمْ ثُمَّ اَنَا عَلَیْنَا حِسَابَھُمْ **یعنی** مَیں لوگوں کے دلوں اور ظاہر اور باطن کی آنکھوں کو خیر و شر کی طرف پھیر نے والا ہوں۔ ان کا مرجع اور بازگشت ہماری طرف ہے اور ان کا حساب ہم پر اور ہمارے ذمہ ہے۔

منقبت ۱۰۔ قَالَ اِمَامُ الصَّادِقِیْنَ کَرَّمَ اللہُ وَجْھَہٗ اَنَا الَّذِیْ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَاعَلِیُّ الصِّرَاطُ صِرَاطُكَ وَالْمَوْقِفُ مَوْقِفُكَ۔ **یعنی** مَیں ہوں وہ شخص جس سے رسولؐ نے فرمایا۔ اے علیؑ صراط مستقیم تیرا رستہ ہے۔ اور موقف تیرا موقف یعنی جس چیز پر تو ثابت اور راسخ ہے اسی پر ثابت اور قائم ہونا چاہئے۔ **یا** یہ کہ پلصراط تیرا صراط ہے۔ اور تو اس کا صاحب اور متصرف ہے۔ جس کو تو چاہے برقِ خاطف چمکنے والی بجلی کی طرح گذار دے اور رجنابِ نعیم میں اس کو پہنچا دے۔ اور جس کو چاہے اوندھے مُنہ درکات جہنم میں بھیجے۔ اور بعض عبور و مرور کی سختیوں اور رنج والام میں گرفتار کرے۔ اس اخلاص اور مراتب اعتقاد کے تفاوت کے موافق جو تجھ سے رکھتے ہیں اور اسی طرح قیامت کے موقف تیرے موقف ہیں اور تجھ سے متعلق ہیں۔ جس کو چاہے اپنی

حمایت کے سایہ میں لے کر وہاں کی سختی اور محنت اس پر آسان کر دے اور بعض کو ایام حساب کے (جو پچاس ہزار سال ہیں) گذرنے کے انتظار کی عقوبت اور عذاب میں مبتلا کرے۔

منقبت ۱۱ ۔ قَالَ اِمَامُ الْعَالَمِیْنَ کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہٗ اَنَا الَّذِیْ عِنْدَہٗ عِلْمُ الْکِتَابِ عَلٰی مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ ۔ **یعنی** میں ہوں وہ شخص جس کے پاس گذشتہ اور آئندہ کے موافق کتاب خدا کا علم ہے۔

منقبت ۱۲ ۔ قَالَ اِمَامُ الْاَوَّلِیْنَ کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہٗ اَنَا اٰدَمُ الْاَوَّلُ ۔ اَنَا نُوْحُ الْاَوَّلُ اَنَا اِبْرَاھِیْمُ الْخَلِیْلُ حِیْنَ اُلْقِیَ فِی النَّارِ اَنَا مُوْنِسُ الْمُؤْمِنِیْنَ **یعنی** میں ہوں آدمؑ اوّل ۔ میں ہوں نوحؑ اوّل ۔ میں ہوں ابراہیمؑ خلیل جبکہ آگ میں ڈالا گیا ۔ میں ہوں مومنوں کا مونس اور غم گسار

مؤلف عرض کرتا ہے کہ مراۃ الطالبین میں مرقوم ہے کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے بہشت اور دوزخ کے بعد چھ لاکھ سال کے عرصے میں آدم صفی کی پیدائش سے پہلے دس ہزار آدم پیدا کئے۔ اور ہر ایک آدم کو دس ہزار سال عمر عنایت ہوئی ۔ اور پھر اس کو موت دی ۔ اور ان کے بعد پھر ان کی طرح دس ہزار آدم پیدا کئے ۔ اور آدم کو بدستور سابق دس ہزار سال کی عمر عطا فرمائی ۔ اور مرتبہ اوّل و دوم کے آدموں کے بعد آدم صفی کو خلق فرمایا ۔ اس بنا پر ہر آدم کے زمانے میں ایک نوح ہوا ۔ پس نوحِ اوّل اس معنی میں صادق آیا ۔ **مُلّا جامی** قدس سرہٗ السامی فرماتے ہیں :- **نظم**

عالم لطفی و عین جود از روئے یقین	ذات تو مقصود ایجادِ دو عالم آمدہ
بود بر آدم مقدم معینت اندر ازل	نام سبقت کردہ بر حوا و آدم آمدہ
آدم اوّل توئی گر راست مے پرسی زمن	گرچہ آدم از رہِ صورت مقدم آمدہ
صدق دعویٰ را دریں معنی خطاب بوتراب	شاہد است اما زہرا عیاں مبہم آمدہ

منقبت ۱۳ ۔ قَالَ اِمَامُ الْفَاتِحِیْنَ کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہٗ اَنَا فَتَّاحُ الْاَسْبَابِ ۔ **یعنی** میں ہوں سببوں کا کھولنے والا اور سبب بنانے والا ۔

منقبت ۱۴ ۔ قَالَ اِمَامُ الْمُتَعَبِّدِیْنَ کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہٗ اَنَا مُنْشِئُ السَّحَابِ ۔ **یعنی** میں ہوں بادلوں کا پیدا کرنے والا ۔

منقبت ۱۵ ۔ قَالَ اِمَامُ السَّابِقِیْنَ کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہٗ اَنَا مُوْرِقُ الْاَشْجَارِ **یعنی** میں ہوں درختوں کو پتے دینے والا اور ان کو سر سبز کرنے والا ۔

منقبت ۱۶ ۔ قَالَ اِمَامُ الْمَسْبُوْقِیْنَ کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہٗ اَنَا مُفَجِّرُ الْعُیُوْنِ اَنَا مُطَّرِدُ الْاَنْھَارِ ۔ **یعنی** میں ہوں چشمے نکالنے والا ۔ اور نہروں اور ندیوں کا جاری کرنے والا ۔

منقبت ۱۷ ۔ قَالَ اِمَامُ الْمَخْلُوْقِیْنَ کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہٗ اَنَا دَاحِی الْاَرْضِیْنَ اَنَا سَمَّاکُ

15

السَّمٰوٰتِ۔ یعنی میں ہوں زمینوں کا پچھانے والا۔ اور آسمانوں کا بلند کرنے والا۔

منقبت[۱۸]۔ قَالَ اِمَامُ الْعَادِلِیْنَ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ عِنْدِیْ فَصْلُ الْخِطَابِ اَنَا قَسِیْمُ الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ۔ **یعنی** میں ہوں وہ شخص کہ میرے پاس فصل خطاب ہے (یعنی وہ خطاب جو حق اور باطل کو جدا جدا کرے اور درست اور غلط میں تمیز کر دے۔ یا ایسا کلام جو حقائق کے کھولنے اور معارف کے سمجھنے اور سمجھانے میں نہایت واضح اور ظاہر ہو۔ میں ہوں اہل بہشت پر بہشت کے درجات اور اہل جہنم پر جہنم کے درکات تقسیم کرنے والا۔

منقبت[۱۹]۔ قَالَ اِمَامُ الْمَعْصُوْمِیْنَ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ اَنَا تَرْجُمَانُ وَحْیِ اللّٰہِ اَنَا مَعْصُوْمٌ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ۔ **یعنی** میں ہوں وحی خدا کی تفسیر و بیان۔ میں صغائر و کبائر اور خطرات و شکوک سے عمداً اور سہواً معصوم ہوں۔ جس کی عصمت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

منقبت[۲۰]۔ قَالَ اِمَامُ الْمُرْشِدِیْنَ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ اَنَا حُجَّۃُ اللّٰہِ عَلٰی مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَفَوْقَ الْاَرْضِیْنَ **یعنی** میں ان لوگوں پر جو ملائکہ اور نفوس قدسی کی جنس سے آسمانوں میں ہیں اور طبقاتِ زمین کے رہنے والے انس و جن اور ملائکہ ارضی وغیرہ پر خدا کی وحدانیت اور کمال قدرت کی حجت قاطع اور برہان ساطع ہوں۔

منقبت[۲۱]۔ قَالَ اِمَامُ الْمُبَشِّرِیْنَ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ اَنَا خَازِنُ عِلْمِ اللّٰہِ اَنَا قَائِمٌ بِالْقِسْطِ۔ **یعنی**۔ میں ہوں علم الٰہی کا خزانچی۔ میں ہوں عدل و عدالت سے موصوف اور قائم۔

منقبت[۲۲]۔ قَالَ اِمَامُ الْمُنْذِرِیْنَ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ اَنَا دَآبَّۃُ الْاَرْضِ۔ **یعنی** میں ہوں دابۃ الارض جو قیامت کے علامات و نشانات میں سے ہے۔

منقبت[۲۳]۔ قَالَ اِمَامُ الْمُقْسِطِیْنَ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ اَنَا الرَّاجِفَۃُ اَنَا الرَّادِفَۃُ۔ **یعنی** میں ہوں وہ **نفخہ اُولیٰ** جو زمین کو زور سے ہلانے والے اور جنبش میں لانے والا ہے۔ اور میں ہوں **رادفہ یعنی نفخہ دوم** اور رادف اس لئے نام رکھا گیا۔ کہ پہلے کے بعد آنے والا ہے۔ جو رُدُف سے لیا گیا ہے۔ اور **راجفہ** رجف سے بنا ہے۔ جس کے معنی شدّت تحریک ہیں۔

منقبت[۲۴]۔ قَالَ اِمَامُ الْعَاشِقِیْنَ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ اَنَا الصَّیْحَۃُ بِالْحَقِّ یَوْمُ الْخُرُوْجِ الَّذِیْ لَمْ یُکْتَمْ عَنْہُ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ **یعنی** میں ہوں صیحہ۔ چیخ (برحق جو کہ خلقت کے باہر نکلنے اور محشور ہونے کے دن ہوگا۔ وہ دن جس سے آسمانوں اور زمین کی مخلوقات پوشیدہ نہیں۔

منقبت[۲۵]۔ قَالَ اِمَامُ الْمُقَرَّبِیْنَ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ اَنَا عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ صَوْتُہٗ فِی الْحُرُوْبِ کَاَصْوَاتِ الرَّعْدِ۔ **یعنی** میں ہوں علیؑ بن ابی طالب جس کی آواز جنگوں میں بجلی کی آوازوں کی طرح ہے۔

منقبت ۲۶ ۔ قَالَ اِمَامُ الرَّاشِدِیْنَ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ اَنَا اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ حُجَّتَہٗ وَکَتَبَ عَلٰی حَوَاشِیْہِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ وَوَصِیُّہٗ **یعنی** میں وُہ پہلا شخص ہوں جس کو اللہ تعالیٰ نے اوّل اپنی حجت پیدا کیا۔ اور اس کے اطراف پر لکھا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ وَوَصِیُّہٗ اور فرمایا۔ ثُمَّ خَلَقَ الْعَرْشَ وَکَتَبَ عَلٰی اَرْکَانِہٖ الْاَرْبَعَۃِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ وَوَصِیُّہٗ۔ **یعنی** پھر عرش کو پیدا کیا۔ اور اس کے چاروں ارکان پر کلمات مذکور لَا اِلٰہَ ..... وَوَصِیُّہٗ لکھا۔ وَقَالَ ثُمَّ خَلَقَ الْاَرْضِیْنَ فَکَتَبَ عَلٰی اَطْرَافِھَا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ..... وَوَصِیُّہٗ **نیز** فرمایا آنحضرت کرم اللہ وجہہ نے کہ پھر خدا نے طبقات زمین کو پیدا کیا۔ اور اس کے اطراف وجوانب پر کلماتِ مذکورہ بالا تحریر فرمائے۔ وَقَالَ ثُمَّ خَلَقَ اللَّوْحَ فَکَتَبَ عَلٰی حُدُوْدِہٖ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ وَوَصِیُّہٗ **نیز** آنحضرت کرم اللہ وجہہٗ نے فرمایا۔ کہ اس کے بعد لوح کو پیدا کیا۔ اور اس کے کناروں پر کلمات مذکورہ بالا قلم قدرت سے تحریر فرمائے۔

منقبت ۲۷ ۔ قَالَ اِمَامُ الْمُتَوَکِّلِیْنَ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ اَنَا السَّاعَۃُ الَّتِیْ لِمَنْ کَذَّبَ بِھَا سَعِیْرًا **یعنی** میں وہ ساعت ہوں کہ جو شخص اس کو جھٹلائے۔ اور اُس کا مُنکر ہو۔ اس کے لئے دوزخ واجب ہے۔ اور اس ساعت سے مراد روزِ قیامت ہے۔

منقبت ۲۸ ۔ قَالَ اِمَامُ الشَّاھِدِیْنَ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ اَنَا ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْہِ۔ **یعنی** میں وہ کتاب ہوں جس میں کسی قسم کا شک و ریب نہیں ہے جس سے مراد قرآن مجید ہے۔

منقبت ۲۹ ۔ قَالَ اِمَامُ الرّٰکِعِیْنَ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ اَنَا الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی الَّتِیْ اَمَرَ اللّٰہُ اَنْ یُّدْعٰی بِہٖ **یعنی** میں وہ خدا کے اسماءِ حسنیٰ ہوں جن کے بارے میں خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کو ان اسماء سے پکارا جائے۔ مولوی معنوی فرماتے ہیں۔ **نظم**

اے مرغ خوش الحان بخوان اَللّٰہُ مولانا علیؑ ۔۔۔ تسبیح خود کن بر زبان اَللّٰہُ مولانا علیؑ
اسمش عظیم و اعظم است غفار فردِ عالم است ۔۔۔ مولا حق آدم است اَللّٰہُ مولانا علیؑ
خواہی کہ یابی زو نشان جان درره او بر فشان ۔۔۔ کو جانِ دِہ است او جاں ستاں اَللّٰہُ مولانا علیؑ
سلطانِ بے مثل و نظیر پروردگار بے وزیر ۔۔۔ دارندہ برنا و پیر اَللّٰہُ مولانا علیؑ

منقبت ۳۰ ۔ قَالَ اِمَامُ السَّاجِدِیْنَ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ اَنَا النُّوْرُ الَّذِیْ اِقْتَبَسَ مِنْہُ مُوْسٰی فَھَدٰی **یعنی** میں وہ نور ہوں جس سے موسیٰؑ نے روشنی طلب کی۔ تو ہدایت پائی۔

منقبت ۳۱ ۔ قَالَ اِمَامُ الْمُکَرَّمِیْنَ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ اَنَا ھَادِمُ الْقُصُوْرِ۔

یعنی دنیا کے محلوں اور عالم کی عمارتوں کو منہدم کرنے والا میں ہوں۔

منقبت ۳۲۔ قَالَ اِمَامُ الْمُجْتَهِدِیْنَ کَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ اَنَا مُخْرِجُ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنَ الْقُبُوْرِ۔
یعنی مومنوں کو اُن کی قبروں سے نکالنے والا میں ہوں۔

منقبت ۳۳۔ قَالَ اِمَامُ الْمُحْتَسِبِیْنَ کَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ اَنَا الَّذِیْ عِنْدِیْ اَلْفُ کِتَابٍ مِنْ کُتُبِ الْاَنْبِیَاءِ یعنی مَیں ہوں وہ شخص جس کے پاس انبیا علیہم السلام کی کتابوں میں سے ہزار کتابیں موجود ہیں۔

منقبت ۳۴۔ قَالَ اِمَامُ لْمُتَکَلِّمِیْنَ کَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ اَنَا الْمُتَکَلِّمُ بِکُلِّ لُغَتٍ فِی الدُّنْیَا۔
یعنی مَیں ہوں وہ شخص جو دنیا کی ہر لغت وزبان میں کلام کرتا ہے۔

منقبت ۳۵۔ قَالَ اِمَامُ الْمُتَعَالِیْنَ کَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ اَنَا صَاحِبُ نُوْحٍ وَمُنْجِیْهِ اَنَا صَاحِبُ اَیُّوْبَ الْمُبْتَلٰی وَمُنْجِیْهِ وَشَافِیْهِ اَنَا صَاحِبُ یُوْنُسَ وَمُنْجِیْهِ۔ یعنی میں ہوں نوحؑ کا صاحب و رفیق اور اس کا نجات دینے والا۔ اور مَیں ہوں ایوبؑ کا صاحب جو انواع و اقسام کے رنج و بلا میں مبتلا تھا اور اس کو ان بلاؤں سے نجات دینے والا۔ اور اس کو شفا عطا کرنے والا۔ اور میں یونسؑ کا صاحب اور نجات دہندہ ہوں۔

منقبت ۳۶۔ قَالَ اِمَامُ الْقَادِرِیْنَ کَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ اَنَا اَقَمْتُ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ بِنُوْرِیْ وَالْقُدْرَةِ الْکَامِلَةِ۔ یعنی مَیں ہوں جس نے ساتوں آسمانوں کو اپنے نور اور خدا کی قدرت سے قائم کیا ہے۔

منقبت ۳۷۔ قَالَ اِمَامُ الْغَالِبِیْنَ کَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ اَنَا الَّذِیْ بِیْ اَسْلَمَ اِبْرَاهِیْمُ الْخَلِیْلُ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَاَقَرَّ بِفَضْلِهٖ۔ یعنی مَیں وہ شخص ہوں کہ میرے سبب سے ابراہیمؑ خلیل پروردگار عالمین پہ اسلام لائے اور اُس کی بزرگی اور فضل کا اقرار کیا۔

منقبت ۳۸۔ قَالَ اِمَامُ الْقَانِتِیْنَ کَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ اَنَا عَصَاءُ الْکَلِیْمِ وَبِهٖ اٰخِذٌ بِنَاصِیَةِ الْخَلْقِ اَجْمَعِیْنَ۔ یعنی موسیٰؑ کلیم اللہ کا عصا میں ہوں۔ اور مَیں اس کے ذریعہ سے تمام مخلوق کی پیشانی کے بالوں کو پکڑنے والا ہوں۔ اور ان میں قابض اور متصرف ہوں۔

منقبت ۳۹۔ قَالَ اِمَامُ الْمَعْطُوْفِیْنَ کَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ اَنَا الَّذِیْ نَظَرْتُ فِیْ عَالَمِ الْمَلَکُوْتِ فَلَمْ اَجِدْ غَیْرِیْ شَیْئًا وَقَدْ غَابَ۔ یعنی مَیں وہ شخص ہوں کہ مَیں نے عالمِ ملکوت میں نظر کی۔ پس اپنے سوا اور کوئی چیز نہ پائی۔ اور وہ غیر بیشک غائب تھا۔

منقبت ۴۰۔ قَالَ اِمَامُ الْاٰمِرِیْنَ کَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ اَنَا الَّذِیْ اُحْصِیْ هٰذَا الْخَلْقَ وَاِنْ کَثُرُوْا حَتّٰی اُؤَدِّیَهُمْ اِلَی اللّٰهِ۔ یعنی مَیں وہ شخص ہوں کہ خلقت کے اعداد اور گنتی کو شمار کرتا اور

معلوم کرتا ہوں اگرچہ وہ بہت ہیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف ان کو پہنچاؤں۔

منقبت[۴۱]۔ قَالَ اِمَامُ الطَّاھِرِیْنَ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ اَنَا الَّذِیْ لَا یَتَبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وَمَا اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ۔ **یعنی** میں وہ شخص ہوں کہ قول اور کلام میرے پاس متغیر اور متبدل نہیں ہوتا۔ اور میں بندگانِ خدا پر ظلم کرنے والا نہیں ہوں۔

منقبت[۴۲]۔ قَالَ اِمَامُ الْمُقَدَّسِیْنَ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ اَنَا وَلِیُّ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ وَالْمُفَوَّضُ اِلَیْہِ اَمْرُہٗ وَاَحْکُمُ فِیْ عِبَادِہٖ **یعنی** میں زمین میں خدا کا ولی ہوں۔ اور امرِ خدا میرے سپرد کیا گیا ہے۔ اور میں اس کے بندوں پر حکم کرتا ہوں جیسا کہ فرمایا ہے **یا** جیسا میں چاہتا ہوں۔

منقبت[۴۳]۔ قَالَ اِمَامُ الْمُھَیْمِنِیْنَ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ اَنَا الَّذِیْ دَعَوْتُ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ فَاَجَابُوْنِیْ فَامَرْتُھَا فَیَنْتَصِبُوْنَ۔ **یعنی** میں وہ شخص ہوں کہ میں نے ساتوں آسمانوں کو بلایا انہوں نے میرے حکم کو قبول کیا۔ پس میں نے ان کو حکم دیا۔ اور وہ قائم ہوگئے۔

منقبت[۴۴]۔ قال امام المخبرین کرم اللہ وجھہٗ اَنَا الَّذِیْ بَعَثْتُ النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ۔ **یعنی** میں وہ شخص ہوں کہ میں نے نبیوں اور رسولوں کو مبعوث کیا ہے۔

منقبت[۴۵]۔ قال امام الحاکمین کرم اللہ وجھہٗ اَنَا الَّذِیْ دَعَوْتُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ فَاَجَابَانِیْ **یعنی** میں وہ شخص ہوں کہ میں نے سورج اور چاند کو بلایا۔ اور ان سے اطاعت طلب کی پس انہوں نے میرا کہنا قبول کیا۔ مولوی معنوی ارشاد فرماتے ہیں۔

خواجۂ خیر البشر بابِ شبیر و شبر راجع شمس و قمر شاہ سلام علیک!
حیدرِ لشکر شکن بابِ حسینؑ و حسنؑ شیرِ خدا بوالحسن شاہ سلام علیک

منقبت[۴۶]۔ قال امام المہاجرین کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ اَنَا فَطَرْتُ الْعٰلَمِیْنَ۔ **یعنی** میں نے جملہ عوالم کو پیدا کیا ہے۔

منقبت[۴۷]۔ قال امام المجاھدین کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ اَنَا دَاحِی الْاَرْضِیْنَ وَعَالِمٌ بِالْاَقَالِیْمِ **یعنی** میں ہوں زمینوں کا بچھانے والا۔ اور تمام ولایتوں کے حالات سے خبردار ہوں۔

منقبت[۴۸]۔ قال امام الشھیدین کرم اللہ وجھہ اَنَا اَمْرُ اللّٰہِ وَالرُّوْحُ۔ **یعنی** میں ہوں امرِ خدا اور اُس کی رُوح۔ چنانچہ ارشاد فرمایا ہے۔ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ۔ (کہہ دے اے محمدؐ کہ رُوح میرے پروردگار کے امر سے ہے۔

منقبت[۴۹]۔ قال امام المُبَادِزِیْنَ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ اَنَا الَّذِیْ قَالَ اللّٰہُ

لِاَعْدَآئِہٖ اَلْقِیَا فِی جَھَنَّمَ کُلَّ کَفَّارٍ عَنِیْدٍ۔ **یعنی** مَیں وہ شخص ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اس کے دشمنوں کے لیئے فرمایا کہ تم دونوں ہر کافر گردن کش کو دوزخ میں ڈالو۔

منقبت[۵۰]۔ قَالَ اِمَامُ الْاَفْصَحِیْنَ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ اَنَا الَّذِیْ لَوْسَیْتُ الْجِبَالَ وَبَسَطْتُ الْاَرْضِیْنَ۔ اَنَا مُخْرِجُ الْعُیُوْنِ وَمُنْبِتُ الزُّرُوْعِ وَمُشْرِفُ الْاَشْجَارِ وَمُخْرِجُ الثِّمَارِ۔ **یعنی** مَیں وہ شخص ہوں کہ میں نے پہاڑوں کو زمین کی حفاظت کے لئے لنگر کیا ہے اور مخلوقات کی سکونت کے لئے میں نے زمینوں کو بچھایا ہے۔ اور میں ہوں چشموں کو نکالنے والا۔ اور کھیتوں کو اُگانے والا۔ اور درختوں کو بلند کرنے والا اور میووں کو نکالنے والا۔

منقبت[۵۱]۔ قَالَ اِمَامُ الْمُقَاتِلِیْنَ اَنَا الَّذِیْ اُقَدِّرُ اَقْوَاتَھَا وَمُنْزِلُ الْمَطَرِ وَمُسْمِعُ الرَّعْدِ وَالْبَرْقِ۔ **یعنی** میں ہوں وہ شخص جو لوگوں کے کھانوں کا اندازہ کرتا ہے۔ اور میں بارش برساتا ہوں۔ اور میں رعد اور برق کی آوازیں سُنواتا ہوں۔

منقبت[۵۲]۔ قَالَ اِمَامُ الْمُتَقَدِّمِیْنَ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ اَنَا مُضِیُٔ الشَّمْسِ وَمُطْلِعُ الْفَجْرِ وَمُنْشِئُ النُّجُوْمِ۔ وَمُنْشِئُ الْفُلْکِ فِی الْبُحُوْرِ۔ **یعنی** میں ہوں سورج کو روشن کرنے والا اور صبح کو نکالنے والا اور ستاروں کو پیدا کرنے والا۔ اور کشتیوں کو سمندر میں چلانے والا ہے

تو حاکم ہفت اختری ہم سالکاں را رہبری ہم مومناں را غم خوری اللہ مولانا علیؑ

منقبت[۵۳]۔ قَالَ اِمَامُ الْمُتَفَاخِرِیْنَ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ اَنَا الَّذِیْ اُقَوِّمُ السَّاعَۃَ اَنَا الَّذِیْ اِنْ اُمِتُّ فَلَمْ اُمُتْ وَاِنْ قُتِلْتُ فَلَمْ اُقْتَلْ۔ **یعنی** میں ہوں وہ شخص کہ قیامت کو برپا کروں گا اور میں ہوں وہ شخص کہ اگر مجھے موت دی جائے۔ تو نہیں مروں گا۔ اور اگر میں قتل کیا جاؤں۔ تو میں قتل نہ ہوں گا اور درحقیقت

منقبت[۵۴]۔ قَالَ اِمَامُ الشَّاھِدِیْنَ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ اَنَا الَّذِیْ اَعْلَمُ مَا یُحْدِثُ اٰنًا بَعْدَ اٰنٍ وَسَاعَۃً بَعْدَ سَاعَۃٍ اَنَا الَّذِیْ اَعْلَمُ خَطَرَاتِ الْقُلُوْبِ وَلَمْحَ الْعُیُوْنِ وَمَا یُخْفِی الصُّدُوْرُ۔ **یعنی** مَیں وہ شخص ہوں۔ کہ ہر ساعت اور آن میں جو چیز پیدا ہوتی ہے اس کو جانتا ہوں۔ اور میں وہ شخص ہوں کہ ان چیزوں کو جو دلوں میں گذرتی ہیں۔ جانتا ہوں۔ اور آنکھوں کے جھپکنے کا حال مجھے معلوم ہے۔ اور جو کچھ لوگوں کے سینوں میں پوشیدہ ہے۔ اس کا مجھے علم ہے۔

منقبت[۵۵]۔ قَالَ اِمَامُ الْخَطِیْبِیْنَ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ اَنَا صَلٰوۃُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَزَکٰوتُھُمْ وَحَجُّھُمْ وَجِھَادُھُمْ۔ **یعنی** میں مومنوں کی نماز اور اُن کی زکوٰۃ اور ان کا حج اور ان کا جہاد ہوں

مولوی معنوی فرماتے ہیں :۔ **بیت**

سُبْحَانَ حَیٌّ لَایَنَامُ بیدار ز دہر صبح وشام　　　حج ونماز است وصیام اللہ مولانا علیؑ

منقبت ۵۶ - قَالَ اِمَامُ الْوَارِثِیْنَ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ اَنَا النَّاقُوْرُ الَّذِیْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ اَنَا صَاحِبُ النَّشْرِ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ اَنَا اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ وَاَنَا وَعَلِیٌّ مِنْ نُوْرٍ وَّاحِدٍ۔ **یعنی** میں ہوں وہ ناقور جس کا ذکر حق تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے۔ فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ **یعنی** جبکہ صور میں پھونکا جائے گا۔ اور نشر اوّل یعنی اوّل قبر سے اٹھانے اور برانگیختہ کرنے کا حساب میں ہوں۔ اور یہ زندہ کرنے سے کنایہ ہے اور اسی طرح نشر آخر یعنی عرصات کی طرف زمین کے اٹھانے کا صاحب میں ہوں۔ **اور میں** وہ پہلا شخص ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا ہے۔ اور میں اور علیؑ ایک نور سے ہیں۔

منقبت ۵۷ - قَالَ اِمَامُ الْمُعَظَّمِیْنَ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ۔ اَنَا صَاحِبُ الْکَوَاکِبِ وَمُزِیْلُ الدَّوْلَةِ اَنَا صَاحِبُ الزَّلَازِلِ وَالرَّاجِفَةِ وَاَنَا صَاحِبُ الْبَلَایَا وَفَصْلُ الْخِطَابِ۔ **یعنی** میں ہوں صاحب کواکب۔ اور دولت کا دور کرنے والا۔ میں ہوں صاحب زلزلہ و راجفہ۔ اور میں ہوں صاحب مقلمد و مطالب اور صاحب بلایا۔ اور وہ کلام جو حق اور باطل میں تمیز اور فرق کر دیتا ہے۔

منقبت ۵۸ - قَالَ اِمَامُ الْبَاذِلِیْنَ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ اَنَا صَاحِبُ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ وَاَنَا نَازِلُهَا۔ اَنَا الْمُنْفِقُ الْبَاذِلُ بِمَا فِیْهَا۔ **یعنی** میں ہوں اس ارم کا صاحب اور مالک جو بڑے عمودوں اور ستونوں والا ہے۔ ایسا ارم کہ جس کی مثل کسی شہر میں پیدا نہیں ہوا۔ اور وہ میرا ہے۔ اور جو نفیس جواہرات وغیرہ اس ارم میں ہیں ان کو بذل اور خرچ کرنے والا میں ہوں۔

منقبت ۵۹ - قَالَ اِمَامُ الْاَشْجَعِیْنَ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ اَنَا اَهْلَکْتُ الْجَبَابِرَةَ الْمُتَقَدِّمِیْنَ بِسَعْیِ ذِی الْفِقَارِ۔ **یعنی** میں وہ شخص ہوں کہ میں نے ذوالفقار کی سعی و کوشش سے پہلے سرکشوں اور جباروں کو ہلاک کیا ہے مولوی معنوی فرماتے ہیں۔

نظم

سر دفتر ہر انجمن - علامہ مصر و یمن　　　آں پُر دل دشمن شکن اللہ مولانا علیؑ

اے بندۂ شیریں زباں از وے گر یابی اماں　　　ہر دم بگو از صدق جاں اللہ مولانا علیؑ

گر عاشقی وارہ بیں فرّہ مشو خود را مبیں　　　وانگہ جان و دل گزیں اللہ مولانا علیؑ

اے شمس دیں جاں باز جاں دُرّ معانی برفشاں　　　تا ایدت در گوش جاں اللہ مولانا علیؑ

منقبت ۶۰ - قَالَ اِمَامُ الْمُعَلِّمِیْنَ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ اَنَا الَّذِیْ حَمَلْتُ النُّوْحَ فِی السَّفِیْنَةِ اَنَا الَّذِیْ اَنْجَیْتُ اِبْرَاهِیْمَ وَمُؤْنِسُهٗ اَنَا مُؤْنِسُ یُوْسُفَ فِی الْجُبِّ وَمُخْرِجُهٗ اَنَا

صَاحِبُ مُوسٰی وَالْخِضْرِ وَمُعَلِّمُهُمَا۔ **یعنی** مَیں وہ شخص ہوں کہ میں نے نوحؑ کو اس کشتی میں سوار کیا جو اس نے تیار کی تھی میں وہ شخص ہوں جس نے ابراہیمؑ کو آگ سے نجات دی اور عالم غربت میں اس کا مونس رہا۔ مَیں ہوں جو کنوئیں میں یوسف کا مونس تھا۔ اور اس کو کنوئیں سے نکالا۔ موسیٰؑ اور خضرؑ کا صاحب اور ان کا تعلیم دینے والا مَیں ہوں جس نے اسرارِ الٰہی کے غوامض اور حکمتوں کی ان کو تعلیم دی۔

منقبت[۶۱]۔ قَالَ اِمَامُ الْمُحِبِّیْنَ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ اَنَامُنْشَاُ الْمَلَکُوْتِ وَالْکَوْنِ۔ **یعنی** ملکوت اور عالم کون کے پیدا کرنے کا باعث اور سبب میں ہوں یا ان دونوں کا پیدا کرنے والا میں ہوں۔

منقبت[۶۲]۔ قَالَ اِمَامُ الْمُمَجِّدِیْنَ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ اَنَا الْبَارِئُ اَنَا الْمُصَوِّرُ فِی الْاَرْحَامِ۔ **یعنی** میں نقصانوں سے مبرّا اور منزّہ ہوں۔ رحموں میں بچوں کو صورت دینے والا میں ہوں۔

منقبت[۶۳]۔ قَالَ اِمَامُ الْمُفَسِّرِیْنَ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ اَنَا الَّذِیْ اُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَاَرْفَعُ الْاَبْرَصَ وَاَعْلَمُ مَافِی الضَّمَائِرُ اُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ۔ **یعنی** میں وہ شخص ہوں۔ کہ مادر زاد اندھوں کو بینا کرتا ہوں۔ اور برص اور پیسی کے مرض کو دور کرتا ہوں۔ اور جو کچھ دلوں میں ہے اس سے واقف ہوں اور مَیں وہ شخص ہوں کہ تم کو اس چیز سے آگاہ و خبردار کرتا ہوں۔ جو تم کھاتے ہو۔ اور جو کچھ اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو۔

منقبت[۶۴]۔ قَالَ اِمَامُ الْمُطِیْعِیْنَ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ اَنَا الْبَعُوْضَۃُ الَّتِیْ ضَرَبَ اللّٰہُ بِھَا مَثَلًا۔ **یعنی** میں وہ بعوضہ ہوں جس کی مثال اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمائی ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖٓ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَۃً فَمَا فَوْقَھَا (خدا حیا نہیں کرتا۔ اس بات سے کہ وہ مثل بیان کرے مچھر کی۔ یا اس سے بڑی چیز کی۔ یعنی اُس کی قدرت کی ایک آیت۔

منقبت[۶۵]۔ قَالَ اِمَامُ الْمُطِیْبِیْنَ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ اَنَا الَّذِیْ اَطَاعَنِیَ اللّٰہُ فِی الظُّلْمَۃِ۔ **یعنی** میں وہ شخص ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ظلمت اور تاریکی میں میری اطاعت اور فرمانبرداری کی یعنی اس وقت میں میری درخواست اور التماس کو قبول فرمایا۔

منقبت[۶۶]۔ قَالَ اِمَامُ الْاَجْوَدِیْنَ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ اَنَا الَّذِیْ اَقَامَنِیَ اللّٰہُ وَالْخَلْقُ فِی الظُّلْمَۃِ وَدَعٰی اِلٰی طَاعَتِیْ فَلَمَّا ظَھَرَتْ اَنْکَرُوْہُ قَالَ جَلَّ وَعَلَا فَلَمَّا جَآءَ ھُمْ مَّا عَرَفُوْا کَفَرُوْا بِہٖ۔ **یعنی** مَیں ہوں وہ شخص کہ اللہ تعالیٰ نے میری حقیقت کو قائم اور مہیا کیا۔ جبکہ تمام مخلوقات ظلمت اور نیستی کے بھنور میں گرفتار تھی۔ اور اس مخلوق کو میری اطاعت کی طرف دعوت دی پس جب وہ ظلمت روشن اور ظاہر ہوگئی اور وہ مخلوقات عالم وجود میں آگئی۔ انہوں نے میری اطاعت

اور فرمانبرداری سے انکار کر دیا۔ چنانچہ حق تعالیٰ خود اپنے کلام پاک میں اس طرف اشارہ فرماتا ہے۔ فَلَمَّا جَآءَهُمْ ...... الخ۔ **یعنی** پس جس وقت وہ ان کے پاس آیا۔ انہوں نے اس کی قدر و منزلت نہ پہچانی اور اس کے منکر اور کافر ہو گئے۔

منقبت[۶۷]۔ قال امام المکملین کرّم اللہ وجھہٗ اَنَا الَّذِیْ کَسَوْتُ الْعِظَامَ لَحْمًا۔ **یعنی** مَیں وہ شخص ہوں کہ مَیں نے ہڈیوں کو گوشت کا لباس پہنایا ہے۔

منقبت[۶۸]۔ قال امام الاعلمین کرّم اللہ وجھہٗ اَنَا الَّذِیْ هُوَ حَامِلُ عَرْشِ اللّٰهِ مَعَ الْاَبْرَارِ مِنْ وُلْدِیْ وَحَامِلُ الْعِلْمِ اَنَا الَّذِیْ اَعْلَمُ تَاْوِیْلَ الْقُرْاٰنِ وَالْکُتُبِ السَّالِفَةِ۔ اَنَا الْمَرْسُوْخُ فِی الْعِلْمِ۔ **یعنی** میں وہ شخص ہوں جو اپنی اولاد کے نیکو کاروں کے ساتھ عرشِ خدا کا اٹھانے والا ہے۔ اور میں وہ شخص ہوں جو علم لواحمد کا اٹھانے والا ہے۔ میں وہ شخص ہوں جو معانی قرآن اور کتب گذشتہ کی تاویل سے خوب واقف۔ مَیں راسخ کیا گیا ہوں۔

منقبت[۶۹]۔ قَالَ اِمَامُ الصَّائِمِیْنَ کرم اللہ وجھہٗ اَنَا وَجْهُ اللّٰهِ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ اِلَّا وَجْهَهٗ۔ اَنَا صَاحِبُ الْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ۔ **یعنی** مَیں آسمانوں اور زمین میں وجہ اللہ ہے سوا ہر چیز ہلاک اور فنا ہونے والی ہے۔ میں ہوں جبت اور طاغوت کا صاحب اور ان کا ہلاک کرنے والا جو مشرکوں کے بُت اور معبود ہیں۔

منقبت[۷۰]۔ قَالَ امام الر[اس]خین کرّم اللہ وجھہ اَنَا بَابُ اللّٰهِ الَّذِیْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَاسْتَکْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُجْرِمِیْنَ۔ **یعنی** مَیں وہ باب اللہ (خدا کا دروازہ) جس کا ذکر آیۂ اِنَّ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا۔ الخ میں کیا گیا ہے۔ یعنی جن لوگوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی۔ اور ان سے سرکشی اور استکبار اختیار کیا۔ ان کے لئے آسمانوں کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے۔ اور وہ بہشت میں داخل نہ ہوں گے۔ جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل نہ ہو جائے۔ اور یہ بات محال عادی ہے پس ان کا بہشت میں داخل ہونا بھی محال ہوگا۔ ہم مجرموں کو اسی طرح بدلا دیتے ہیں۔

منقبت[۷۱]۔ قال امام المخدومین کرّم اللہ وجھہٗ اَنَا الَّذِیْ خَدَمَنِیْ جِبْرَئِیْلُ وَمِیْکَائِیْلُ اَنَا الَّذِیْ رُدَّ لِیَ الشَّمْسُ مَرَّتَیْنِ اَنَا الَّذِیْ خَصَّ اللّٰهُ جِبْرَئِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ بِالطَّاعَةِ لِیْ۔ **یعنی** مَیں وہ شخص ہوں کہ جبرئیلؑ اور میکائیلؑ نے میری خدمت کی ہے۔ مَیں وہ شخص ہوں کہ میرے لئے آفتاب کو دو دفعہ لوٹایا گیا۔ یعنی واپس لایا گیا۔ مَیں وہ شخص ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جبرئیلؑ اور میکائیلؑ

کو میری طاعت اور فرمانبرداری کے لئے خاص کیا۔

منقبت ۔ قال امام المتبرئین کرّم اللہ وجہہٗ انا صاحب الطُّوْرِ۔ وَاَنَا صَاحِبُ الْکِتَابِ الْمَسْطُوْرِ اَنَا بَیْتُ اللّٰہِ الْمَعْمُوْرِ۔ اَنَا الْحَرْثُ وَالنَّسْلُ۔ اَنَا الَّذِیْ فَرَضَ اللّٰہُ طَاعَتِیْ عَلٰی کُلِّ ذِیْ رُوْحٍ مُتَنَفِّسٍ مِنْ خَلْقِ اللّٰہِ۔ **یعنی** مَیں ہوں صاحب طور۔ اور وہ ایک مشہور پہاڑ ہے۔ جو مدائن میں واقع ہے۔ اور میں ہوں کتاب مسطور یعنی قرآن یا لوح محفوظ کا صاحب۔ اور میں ہوں بیت معمور۔ اور وہ ایک مکان ہے جو آسمان میں کعبہ کے مقابل واقع ہے۔ اور اس کی عمارتیں اس کے زیارت اور طواف کرنے والوں کے تعداد کے موافق ہیں اور اخبار میں وارد ہُوا ہے کہ بیت المعمور میں ہر روز ستّر ہزار فرشتے طواف کے واسطے داخل ہوتے ہیں اور ان کو طواف کی نوبت نہیں آتی۔ **یا** بیت المعمور سے خانہ کعبہ مراد ہے۔ جو حاجیوں اور زائرین سے بھرا ہُوا ہے۔ جیساکہ مدارک میں مرقوم ہے۔ میں ہی وہ حرث اور نسل ہوں۔ جس کو تباہ اور برباد کیا گیا۔ **اور** مَیں وہ شخص ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ نے میری طاعت اپنی مخلوق میں سے ہر ذی روح اور ہر متنفس پر فرض کی ہے۔

منقبت ۔ قَالَ اِمَامُ الْغَازِیْنَ کَرَّمَ اللّٰہُ وجہہٗ اَنَا الَّذِیْ اَنْشُرُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ اَنَا قَاتِلُ الْاَشْقِیَاءِ بِسَعْیِ ذِی الْفِقَارِ وَمُحْرِقُهُمْ بِالنَّارِ۔ **یعنی** مَیں وہ شخص ہوں جو مخلوق اوّلین و آخرین کو نشر اور برانگیختہ کروں گا۔ میں ذوالفقار کی کوششوں سے بدبختوں اور بدکاروں کو قتل کرنے والا ہوں اور اُن کے خرمن حیات کو آتش غضب سے جلانے والا ہوں۔ مولوی معنوی فرماتے ہیں۔

نظم

آں ساعد دینِ حق و ینبوع معالی — کز مین دے آدم شد مسعود علیؑ بُود
آں شہ کہ بشمشیر دے از آئینہ دیں — زنگ ستم و بدعت بزدود علیؑ بُود
آں فاتحہ دولت و مفتاح سعادت — کو قفل در مصطبہ بکشود علیؑ بُود

منقبت ۔ قال امام الکاملین کرّم اللہ وجہہٗ اَنَا الَّذِیْ اَظْهَرَنِیَ اللّٰہُ عَلَی الدِّیْنِ۔ اَنَا الْمُنْتَقِمُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ اَنَا الَّذِیْ اِلَیَّ دَعْوَۃُ الْاُمَمِ۔ اَنَا الَّذِیْ اَوُدُّ الْمُنَافِقِیْنَ مِنْ حَوْضِ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ **یعنی** مَیں وہ شخص ہوں کہ مجھ کو حق تعالیٰ نے دین پر غالب کیا۔ اور مَیں ظالموں سے بدلا لینے والا ہوں میں ہی وہ شخص ہوں کہ جس کی طرف تمام امّتوں کو دعوت دی گئی ہے۔ اور مَیں وہ شخص ہوں کہ منافقوں کو حوضِ کوثر سے رد کروں گا۔

منقبت ۔ قال امام المؤمنین کرّم اللہ وجہہٗ اَنَا بَابُ فَتَحَ اللّٰہُ مَنْ دَخَلَهٗ کَانَ اٰمِنًا۔ اَنَا الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَفَاتِیْحُ الْجِنَانِ وَمَقَالِیْدُ النِّیْرَانِ۔ **یعنی** مَیں وہ دروازہ ہوں جس کو خدا نے کھولا ہے۔ جو کوئی اس دروازے سے داخل ہوگا۔ دونوں جہان کے ہر قسم کے مکروہات سے محفوظ

اور امن میں رہے گا۔ میں وہ شخص ہوں کہ بہشت اور دوزخ کی کنجیاں جس کے ہاتھ میں ہیں۔

منقبت۱۳۔ قال امام المظفرین کرّم اللہ وجہہٗ اَنَا الَّذِیْ جَھَدَ الْجَبَابِرَۃُ بِاِطْفَاءِ نُوْرِ اللّٰہِ وَاِدْحَاضِ حُجَّتِہٖ فَیَابَی اللّٰہُ اِلَّا اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَہٗ وَوَلَایَتَہٗ اَعْطَی اللّٰہُ نَبِیَّہٗ نَھْرَ الْکَوْثَرِ وَاَعْطَانِیْ نَھْرَ الْحَیٰوۃِ اَنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ فَعَرَّفَنِیَ اللّٰہُ مَنْ یَّشَآءُ وَیَمْنَعُنِیْ مَنْ یَّشَآءُ۔ **یعنی** میں وہ شخص ہوں کہ جباروں نے نورِ خدا کے بجھانے اور اُس کی حجت کے باطل کرنے کی کوشش کی۔ پس اللہ تعالیٰ نے انکار کیا۔ مگر یہ کہ اس کی ولایت اور اس کا نور کامل ہو۔ خدا نے اپنے پیغمبرؐ کو دریائے کوثر عطا فرمایا۔ اور مجھ کو دریائے حیات عنایت فرمایا۔ میں زمین میں رسولِ خدا کے ساتھ ہوں پس جس کو چاہا۔ میرا شناسا اور عارف بنایا۔ اور جس کو نہ چاہا۔ شناسا اور عارف نہ بنایا۔

منقبت۱۴۔ قال امام الواصفین کرّم اللہ وجہہٗ اَنَا قَآئِمٌ فِیْ خُضْرٍ حَیْثُ الْاَرْوَاحُ تَتَحَرَّکُ وَلَا نَفْسٌ یَتَنَفَّسُ غَیْرِیْ۔ **یعنی** میں وہ شخص ہوں کہ سبزی ملکوت میں کھڑا ہوں جہاں رُوحیں حرکت کرتی ہیں۔ وہاں میرے سوا کوئی سانس لینے والا نہیں۔

منقبت۱۵۔ قال امام الصامتین کرّم اللہُ وجہہٗ اَنَا عَالِمٌ صَامِتٌ وَّمُحَمَّدٌ عَالِمٌ نَاطِقٌ۔ **یعنی** میں خاموش عالم ہوں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بولنے والے عالم ہیں۔

منقبت۱۶۔ قال امام المقادنین کرّم اللہُ وجہہٗ اَنَا صَاحِبُ الْقَرْنِ الْاُوْلٰی۔ اَنَا حَاوَرْتُ مُوْسَی الْکَلِیْمَ وَاَغْرَقْتُ الْفِرْعَوْنَ۔ اَنَا عَذَابُ یَوْمِ الظُّلَّۃِ۔ **یعنی** میں ہوں قرن اولیٰ کا صاحب کہ حدیث میں وارد ہوا ہے۔ خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ یعنی سب قرنوں سے بہتر میرا قرن ہے۔ موسیٰؑ سے مکالمہ اور گفتگو کی ہے۔ اور فرعون کو غرق کیا ہے۔ اور یوم ظلّہ کا عذاب میں ہوں جو بنی اسرائیل پر بھیجا گیا۔

منقبت۱۷۔ قال امام الکاظمین کرّم اللہ وجہہٗ اَنَا اٰیَاتُ اللّٰہِ وَاَمِیْنُ اللّٰہِ اَنَا اُحْیِیْ وَاُمِیْتُ اَنَا اَخْلُقُ وَاَرْزُقُ اَنَا السَّمِیْعُ اَنَا الْعَلِیْمُ اَنَا الْبَصِیْرُ اَنَا الَّذِیْ اَجُوْزُ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ وَالْاَرَضِیْنَ السَّبْعَ فِیْ طُرْفَۃِ عَیْنٍ اَنَا الْاَوَّلُ اَنَا الثَّانِیْ۔ **یعنی** میں ہوں رحمت خدا کی آیات۔ اور خدا کا رازدار۔ اور میں زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں۔ اور میں پیدا کرتا ہوں اور رزق دیتا ہوں۔ میں حال سُننے والا۔ میں ہوں دانا۔ میں ہوں بینا ظاہر و باطن اشیا کا۔ میں ہوں وہ شخص جو ساتوں آسمانوں اور زمین کے ساتوں طبقوں کی ایک چشم زدن میں سیر کرتا ہے۔ میں ہوں اولیٰ یعنی نفخہ اولیٰ۔ اور میں ہوں ثانی یعنی نفخۂ ثانیہ۔

منقبت۱۸۔ قال امام المالکین کرّم اللہ وجہہٗ اَنَا ذُوالْقَرْنَیْنِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ

یعنی مَیں اس اُمت کا ذوالقرنین ہوں۔

منقبت[۸۲]۔ قال امام الوصیّین کرّم اللہ وجہہٗ اَنَا الَّذِیْٓ اَنْفُخُ فِی النَّاقُوْرِ یَوْمٌ عَسِیْرٌ عَلَی الْکَافِرِیْنَ غَیْرُ یَسِیْرٍ۔ **یعنی** مَیں وہ شخص ہوں کہ صور پھونکوں گا۔ اس روز جو کہ کافروں پر بہت سخت ہے۔ اور جس میں بالکل آسانی کا احتمال نہیں ہے۔

منقبت[۸۳]۔ قال امام المعشوقین کرّم اللہُ وجہہٗ اَنَا الْاِسْمُ الْاَعْظَمُ وَھُوَ کٓھٰیٰعٓصٓ۔ **یعنی** مَیں ہوں اسم اعظم کہ وہ کہٰیٰعص ہے۔

منقبت[۸۴]۔ قال امام المصلین کرّم اللہ وجہہٗ اَنَا الْمُتَکَلِّمُ فِیْ لِسَانِ صَبَآءِ عِیْسٰیؑ۔ اَنَا یُوْسُفُ الصِّدِّیْقُ۔ اَنَا الَّذِیْ تَابَ اللہُ لِیْ۔ اَنَا الَّذِیْ یُصَلِّیْ فِیْٓ اٰخِرِ الزَّمَانِ عِیْسٰیؑ فِیْ خَلْفِیْ اَنَا الْمُنْقَلِبُ فِی الصُّوَرِ۔ **یعنی** مَیں ہوں وہ شخص کہ عیسٰی کی بچپن کی زبان میں گویا ہُوا۔ میں ہوں یوسفؑ صدیق میں ہوں وہ شخص جس کی توبہ اللہ نے قبول کی۔ مَیں وہ شخص ہوں۔ کہ آخری زمانے میں عیسٰی میرے پیچھے نماز پڑھے گا۔ میں مختلف صورتوں میں پلٹنے والا ہوں۔ مولوی معنوی ارشاد فرماتے ہیں:۔

نظم

آں نکتۂ تحقیقِ حقائق بہ حقیقت	کز روئے یقیں مظہرِ حق بود علیؑ بُود
آں نقطۂ توحیدِ خدا کز دمِ احمدؐ	جز او نفسِ وحدتے نشنود علیؑ بُود
آں بود وجود دو جہاں کز رہِ معنٰی	بے او نہ شدے عالم موجود علیؑ بُود
آں نورِ مجرد کہ بُد او در ہمہ حالت	با یوسف و با عیسٰی و با ہود علیؑ بُود
با مُلکِ سلیمانی و با عصمتِ یحییٰؑ	با منزلتِ آدمؑ و داود علیؑ بُود
آں روحِ مصطفٰے کہ خداوند بہ قرآں	بنواخت بچند آیۂ دلبتود علیؑ بُود
ہم صابر و ہم صادق و ہم قانت متفق	ہم ہادی و ہم شاہد و مشہود علیؑ بُود
ہم اول و ہم آخر و ہم ظاہر و باطن	ہم وعدہ و ہم موعد و موعود علیؑ بُود
ایں سر بشنو باز ز شمس الحق تبریز	کز نقدِ وجود دو جہاں سود علیؑ بُود

منقبت[۸۵]۔ قال امام الحافظین کرّم اللہ وجہہٗ اَنَا الْاٰخِرَۃُ وَالْاُوْلٰی اَنَا اُبْدِءُ وَاُعِیْدُ اَنَا فَرْعٌ مِّنْ فُرُوْعِ زَیْتُوْنَ وَقِنْدِیْلٌ مِّنْ قَنَادِیْلِ النُّبُوَّۃِ۔ **یعنی** مَیں ہوں آخرت۔ اور اولٰے یعنی دنیا۔ مَیں ہوں چیزوں کا پیدا کرنے والا۔ اور ان کو ظاہر کرنے والا میں ہوں ان کا اعادہ کرنے والا اور ان کا حشر کرنے والا۔ مَیں زیتون کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہوں جس کی قسم خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں کھائی ہے۔ وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ اور میں نبوت کی قندیلوں میں سے ایک قندیل ہوں کہ شمع رسالت

کو آفات کی ہواؤں سے محفوظ رکھتا ہوں۔

منقبت۸۶۔ قال امام الزّکیّین کرّم اللہ وَجْهَهٗ اَنَا مُظْهِرُ الْاَشْیَآءِ کَیْفَ اَشَاءُ۔ **یعنی** میں ہوں چیزوں کا ظاہر کرنے والا اور موجودات کا پیدا کرنے والا جس طرح چاہوں۔

منقبت۸۷۔ قال امام النّاظرین کرّم اللہ وَجْهَهٗ اَنَا الَّذِیْ اَرٰی اَعْمَالَ الْعِبَادِ لَا یَعْزُبُ عَنِّیْ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ **یعنی** مَیں ہوں وہ شخص کہ بندوں کے عملوں کو دیکھتا ہے مجھ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں نہ زمین میں نہ آسمان میں۔

منقبت۸۸۔ قَالَ اِمَامُ الْخَاشِعِیْنَ کرّم اللہ وجهہٗ اَنَا مِصْبَاحُ الْهِدَایَةِ۔ اَنَا مِشْکٰوةٌ فِیْهَا نُوْرُ الْمُصْطَفٰی اَنَا الَّذِیْ لَیْسَ شَیْءٌ مِنْ عَمَلِ عَامِلٍ اِلَّا بِمَعْرِفَتِیْ۔ **یعنی** مَیں ہوں چراغِ ہدایت میں ہوں وہ مشکوٰۃ (چراغ دان) جس میں محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نور ہے۔ مَیں وہ شخص ہوں کہ کسی عمل کرنے والے کا عمل میری معرفت کے بغیر معتبر نہیں۔ اور پایۂ اعتبار سے ساقط ہے۔

منقبت۸۹۔ قال امام الرافعین کرّم اللہ وجهہٗ اَنَا خَازِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنَا قَآئِمٌ بِالْقِسْطِ۔ اَنَا عَالِمٌ بِتَغَیُّرِ الزَّمَانِ وَحَدَثَانِهٖ اَنَا الَّذِیْ اَعْلَمُ عَدَدَ النَّمْلِ وَوَزْنَهَا وَمِقْدَارَ الْجِبَالِ وَوَزْنَهَا وَعَدَدَ قَطَرَاتِ الْاَمْطَارِ۔ **یعنی** میں ہوں آسمانوں اور زمین کا خزانچی کہ سب میری قدرت کے تصرف میں ہے۔ مَیں ہوں عدل کا قائم کرنے والا۔ میں زمانے کے ایک حال سے دُوسرے حال میں تبدیل ہونے اور اس کے حوادث سے خبردار اور آگاہ ہوں۔ میں ہوں وہ شخص کہ چیونٹیوں کی تعداد اور اُن کے وزن اور پہاڑوں کی مقدار اور اُن کے وزن کو اور بارش کے قطروں کی شمار کو جانتا ہے۔

منقبت۹۰۔ قال امام الخاضعین کرّم اللہ وجهہٗ۔ اَنَا اٰیَاتُ اللّٰهِ الْکُبْرٰی الَّتِیْ اَرٰهَا اللّٰهُ فِرْعَوْنَ وَعَصٰی۔ **یعنی** مَیں اللہ تعالیٰ کی آیاتِ کبریٰ ہوں۔ جو اللہ نے فرعون کو دکھائیں اور اس فرعون نے عصیان اور نافرمانی کی۔

منقبت۹۱۔ قَالَ اِمَامُ الْمُسَبِّحِیْنَ کرّم اللہ وجهہٗ اَنَا الَّذِیْ اَقْبَلَ اِلَی الْقِبْلَتَیْنِ وَاُحْیِیْ مَرَّتَیْنِ وَاُظْهِرُ الْاَشْیَاءَ کَیْفَ اَشَاءُ۔ **یعنی** مَیں ہوں وہ شخص جس نے دو قبلوں یعنی بیت المقدس اور کعبہ کی طرف مُنہ کیا ہے اور مَیں دو دفعہ زندہ کرتا ہوں۔ یہ نصیر کے مشہور و معروف قصّے کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ **آصفی** ذیل کے شعر میں اس مقولے کی خبر دیتا ہے ؎

زشہسوارِ عرب آنچہ بر نصیر گذشت زخمزہ و لبِ آں فتنۂ عجم دیدم

اور قصّہ مذکورہ معجزات و خارق عادات کے باب میں انشاء اللہ اسانید صحیحہ کے ساتھ مفصّل طور پر ذکر کیا جائے گا۔

اور مَیں وہ شخص ہوں کہ چیزوں کو جس طرح چاہتا ہوں ظاہر کرتا ہوں۔

منقبت ۹۲ - قال امام المفلحین کرّم اللہ وجہہٗ اَنَا الَّذِیْ رَمَیْتُ وَجْہَ الْکُفَّارِ کَفَّ تُرَابٍ فَرَجَعُوْا وَاَھْلَکُوْا اَنَا الَّذِیْ جَحَدَ وِلَایَتِیْ اَلْفُ اُمَّۃٍ فَمَسَخَھُمْ۔ **یعنی** مَیں وہ شخص ہوں کہ مَیں نے کفّار کے مُنہ پر خاک کی مُٹھی ڈالی۔ پس وہ واپس ہوئے۔ اور ہلاک ہو گئے۔ اور مَیں ہوں وہ شخص کہ پہلی اُمتوں میں سے ہزار امت نے میری ولایت کا انکار کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کو مسخ کر دیا۔

منقبت ۹۳ - قال امام المشفّعین کرّم اللہ وجہہٗ اَنَا الَّذِیْ سَالِفُ الزَّمَانِ وَخَارِجٌ وَظَاھِرٌ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ۔ **یعنی** مَیں وہ شخص ہوں کہ زمانے سے پہلے ہوں اور خروج کرنے والا ہوں۔ اور آخری زمانے میں ظاہر ہونے والا ہوں۔

منقبت ۹۴ - قال امام الورعین کرّم اللہ وجہہٗ اَنَا قَاصِمُ فَرَاعِنَۃِ الْاَوَّلِیْنَ وَمُخْرِجُھُمْ وَمُعَذِّبُھُمْ فِی الْاٰخِرِیْنَ اَنَا مُعَذِّبُ الْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ مُخْرِجُھُمْ وَمُعَذِّبُ یَغُوْثَ وَیَعُوْقَ وَنَسْرًا وَقَدْ اَضَلُّوْا کَثِیْرًا۔ **یعنی** مَیں پہلے مشرکوں (فرعونوں) کی گردنیں توڑنے والا اور ان کی سلطنت سے ان کو نکالنے والا اور قیامت صغریٰ میں عذاب دینے والا ہوں۔ اور میں ہوں جبت اور طاغوت کو سزا دینے والا۔ اور ان کو خانہ کعبہ سے نکالنے والا۔ اور میں یغوث یعوق اور نسر کو جو مشرکوں کے بت ہیں۔ عذاب دینے والا ہوں۔

منقبت ۹۵ - قال امام العالمین کرّم اللہ وجہہٗ اَنَا مُتَکَلِّمٌ بِسَبْعِیْنَ لِسَانًا وَّمُفْتِیْ کُلِّ شَیْءٍ عَلٰی سَبْعِیْنَ وَجْھًا اَنَا الَّذِیْ اَعْلَمُ مَا یَحْدُثُ فِی الَّیْلِ وَالنَّھَارِ اَمْرًا بَعْدَ اَمْرٍ وَشَیْئًا بَعْدَ شَیْءٍ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔ **یعنی** مَیں ہوں ستر زبانوں میں بولنے والا۔ اور ہر چیز کا ستر طور پر فتویٰ دینے والا۔ مَیں ہوں وہ شخص کہ جانتا ہوں ہر چیز کو جو رات اور دن میں ایک چیز کے بعد پیدا اور ظاہر ہوتی ہے۔ اور یہ تمام امور سے کنایہ ہے۔ یعنی میں ہر ایک امر کو جو قیامت تک واقع ہوگا۔ جانتا ہوں۔ **مولوی معنوی فرماتے ہیں: نظم**

قیومی و ہم اکرمی سلطانی و ہم اعظمی — برجملہ عالم اعلٰی اللہ مولانا علیؑ

ہم انبیا گویا ز تو ہم اولیا وا ناز تو — ہم عارفاں شیداز تو اللہ مولانا علیؑ

احساں ز تو ارکانِ تو برہانِ تو ایدانِ تو — ہم شرع و ہم ریحاں ز تو اللہ مولانا علیؑ

منقبت ۹۶ - قال امام العالمین کرّم اللہ وجہہٗ اَنَا الَّذِیْ اَرٰی اَعْمَالَ الْخَلَائِقِ فِیْ مَشَارِقِ الْاَرْضِ وَمَغَارِبِھَا وَلَا یَخْفٰی عَلَیَّ شَیْءٌ مِّنْھُمْ **یعنی** مَیں وہ شخص ہوں کہ مشرقوں اور مغربوں میں مخلوقات کے عملوں کو دیکھتا ہوں اور اُن کی کوئی چیز مجھ پر پوشیدہ نہیں ہے۔ **مولوی معنوی فرماتے ہیں۔ نظم**

اے رہنمائے مومناں اللہ مولانا علیؑ — اے ستر پوش غیب داں اللہ مولانا علیؑ

دانندۂ راز ہمہ۔ انجام وآغاز ہمہ اے قدر واعزاز ہمہ اللہ مولانا علیؑ

منقبت۹۷۔ قال امام المکبرین کرّم اللہ وجہہٗ اَنَا الَّذِیْ عِنْدِیْ اِثْنَانِ وَسَبْعُوْنَ اِسْمًا مِنَ الْعِظَامِ۔ **یعنی** مَیں وہ شخص ہوں کہ میرے پاس اسمائے اعظم الٰہی سے بہتّر اسم ہیں۔

منقبت۹۸۔ قال امام الاطہرین کرّم اللہ وجہہٗ اَنَا الْکَعْبَۃُ الْحَرَامُ وَالْبَیْتُ الْحَرَامُ وَالْبَیْتُ الْعَتِیْقُ اَنَا الَّذِیْ یُمَلِّکُنِیَ اللہُ شَرْقَ الْاَرْضِ وَغَرْبَہَا مِنْ طَرْفَۃِ عَیْنٍ وَلَمْحِ الْبَصَرِ۔ **یعنی** مَیں ہوں کعبۃ الحرام اور بیت الحرام اور بیت العتیق کہ تینوں نام کعبہ شریف کے ہیں۔ اور مَیں وہ شخص ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو ایک چشم زدن میں مشرق اور مغرب یعنی تمام روئے زمین کا مالک کریگا۔

منقبت۹۹۔ قال امام الافضلین کرّم اللہ وجہہٗ اَنَا مُحَمَّدُ الْمُصْطَفٰے۔ اَنَا عَلِیُّ الْمُرْتَضٰی کَمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلِیٌّ ظَہَرَ مِنِّیْ اَنَا الْمَمْدُوْحُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اَنَا الْمَعْنِیُّ الَّذِیْ لَا یَقَعُ عَلَیَّ اِثْمٌ وَّشُبْہٌ۔ **یعنی** مَیں ہوں محمد مصطفٰے۔ میں ہوں علیؑ مرتضٰی چنانچہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ علیؑ مجھ سے ظاہر ہوا ہے۔ مَیں وہ شخص ہوں کہ رُوح القدس سے میری مدح کی گئی ہے۔ مَیں وہ صاحب فراست ہوں کہ کوئی گناہ اور اشتباہ مجھ پر واقع نہیں ہوتا۔

منقبت۱۰۰۔ قَالَ امام الاکملین کرّم اللہ وجہہٗ اَنَا اُظْہِرُ الْاَشْیَآءَ الْوُجُوْدِیَّۃَ کَیْفَ اَشَاءُ فِیْہَا۔ **یعنی** مَیں وہ شخص ہوں کہ اشیاء وجودیہ کو جس طرح چاہتا ہوں ظاہر کرتا ہوں۔ صَدَقَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِمَامُ الْمُتَّقِیْنَ وَخَیْرُ الْوَصِیِّیْنَ وَاَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ خَیْرِ النَّبِیِّیْنَ صَلوٰۃُ اللہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ ؛

مولوی معنوی فرماتے ہیں۔

نظم

آں امام مبین وَلیِّ خدا — آفتابِ وجود اہلِ صفا
آں امامے کہ قائم است بحق — در زمین و زماں و ارض وسما
ذات او ہست واجب العصمت — او منزّہ ز شرک و کفر و ریا
عالم وحدت است مسکن او — اُو بروں از صفات مافیہا
اوست جان حقیقت انساں — جملہ فانی شوند او برجا
جُنبش او بُود زحیِّ قدیم — گردشِ او بوَد بہ مُلکِ بقا۔
ذاتِ سبحان است باقی وبیچوں — واں صفاتش علیؑ عالی را
نیست خالی صفاتِ او از ذات — ہست ممسوس او بذاتِ خدا

اُوست آں گنجِ مخفی لاہُوت | کہ زحق اُو بحق شدہ پیدا
نقدِ آں گنج علم بے پایاں | نیست دیگر بجز عَلیِّ عُلیٰ
حکمتِ او جز او نداند کس | کو حکیم است و عالمِ اشیا
اوّلِ حق بود بلا اوّل | آخرِ حق بود بلا اخریٰ
ناصرِ انبیا است او آلحق | اولیا راست دیدۂ بینا
اُو بحق حاضر است در کونین | بہ یقین داں کہ اوست بدرِ دُجیٰ
او بحق است و حق ازو ظاہر | او بحق است جاوداں بہ بقا
لمعۂ نُورِ روئے او کردہ | آفتاب از ضیائے خود شیدا
بود از نُورِ او دلِ آدمؑ | کہ شدہ تاجِ مظہرِ اسما
بے ولائے علیؑ بحقِ خدا | ننہد در بہشت آدمؑ پا
مُطّلع گشتہ است بر ہمہ شے | آدم از علمِ آں امامِ بقا
سجدہ کردند مَر ورا ملکوت | زانکہ بد نُورِ خالقِ یکتا
در رہِ قدسِ عالمِ جبروت | انبیا را دلیل و راہنما
شیثؑ در خم بدید نُورِ علیؑ | گشت ازاں نورِ عالمِ اعلیٰ
نوحؑ ازو یافت ہرچہ مے طلبید | تا رسیدش بمنزلِ عُلیا
کرد ذکرش خلیلؑ دَر پلّہ | شد برو نار لالۂ حمرا
جملہ نسرین و سنبل و گُل شد | نارِ نمرود بر خلیلؑ خدا
وبہ او کرد بے شک اسمٰعیلؑ | گشت قرباں کبش او بصفا
بس کہ نالید پیشِ او یعقوبؑ | بوئے یوسفؑ شنید و شد بینا
نُورِ او دید موسےٰ عمران | گشت والہ دراں شبِ یلدا
اربعینے فتادہ بُد بےخود | گشتہ مستغرقِ وصال و لقا
گفت یا رب مرا نشانے دہ | گفت داوم ترا یدِ بیضا
بود با جملہ انبیا در سِرّ | گشت با ذاتِ مصطفےٰ پیدا
در شریعت در مدینۂ علم | در حقیقت امیرِ ہر دُو سرا
لطفِ او بود ہمدمِ مریمؑ | گشت عیسیٰ ازاں سبب پیدا

سِرّا و دید سیدِ کونین — در شبِ قرب در مقامِ دنے
از علیؑ مے شنید نطق علیؑ — بعلیؑ جز علیؑ بنود آنجا
او علیؑ است و ابنِ عمِّ رسولؐ — اُوست والی و شوہر زہراؑ
رہرواں طالبند اُو مطلوب — عارفاں صامت اند اُو گویا
خلق جہال اُو بُود عالِم — غیر ناداں داو بود دانا
عِلمِ جاوید شد برش روشن — کرو تحقیق رمزِ ما اَوحیٰ
اُوست مقصودِ کل موجودات — اوست واقف زگنج ہائے خدا
ذرۂ نیست بے مشیّت اُو — تا ثُریّا زفوقِ تحتِ ثریٰ
خاصۂ علم واحدیت اُوست — کردہ اُو قصرِ دین و شرع بنا!
اوّل و آخر او بود در دیں — ظاہر و باطن اُو بُود بخدا
تانہ دانی تو سِرّ ایں معنی — نہ رسی در ولایتِ والا!
گر تولّا کنی بہ حیدر کن — تا برندت بہ جنۃ الماویٰ
روحِ اعظم بہ گِردِ مرقدِ اُو — دائماً در طواف و ذکر و دُعا
گفت احمدؐ خود از سرِ تحقیق — بو تراب است شاہِ ہر دوسرا
گر شود روشنت کہ والی اُوست — بامن اے خواجہ کم کُنی غوغا!
مومناں جملہ رو بہ اُو دارند — کہ امیر است وہادیِ والا!
ماہمہ ذرہ ایم واُو خورشید — ماہمہ قطرہ ایم و او دریا!
ماہمہ مُردہ ایم اُو زندہ — ماہمہ پست ایم وا و اعلےٰ
ماہمہ غافلیم و او آگاہ — ماہمہ فانی ایم وا و بہ بقا
شمس دیں چونکہ صادقی در عشق — جان فدا کن برائے مولانا
تا شود جانب واصلِ جاناں — تا رسد قطرہ ات سوئے دریا
بندۂ خاندان بجاں مے باش — گر بخواہی رسی بہ تحتِ لوا

منقبت ۔ مسند احمد حنبل میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ مَیں نے امیرالمومنینؓ سے سُنا کہ فرماتے تھے۔
اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَاَخُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاَنَا الصِّدِّيْقُ الْاَكْبَرُ لَا يَقُوْلُهَا غَيْرِيْ اِلَّا كَاذِبٌ مُفْتَرٍ۔ یعنی مَیں ہوں عبداللہ یعنی قطب زماں۔ اور برادرِ رسولِ خدا یعنی قائم مقام حبیب رحماں

16

اور میں ہوں صدیق اکبر۔ میرے سوا اس کلمے کو کوئی شخص زبان پر نہ لائے گا۔ مگر یہ کہ وہ مفتری اور کاذب ہوگا۔

مولف کتاب عرض کرتا ہے کہ عبداللہ کا نام اقطاب (جمع قطب) سے مخصوص ہے۔ اسی لئے بڑے بڑے انبیا علیہم السلام کو جو اقطاب زماں تھے۔ قرآن میں جہاں ذکر کیا ہے۔ عبداللہ کے نام سے نامزد فرمایا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کی نقل قول کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِیَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا (یعنی میں عبداللہ ہوں۔ خدا نے مجھ کو کتاب عطا فرمائی ہے اور مجھ کو نبی بنایا ہے)

منقبت ۱۲ ۔ مصابیح القلوب۔ سیر النبی اور کفایۃ المومنین میں امام حسین علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک روز میرے والد بزرگوار دریائے فرات کے کنارے پر غسل کرنے کے لئے پانی میں اترے۔ ناگاہ ایک موج اٹھی اور آپ کے پیراہن مبارک کو بہا کر لے گئی۔ جب پانی سے باہر تشریف لائے۔ تو ایک ہاتف غیبی نے آواز دی۔ اُنْظُرْ عَنْ يَمِيْنِكَ وَخُذْ مَا تَرٰى۔ (یعنی اپنی دائیں طرف نظر کر اور جو ملے لے لے) جب حضرتؑ نے دائیں طرف نگاہ کی۔ تو دیکھا کہ ایک پیراہن دیبا کے پارچے میں لپٹا ہوا ہے۔ آپ نے اس کو لے لیا۔ ایک پارچہ اس کے گریبان سے گرا۔ جس پر لکھا تھا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذِهٖ هَدِيَّةٌ مِّنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ اِلٰى عَلِیِّ بْنِ اَبِیْطَالِبٍ هٰذَا قَمِيْصُ يُوْرَثُ عِمْرَانُ كَذٰلِكَ اَوْرَثْنَاهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ۔ **یعنی** یہ تحفہ خداوند عزیز حکیم کی طرف سے علیؑ بن ابی طالب کی طرف ہے۔ یہ ہدیہ قمیص ہے۔ جو عمران کو میراث میں دی گئی ہے اسی طرح ہم اس کو دوسرے لوگوں کو میراث میں دیتے ہیں۔

منقبت ۱۳ ۔ حبیب السیر جلد دوم اور مناقب ابن مردویہ میں انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ بہشت میری امت کے چار شخصوں کی مشتاق ہے۔ **راوی** کہتا ہے کہ میں نے چاہا کہ معلوم کروں کہ وہ چار کون کون ہیں۔ یہ سوچ کر میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ اور اس سے کہا۔ کہ رسولِ خدا نے فرمایا ہے کہ:۔ اِنَّ الْجَنَّةَ تَشْتَاقُ اِلٰى اَرْبَعَةٍ مِّنْ اُمَّتِیْ۔ جنت میری امت کے چار شخصوں کی مشتاق ہے۔ آنحضرتؐ سے پوچھو کہ وہ چار شخص کون کون سے ہیں؟ ابوبکرؓ نے جواب دیا۔ مجھے اس بات کا خیال ہے کہ اگر میں ان چار شخصوں میں سے نہ ہوا۔ تو بنو تیم مجھ کو ملامت کریں گے۔ تب عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ اور حدیث مذکور بیان کی۔ اس بزرگوار نے بھی وہی جواب دیا کہ مجھے یہ خیال ہے کہ اگر میں ان چاروں میں نہ ہوا۔ تو بنی امیہ مجھے طعن اور ملامت کریں گے۔ تب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ اور حدیث مذکور ان سے بیان کرکے وہی درخواست کی۔ اس بزرگ نے بھی یہ جواب دیا۔ کہ مجھے خوف ہے کہ اگر میں ان چار میں داخل نہ ہوا۔ تو بنی عدی مجھ پر آوازے کسیں گے۔ اور رمز و کنایہ سے طعن و ملامت کریں گے۔ یہ جواب سن کر امیر المومنین علیؑ کی خدمت میں جا کر سارا حال عرض کیا۔ امیر نے فرمایا۔ خدا کی قسم میں رسولِ خدا سے ضرور دریافت کروں گا۔ اگر میں ان چار میں داخل ہوا۔ تو حمدِ الٰہی بجا لاؤں گا۔ اور اگر نہ ہوا تو خدائے بزرگ و برتر سے درخواست

کروں گا کہ مجھ کو بھی ان میں داخل کرے۔ یہ کہہ کر رسولِ خدا کی طرف روانہ ہوئے۔ مَیں بھی آپ کے ہمراہ چلا۔ یہاں تک کہ آنحضرتؐ کے دولت سرا میں داخل ہُوئے۔ اس وقت سرِ مبارک وحیۂ کلبی کی گود میں تھا۔ جب وحیہ کلبی نے امیرؑ کو دیکھا۔ سلام کرکے عرض کی۔ اپنے پسرِ عم کا سر مبارک لیجئے۔ کیونکہ آپ مجھ سے زیادہ اس کے حق دار ہیں۔ جب رسولِ خدا بیدار ہُوئے۔ تو اپنا سر علیؑ مرتضیٰ کی آغوش میں پایا۔ ارشاد فرمایا۔ اے بھائی اس وقت ایک حاجت تم کو میرے پاس لائی ہے۔ عرض کی۔ یا رسول اللہ! جب مَیں دولت خانۂ والا میں داخل ہُوا۔ تو آپ کا سر مبارک وحیہ کلبی کے زانو پر تھا۔ اس نے مجھ پر سلام کرکے کہا۔ اپنے پسرِ عم کا سر مبارک لیجئے۔ کیونکہ آپ میری نسبت اس کام کے زیادہ حق دار اور سزاوار ہیں۔ فرمایا۔ اے بھائی! تم نے اس کو پہچانا؟ عرض کی رسولؐ خدا بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا۔ وہ جبرئیلؑ تھے۔ امیرؑ نے عرض کی یا رسول اللہ۔ انس نے مجھ کو آگاہ کیا کہ رسولِ خدا نے فرمایا ہے کہ بہشت امتِ محمدی میں سے چار شخصوں کی آرزومند اور مشتاق ہے۔ یا حضرتؐ! وہ چار شخص کون کون سے ہیں۔ آنحضرتؐ نے دستِ حق پرست سے تین دفعہ امیر المؤمنین کرم اللہ وجہہٗ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ خدا کی قسم! تو ان چاروں شخصوں میں اوّل ہے۔

منقبت ۱۰۴۔ مناقب حافظ ابن مردویہ میں ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ ایک دن علیؑ محمدؐ مصطفیٰ کے دولت سرا میں داخل ہوئے۔ اس وقت عائشہ رضی اللہ عنہا آنحضرتؐ کے پاس تھیں۔ پس امیر المؤمنینؑ سیّد المرسلینؐ اور ام المسلمینؓ کے بیچ میں بیٹھ گئے۔ عائشہؓ نے کہا۔ اے علیؑ یہ تمہارا مقام نہیں ہے آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اے عائشہ۔ اس بات کو چھوڑ دے۔ اور خاموش ہو جا۔ اور میرے بھائی کو رنجیدہ کرکے مجھے رنجیدہ نہ کر۔ یہ مومنوں کا امیر اور مسلمانوں میں سب سے بہتر اور ان لوگوں کا سردار اور پیشوا ہے۔ جن کے ہاتھ پاؤں اور چہرے نورانی ہیں۔ یہ قیامت کے روز صراط پر مقیم ہوگا۔ اور اپنے اولیا اور دوستوں کو بہشت میں داخل کرے گا اور دشمنوں کو دوزخ میں ڈالے گا۔ شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ **شعر**

عَلِی حُبُّہٗ جُنَّہ قَسِیْمُ النَّارِ وَالْجَنَّہ
وَصِیُّ الْمُصْطَفٰی حَقًّا اِمَامُ الْاِنْسِ وَالْجِنَّہ

حکیم سنائی فرماتے ہیں:۔

نائب کردگار حیدر بود صاحب ذوالفقار حیدر بود
مہر و کینش دلیلِ منبر و دار حلم و خشمش قسیم جنّت و نار

منقبت ۱۰۵۔ اوسط طبرانی۔ مستدرک حاکم اور صواعق محرقہ میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے وہ فرماتی ہیں کہ۔ کَانَ رَسُوْلُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا غَضِبَ لَمْ یَجْتَرِءْ اَحَدٌ یُکَلِّمُہٗ اِلَّا عَلِیٌّ۔

یعنی جب رسولِ خدا غضب ناک ہوتے تھے تو علیؑ مرتضٰی کے سوا اور کوئی آنحضرت سے کلام کرنے کی دلیری نہ کر سکتا تھا۔

منقبت [۱۹]۔ مصابیح مشکوٰۃ۔ روضۃ الاحباب۔ حبیب السیر اور معارج النبوۃ میں جابر بن عبداللہ انصاری رضؓ سے مروی ہے کہ طائف کے محاصرے میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیؑ مرتضٰی سے راز کے طور پر باتیں کر رہے تھے۔ جب راز بیانی میں بہت طول ہو گیا۔ تو لوگوں نے کہا۔ عجب لمبا چوڑا راز اپنے پسر عم سے بیان کیا جا رہا ہے۔ رسولؐ دلوں کے حالات پر واقف ہو کر ارشاد فرمایا۔ مَا اِنْتَجَیْتُہٗ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ اِنْتَجَاہُ یعنی میں نے خود اس سے راز بیان نہیں کیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اس سے راز بیان کر رہا تھا۔ اسی وجہ سے حکیم سنائی فرماتے ہیں۔ **مثنوی**

محرم او بود کعبۂ جاں را　　محرم اوگشتہ سِرِّ یزداں را

کاتبِ نقشِ خانۂ تنزیل　　خازنِ گنج نامۂ تاویل

رازِ دارِ خدائے پیغمبر　　راز دار پیمبرش حیدر

منقبت [۲۰]۔ کنز العباد اور ہدایۃ السعداء میں منقول ہے کہ ایک روز جناب سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات نے پانچ دفعہ سجدہ کیا۔ اصحاب نے عرض کی۔ یا رسولؐ اللہ! آپ کے سجدوں کا کیا باعث ہے۔ فرمایا جبرئیلؑ نے آکر بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ علیؑ کو دوست رکھتا ہے۔ میں نے سجدہ کیا۔ جب سجدہ سے سر اٹھایا۔ تو کہا کہ فاطمہؑ کو دوست رکھتا ہے۔ یہ سُن کر میں نے پھر سجدہ کیا۔ جب سجدہ دوم سے فارغ ہوا۔ تو کہا کہ حسنؑ اور حسینؑ کو دوست رکھتا ہوں یہ سُنتے ہی میں نے سجدہ کیا۔ جب سجدے سے فراغت پائی۔ تو کہا خدا ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو ان کے دوست ہیں۔ میں نے پھر سجدہ کیا۔ جب سجدہ کر چکا۔ تو جبرئیلؑ نے کہا کہ خدا ان کے دوستوں کے دوستوں کو دوست رکھتا ہے۔ یہ سُن کر میں نے پھر سجدہ کیا۔

منقبت [۲۱]۔ مسند احمد بن حنبل اور صحاح ستہ میں انس بن مالک سے مروی ہے کہ جب عبداللہ بن عباس کو نزع کا وقت پہنچا۔ تو بارگاہ الٰہی میں متوجہ ہو کر عرض کی۔ اے خدا! میں علیؑ بن ابی طالب کی دوستی سے تیری جناب میں تقرب چاہتا ہوں۔

منقبت [۲۲]۔ کشف الغمہ۔ مناقب خوارزمی اور حبیب السیر میں امام حسن عسکری رضوان اللہ علیہ سے مروی ہے کہ شاہ ولایت پناہ جناب سید المرسلین کی حیات میں امیر المومنین کے لقب سے ملقب تھے۔ اور اس کا قصہ یوں ہے کہ ایک دن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اے بھائی آفتاب جہانتاب سے کلام کر کہ وہ بھی تجھ سے کلام کریگا۔ امیر المومنین آفتاب سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا الْعَبْدُ الْمُطِیْعُ لِلّٰہِ۔ سلام ہو تجھ پر اے خدا کے فرمانبردار بندے) آفتاب نے جواب میں کہا۔ عَلَیْكَ السَّلَامُ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِمَامَ الْمُتَّقِیْنَ وَقَائِدَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ۔ (تجھ پر بھی سلام ہو اے مومنوں کے حاکم اور پرہیزگاروں کے امام

اور نیکو کار سفید رو نورانی لوگوں کے پیشوا اور رہبر) بعد ازاں کہا۔ یا علیؑ تو اور تیرے دوست بہشت میں ہوں گے اور قیامت کے دن پہلے پہل وہ زمین شق ہوگی۔ جس میں محمد مصطفےٰ مدفون ہوں گے بعد ازاں تیری قبر شگافتہ ہوگی۔ اور پہلے پہل جو شخص لباسِ حیات سے آراستہ ہوگا۔ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں گے۔ بعد ازاں تجھ کو زندہ کیا جائے گا۔ جب آفتاب نے یہ مژدہ اور بشارت سُنائی۔ تو امیرالمومنین قبلہ رو ہو کر سجدہ بجا لائے۔ اور چشم مبارک سے آنسو جاری ہوئے رسول نے فرمایا۔ یَا اَخِیْ وَحَبِیْبِیْ اِرْفَعْ رَأْسَكَ فَقَدْ بَاهَی اللّٰهُ بِكَ اَهْلَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ۔ **یعنی** اے بھائی اور دوست اپنا سر اٹھا کہ اللہ تعالیٰ تیری وجہ سے ساتوں آسمانوں والوں کو رُلا رہا ہے۔

مولف۔ عرض کرتا ہے کہ احسن الکبار میں مرقوم ہے کہ آفتاب نے امیرالمومنینؑ سے سات دفعہ کلام کیا۔

منقبت ۱۱۱۔ مناقب خطیب خوارزمی۔ مناقب ابن مردویہ۔ بحر المناقب۔ حلیۃ الاولیاء اور احسن الکبار میں انس بن مالک سے روایت ہے۔ کہ رسولؐ نے مجھ سے ارشاد فرمایا۔ کہ اے انس میرے لئے پانی تیار کر۔ جب میں نے تعمیلِ ارشاد کی۔ وضو کر کے نماز پڑھی۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا۔ پہلے پہل جو کوئی آج کے دن میرے پاس آئے وہ امیرالمومنین اور سیدالمسلمین اور خاتم الوصیین اور امام الغر المحجلین ہے۔ میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ وہ کون شخص ہوگا؟ فرمایا۔ ابھی اسی وقت آتا ہے۔ اسی اثناء میں امیرالمومنینؑ نے آ کر آنحضرت صلعم کے دروازہ پر ہاتھ مارا۔ فرمایا۔ یہ ہے امیرالمومنین۔ خیر الوصیین۔ اور خاتم النبیین کے بعد سب آدمیوں سے اولیٰ اور افضل۔

بیت (مولف)

بود زیبندہ بفرقش تاجِ دین!　　زانکہ بے شک بود امیرالمومنینؑ

بعد ازاں۔ حضرتؐ نے اُٹھ کر امیرالمومنینؑ سے معانقہ فرمایا۔ اور اپنے روئے مبارک کا عرق آپ کے چہرۂ انور پہ ملا۔ اور اُن کے روئے پُر نور کا عرق اپنے مُنہ پر۔ یہ شفقت اور مرحمت دیکھ کر امیرؑ نے عرض کی۔ یا رسولؐ اللہ! اس مہربانی اور التفات کا باعث کیا ہے فرمایا۔ اے بھائی! میں کس طرح تجھ سے مہربانی سے پیش نہ آؤں حالانکہ تو میرے دین کے احکام جانتا ہے۔ اور میری بات امت کو پہنچانے والا ہے۔ اور اس معنی کو بیان کرنے والا ہے۔ جس میں میرے بعد اختلاف کریں گے۔

منقبت ۱۱۱۔ صحیح ترمذی۔ صحائف۔ مشکوٰۃ۔ ہدایۃ السعداء اور حبیب السیر جلد دوم میں انسؓ سے مروی ہے۔ کہ ایک روز بھُنا ہُوا پرندہ نبی آخر الزمان علیہ صلوات الرحمٰن کی خدمت بابرکت میں پیش کیا گیا۔ آنحضرتؐ نے آسمان کی طرف مُنہ کر کے یوں دُعا فرمائی۔ اَللّٰهُمَّ ائْتِنِیْ بِاَحَبِّ خَلْقِكَ اِلَيْكَ يَاْكُلُ مَعِیْ هٰذَا الطَّيْرَ۔ **یعنی** اے خدا اپنی مخلوقات میں سے جو تیرے نزدیک سب سے زیادہ تیرا دوست ہو۔ اس کو میرے پاس بھیج دے تاکہ وہ اس پرندے کو میرے ساتھ مل کر تناول کرے۔ اسی وقت امیرالمومنینؑ جناب سیدالمرسلینؐ کے پاس حاضر

ہُوئے اور سرورِ ابرار نے حیدرِ کرار کے ساتھ مل کر اس مرغِ بریاں کو تناول فرمایا۔

منقبت ۱۱۲ ۔ شرح خافضیہ میں مرقوم ہے کہ جناب امیرؑ کو مرتضیٰ اس سبب سے کہتے ہیں کہ ہمیشہ حق تعالےٰ کی رضا اور خوشنودی میں تھے۔ اور آنحضرتؐ بھی ان سے راضی اور شاکر تھے۔

منقبت ۱۱۳ ۔ صحاح ستہ۔ مشکوۃ۔ مصابیح۔ دستورالحقائق۔ صحائف۔ صواعق محرقہ۔ مسند احمد بن حنبل۔ اوسط طبرانی۔ مسند بزاز۔ تشریح۔ شرح لامیہ۔ ہدایۃ السعداء (بزبان عربی) حبیب السیر۔ روضۃ الاحباب اور معارج النبوۃ (بعبارت فارسی) میں اسانید صحیحہ کے ساتھ اس طرح منقول ہے کہ تبواتر وارد ہُوا ہے کہ امیر المومنینؑ کو **کرار** کا خطاب مستطاب اس روز عطا ہوا۔ جبکہ جنگ خیبر میں آنحضرتؐ نے عمر رضی اللہ عنہ کو سردار لشکر بنا کر بھیجا۔ جب وہ بزرگوار فرار کر آئے۔ تو ابوبکر صدیقؓ کو امیر لشکر مقرر کر کے بھیجا۔ اس بزرگ نے بھی شکستِ عظیم کھائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرؓ کی التماس کے موافق پھر ان کو امیر لشکر بنا کر روانہ کیا۔ جب پھر بھی لشکرِ اسلام نے شکست کھائی۔ اور حضرت عمرؓ دوبارہ بھی ناکام واپس تشریف لائے۔ تو آنحضرتؐ نے اپنی زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا۔ لَاُعْطِیَنَّ الرَّایَۃَ غَدًا رَجُلًا کَرَّارًا غَیْرَ فَرَّارٍ یُحِبُّ اللہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیُحِبُّہُ اللہُ وَرَسُوْلُہٗ۔ **یعنی** کل میں ضرور علم ایسے مرد کو عطا کروں گا۔ جو بار بار اور بتکرار حملے کرتا ہے۔ اور فرار کرنے والا اور بھاگ کر آنے والا نہیں۔ اور وہ خدا اور اُس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہے۔ اور خدا اور اس کا رسولؐ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ **نیز** شرح لامیہ میں منقول ہے کہ امیر المومنینؑ کو **کرار** اس وجہ سے کہتے ہیں کہ کافروں پر بار بار اور بتکرار حملہ کیا کرتے تھے۔ اور کسی جنگ اور معرکے میں فرار نہیں کیا۔

نیز صاحب **نزہۃ الارواح** فرماتے ہیں وہ سرورِ مطلبی۔ وہ ابن عم نبیؐ۔ وہ شجرۂ ولایت۔ وہ فرع ثمرہ نہایت وہ جس کے بغیر شہر علم کو دروازے کی ضرورت ہے۔ وہ جس کے ہوتے قصرِ دین کو کسی در کی حاجت نہیں۔ وہ شیر مرد جس نے کسی معرکے میں کسی طرح بھی پیٹھ نہ دکھائی۔ وہ شیر جس نے کسی موقع پر بھی کسی کی پیٹھ کی طرف رُخ نہ کیا۔ وہ پُردل جو ایک نعرۂ مردانہ سے لشکرِ عظیم کو دوپارہ کرتا۔ وہ صفدر دلاور جو ایک حملے میں نو قلعوں کو اُلٹ پلٹ کر دیتا تھا۔ اس کی بات یک رُویہ تھی۔ اس سبب سے دوستوں کے دلوں میں بیٹھ جاتی تھی۔ اور اس کی تلوار دو رویہ تھی اس سبب سے دشمنوں کو شکست دیتی تھی۔

قطعہ

شیرِ یزداں کز نہیبِ خنجرش ۔۔۔ خصم را افسردہ خون در خنجرہ
بود آسیب او پیش از اجل ۔۔۔ جان از غزیٰ در غم غرہ!
اوست قلب لشکرِ اسلام ازاں ۔۔۔ مُہرِ دیں بے مہر او نامدسَرہ
بر فرازِ قدرِ عالی منظرش ۔۔۔ من نہ گویم آسماں را کنگرہ

چوں کم از یک نقطہ موہوم شد در محیطِ مرکزش نہ دائرہ

اور متوجہ جمالِ ازلی شاہ نعمت اللہ ولی ارشاد فرماتے ہیں۔

احمدِ مرسل امامِ انبیاست حیدرِ کرار قطبِ اولیاست

از چہ رُو کرار خوانند شاہ را کج نہ گویم من بگویم با تو راست

بارہا در کسوتِ پیغمبراں ! آمد و شد ایں دلیل منتہاست

بارہا پوشیدہ دلق آدمی آں علیؑ کہ شہسوار لافتی ست

منقبت [۱۱۴] ۔ دستور الحقائق اور گنج الاسرار میں مرقوم ہے کہ امیرالمومنینؑ اس وقت اسد اللہ الغالب کے لقب سے ملقب ہوئے کہ جب سیّدِ کائنات معراج کو تشریف لے گئے۔ تو بارگاہِ کبریا میں ایک شیر دیکھا۔ جو نُور کی زنجیروں سے بندھا ہوا ہے۔ حضرتؐ ہر بار آگے بڑھنا چاہتے تھے۔ مگر شیر حملہ کرتا تھا۔ جبرئیلؑ سے پوچھا۔ اے بھائی! یہ شیر کیا چاہتا ہے ؟ عرض کی یا رسول اللہ! ذرا غور فرمایئے۔ شاید دنیا کے مال میں سے کوئی زائد چیز آپ کے ہمراہ ہے ؟ جب آپ نے غور سے دیکھا۔ آپ کے دستِ حق پرست میں ایک انگوٹھی تھی۔ وہ نکال کر شیر کی طرف ڈال دی۔ جب حضرتؐ معراج سے واپس تشریف لائے۔ امیرالمومنینؑ نے مبارکبادعرض کرنے کے بعد انگوٹھی سامنے دھر دی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ جَزَاکَ اللّٰہُ فِی الدَّارَیْنِ خَیْرًا یَا اَسَدُ اللّٰہِ الْغَالِب۔ (اے اسد اللہ الغالب خدا تجھے دونوں جہاں میں جزائے خیر دے)۔ **بیت**

علیؑ مرتضیٰ گر نیست شیرِ حضرتِ یزداں شبِ معراج چوں خاتم گرفت از دستِ آں سرورؐ

منقبت [۱۱۵] ۔ صحیح بخاری، صحیح مسلم، صواعق محرقہ۔ روضۃ الاحباب۔ روضۃ الشہداء اور معارج النبوۃ میں منقول ہے کہ غزوۂ ذوالعشیرہ میں جب سیّدِ کائناتؐ صلح اور معاہدہ کر کے مدینہ سکینہ میں واپس تشریف لائے۔ اس سفر ظفر اثر میں آپ نے امیرالمومنینؑ کی کنیت ابوتراب مقرر فرمائی۔ عمار یاسرؓ کہتے ہیں کہ میں اور امیرالمومنینؑ ایک درخت خرما کے نیچے سو کر گرد میں آلودہ ہو رہے تھے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے سرہانے تشریف لائے اور امیرؑ سے فرمایا۔ قُمْ یَا اَبَا تُرَاب (اے ابوتراب اُٹھ) اور فرمایا۔ اے بھائی! میں تجھ کو اس شخص سے خبردار کروں! جو سب آدمیوں سے زیادہ تر بدبخت اور شقی ہے۔ عرض کی۔ ہاں فرمایئے۔ فرمایا۔ دو شخص ہیں۔ **ایک** وہ شخص جس نے ناقۂ صالح کو پے کیا **دوسرا** وہ شخص جو تیری داڑھی کو تیرے خون سے رنگین کرے گا۔ حضرت یہ فرماتے تھے اور اپنا دستِ حق پرست امیرالمومنینؑ کے سر اور مُنہ پر پھیرتے تھے۔ اور **ملا عبدالرحمٰن جامی** نے **شواہد النبوۃ** میں روایت کی ہے کہ ایک روز سیّدِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سیّدۃ النساء علیہا التحیۃ والثنا کے دولت سرا میں تشریف لا کر پوچھا۔ کہ اے فاطمہؑ میرے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟ عرض کی۔ مجھ میں اور اس میں کچھ

بات چیت ہوئی تھی۔ اس پر اس بزرگوار نے گھر میں قیلولہ نہ فرمایا۔ آنحضرت باہر تشریف لے گئے۔ اور تلاش میں مصروف ہوئے۔ ایک شخص نے عرض کی کہ امیرالمومنینؑ فلاں جگہ سو رہے ہیں سیّدالمرسلینؐ وہاں تشریف لے گئے دیکھا کہ ردائے مبارک آپ کے کندھے سے گر پڑی ہے۔ حضرتؐ اپنے دستِ مبارک سے مٹی بدن شریف امیرالمومنینؑ سے جھڑلاتے تھے اور فرماتے تھے۔ قُمْ یَا اَبَا تُرَابٍ (اے ابوتراب اُٹھ) کہتے ہیں کہ اس روز سے امیرالمومنینؑ کو کوئی کنیت اور نام ابوتراب سے بڑھ کر بھلا معلوم نہ ہوتا تھا۔

مولف عرض کرتا ہے۔ چونکہ دونوں روایتوں میں بڑا فرق تھا۔ اس لئے دونوں کو درج کر دیا گیا۔ اور بعید نہیں ہے کہ سیّدالمرسلینؐ کو امیرالمومنینؑ کی نسبت دوبار ایسا واقعہ پیش آیا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم بحقائق الامور۔

منقبت[۱۱۰]۔ دستورالحقائق میں مرقوم ہے۔ کیا وجہ ہے؟ کہ جب صحابہ میں سے کسی کا نام ذکر کیا جاتا ہے۔ تو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ اور امیرالمومنینؑ کا نام سُن کر کرم اللہ وجہہ کہا جاتا ہے۔ **روایت** ہے کہ ایک روز سیّد کائناتؐ بعثت سے پہلے ابوطالب کے گھر میں تشریف لائے۔ اور فاطمہ بنت اسد نے جو امیر کی والدہ تھیں۔ کہا کہ یا محمدؐ جب تم میرے گھر میں آتے ہو۔ تو میرے رحم کا بچّہ اس طرح اپنا مُنہ میرے پیٹ میں مارتا ہے۔ کہ میں بے اختیار ہو کر کھڑی ہو جاتی ہوں۔ حضرتؐ نے اپنی زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا۔ کرّم اللہ وجہہٗ **اور** ایک روایت میں آیا ہے کہ جب والدۂ امیرؓ کو جمالِ محمدی کے مشاہدے سے بیٹھنے کی طاقت نہ رہتی۔ تو تعظیم کے طور پر کھڑی ہو جاتیں۔ ایک دن ابوطالب نے کہا۔ کہ محمدؐ تمہارے بیٹے کی مانند ہے تم اس قدر تعظیم و تکریم کیوں کرتی ہو؟ اس معظمہ نے جواب دیا۔ کہ یہ تعظیم و تواضع جو میری طرف سے ظاہر ہوتی ہے اختیاری نہیں ہے۔ جس وقت محمدؐ میری طرف آتا ہے۔ اگر میں کھڑی نہ ہوں۔ تو میرے رحم کا بچّہ نہایت بیقراری اور اضطرار کی وجہ سے ہلاک ہو جائے۔ ابوطالب نے کہا۔ یہ بات بغیر دلیل و برہان کے قبول نہیں کی جا سکتی۔ پس ابوطالبؓ اور حمزہؓ نے متفق ہو کر اپنے ہاتھ اسداللہ الغالب کی والدہ ماجدہ کے کندھے پر خوب جما لئے۔ اور سیّدِ کائنات کو باہر سے بُلایا۔ جوں ہی جناب مصطفےٰ نے اس طرف توجہ فرمائی۔ اور ان کے نورِ جمال پر والدۂ امیر کی نظر پڑی۔ وہ معظمہ بتائید صمدی و قوّت مرتضوی سیدھی کھڑی ہو گئیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کرّم اللہ وجہہٗ **اور** ایک روایت میں ہے کہ جب آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے چچا کے گھر میں تشریف لاتے۔ تو روئے مبارک والدہ امیرالمومنینؑ کے رحم کی طرف کرکے فرماتے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَخِیْ۔ (اے بھائی تجھ پر میرا سلام ہو) اور امیرالمومنینؑ شکم مادر سے جواب دیتے۔ علیک السلام یا رسولؐ اللہ۔ جس طرف آنحضرتؐ ہوتے اپنا رُخ اسی طرف کر لیتے۔ اس بات سے مطلع ہونے کے بعد آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کرم اللہ وجہہٗ **یعنی** حق تعالیٰ اس کی ذات کو بزرگ اور معزز کرے۔

منقبت[۱۱۱]۔ **نیز** کتاب مذکور میں والدہ امیرالمومنینؑ سے مروی ہے کہ جب امیرؑ سات مہینے رحم میں پرورش

با چکا۔ ایک روز میں لیٹی ہوئی تھی۔ اور سیّدِ کائنات دونوں ہاتھ ٹیکے میرے پاس بیٹھے ہُوئے تھے کہ ابو طالب باہر سے آئے۔ اور خفا ہو کر مجھ سے کہا۔ محمدؐ جوان ہے۔ تجھے شرم نہیں آتی۔ کہ تو لیٹی ہوئی ہے۔ اور حمیّت اور غیرت میں آکر تلوار کھینچ لی۔ اور میرے قتل کا ارادہ کیا۔ مَیں نے کہا۔ مجھ کو ناحق قتل نہ کیجئے۔ اور اپنے آپ کو بلاوجہ قوم اور قبیلے میں بدنام نہ کیجئے۔ کیونکہ محمدؐ معصوم ہے۔ اور میرے فرزند کی جگہ ہے۔ وہ میری خاطر سے اس طرح میرے قریب نہ بیٹھا تھا۔ بلکہ میرے رحم کے بچے سے گفتگو کرنے میں مصروف تھا۔ اور یہ راز آج مَیں تجھ پر آشکارا اور ظاہر کرتی ہوں۔ کہ جب محمدؐ باہر سے آکر السلام علیک یا اخی کہتا ہے۔ تو یہ فرزند میرے پیٹ کے اندر سے علیك السّلام یا رسول الله جواب میں کہتا ہے۔ اور جس طرف کو محمدؐ پھرتا ہے۔ یا بیٹھتا ہے۔ یہ فرزند اپنا رُخ اسی طرف پھیر لیتا ہے ابو طالب نے کہا۔ کہ مَیں جب تک نہ دیکھ لوں۔ یقین نہ کروں گا۔ اور اس وقت وہ جناب یہ باہمی مناقشہ اور جھگڑا دیکھ کر کثرت حیا کے سبب باہر تشریف لے گئے تھے۔ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا نے آدمی اُن کے بلانے کو بھیجا۔ جب تشریف لائے تو اس معظمہ نے کہا۔ اے محمدؐ بدستور سابق اس فرزند پر سلام کرو۔ آنحضرتؐ نے سلام کیا۔ اور امیر نے سلام کا جواب دیا۔ ابو طالب نے خوش ہو کر کہا۔ میرا برادر زادہ محمدؐ یقیناً خاتم الانبیا ہے۔

منقبت[۱۱۸]۔ حکایات ناصری میں مذکور ہے۔ کیا سبب ہے کہ جب امیر المومنینؑ علی کا نام ذکر کیا جاتا ہے تو کرّم الله وجههٗ کہتے ہیں؟ اس کا سبب یہ ہے کہ آنجنابؑ نے کسی وقت اور کسی موقع پر روئے مبارک کفار کی جنگ سے نہیں پھیرا۔ اور کبھی کسی بُت کے آگے سجدہ نہیں کیا۔ **بیت**

تنافت روئے زحق جبہ پیش بُت نہ نہاد مکرّم است بہر وجہ روئے اطہر اُو

روایات مذکورۂ بالا کے تسلیم کرنے کے بعد سالکانِ طریقت کا قول یہ ہے "چونکہ ارشاد و بیعت کا تسلسل خرقۂ معراج کے بموجب مرتضیٰ علیؑ کی ذات فائض البرکات کے سبب قیام قیامت تک پائدار اور باقی رہے گا۔ اس وجہ سے آنجناب کو کرّم الله وجههٗ کہتے ہیں۔

منقبت[۱۱۹]۔ فوحات المقدس میں مرقوم ہے کہ جب امیرؑ کی والدہ حاملہ ہوئیں۔ تو شاہِ رُسل اور ہادیٔ سُبل اکثر تشریف لاتے۔ اور والدۂ امیرؑ کے شکم مبارک کی طرف منہ کر کے زبان معجز بیان کھولتے اور اپنے ابنِ عم سے باتیں کرتے۔ اور شاہِ ولایت شکمِ مادر میں سلطانِ نبوّت کے جواب میں زبان کھولتے۔ والدہ امیر نے اس حال و قال کی حقیقت سے ابو طالب کو آگاہ خبردار کیا۔ وہ سُن کر نہایت حیران ہُوئے۔ اور سیّدِ کائنات سے پوچھا۔ کہ حقیقتِ حال کیا ہے۔ اور تم کس سے ہم کلام ہوتے ہو؟ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ مَیں اپنے بھائی سے باتیں کرتا ہوں۔ اور اپنے وصی سے ہم کلام ہوتا ہوں۔ ابو طالب نے کہا۔ تمہارا بھائی کون ہے؟ فرمایا۔ میرا بھائی شاہ اولیا ہے۔ ہم دونوں ایک نور تھے جبکہ نہ عرش تھا اور نہ کرسی۔ اور نہ آسمان تھا۔ اور نہ زمین۔ ہم دونوں حق تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس کرتے تھے۔ وُہ ابتدا میں میرا

رفیق اور شفیق تھا۔ اور انتہا میں بھی میری رفاقت کرے گا۔ ابو طالبؓ نے جب یہ بات سُنی۔ تو جانا کہ یہ دونوں بھائی راہِ ہدایت کی مشعل ہوں گے۔ ایک مسندِ رسالت پر جلوہ گر ہو گا۔ اور دوسرا منصب ولایت پائے گا۔ جب وہ وقت آیا کہ آفتابِ ولایت مطلعِ غیب سے طلوع کر کے ظلمتِ کفر کو نورِ ہدایت سے دور کرے۔ والدۂ امیرالمومنین دردِزہ سے بے قرار ہو کر کعبہ کی طرف روانہ ہوئیں اور اپنے درد کی دوا طلب کی۔ غیب سے آواز آئی کہ اے معظمہ باہر نہ رہ اور گھر کے اندر چلی جا یئے۔ نشانِ آشناداری چرا بیگانہ مے گردی۔ جب جناب فاطمہ کعبہ کے اندر گئیں۔ تو ایک پردہ نظر آیا اس پردہ میں پوشیدہ ہو گئیں۔ جناب امیر کی ذاتِ مقدس نے اس پردے کے اندر پردۂ غیب سے عالم شہادت میں ظہور فرمایا۔ اسی اثنا میں ایک سفید پرندے نے چھت کی طرف سے آ کر اپنی چونچ سے جناب امیر کے سینہ منور پر اسم علیؑ تحریر کیا۔ اور اس سے پہلے عالم شہود میں کسی کا نام **علیؑ** نہ تھا۔ اور اس وقت یہ دستور تھا کہ جب کسی کے ہاں بچہ پیدا ہوتا تو ابو جہل بتوں کی پاؤں کی خاک کا سرمہ اس بچے کی آنکھوں میں لگاتا۔ جب سلطان ولایت کی ولادت کی خبر اُس لعین کو پہنچی سنتے ہی ادھر کا رُخ کیا۔ جب امیرؑ کو دیکھا۔ تو دستور کے موافق اُن کی آنکھوں میں بھی سرمہ لگانا چاہا۔ ہر چند زور لگایا مگر حضرتؑ کو نہ اٹھا سکا۔ آخر لاچار ہو کر اپنی انگلیاں امیرالمومنینؑ کی چشم بین وحدت پر رکھیں تاکہ کھول کر بتوں کی خاکِ پا کا سرمہ لگائے۔ ہر چند زور لگایا۔ مگر آنکھ کو نہ کھول سکا۔ اس وقت شاہِ ملک رشاد نے بازوئے ولایت کی قوت سے ایک طمانچہ اس کے مُنہ پر مارا۔ کہ پیچھے کو پھر گیا۔ اور اس کی گردن کج ہو گئی اور وہ کجی اس ناراست کی گردن میں آخر عمر تک بدستور قائم رہی۔ اور اس لعین پُرکین کی ناراستی و کجروی خلقِ عالم پر ظاہر کرتی رہی۔ **الغرض** والدۂ امیرالمومنینؑ نے اس بات سے محزون غمگین ہو کر کہا۔ اے فرزند دلبند! تو آنکھ کیوں نہیں کھولتا۔ اور کس لئے عالم کا مشاہدہ نہیں کرتا۔ کہیں تو نابینا تو نہ ہو۔ اور مجھے تمام عمر اس رنج و غم میں گھلائے۔ اس وقت ملک علام کی طرف سے سیدا نام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہُوا کہ تیرا ابنِ عم پیدا ہو چکا ہے۔ جلد جا کر اس کی خبر گیری کر۔ آفتاب سپہر رسالت نے اپنے احباب کی جماعت کے ساتھ اُدھر کا رُخ کیا۔ اور جا کر ماہِ آسمانِ ولایت کو اٹھا کر احترام تمام اور اعزاز مالا کلام سے اپنے دامن عاطفت میں بٹھایا۔ جب محبوب آفریدگار کے گیسوئے مشکبار کی خوشبو مشامِ حیدر کرار میں پہنچی آپ کے جمال جہاں آرا کی زیارت کے لئے آنکھیں کھول دیں۔ اور سلام و تحیت کی رسم ادا فرما کر آپ کے مدح و ثنا میں زبان کھول۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرمہ مازاغ البصر اس چشم و چراغ دین کی آنکھوں میں لگا کر اس جناب کی بینائی کو کحلِ ماطفی سے روشن فرمایا۔

بیت

بجز رسول بروئے کسے نظر نہ کشاد   کہ از ازل نظرے واشتنہ بہ منظر او

منقبت ۱۲ ۔ روضۃ الشہدا میں منقول ہے کہ شاہ ولایت کی ولادت واقعہ فیل کے تیس سال بعد روز جمعہ تیرھویں ماہ رجب کو بیت اللہ شریف کے اندر وقوع میں آئی۔

بیت

شد او دُرِّ و بیت الحرامش صدف کسے را میسر نہ شد ایں شرف

شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔ کہ یمن میں ایک شخص تھا۔ جو ہر وقت محرابِ عبادت میں قیام رکھتا۔ اور ورع و زہد کی مدد سے دُنیائے دنی اور امتعہ فانی سے روگرداں رہتا تھا۔ گویا مولف مناقب مرتضوی کی مندرجہ ذیل چند بیتیں خصوصًا اسی شخص کی مدح میں ہیں۔ **مثنوی**

واصلِ حق از دو عالم رستہُ وز تعلقہائے ہستی جستہُ

روز و شب سر ور گریباں داشتے دیدہ بر دیدارِ جاناں داشتے

گر بہ پیشش جلوہ کردے مہر و ماہ سوئے مہر و مہ نہ کردے نگاہ

رو بسوئے قبلہ اش بودے مدام غیرِ حق کس را نہ کردے احترام

اس کا نام مرثم ابن وعیب الشیقام اور زاہدین کے خطاب سے مشہور و معروف تھا۔ اس کی عمر ایک سو نوّے سال کی ہو چکی تھی۔ اور اتنی مدّت میں کبھی طاعتِ الٰہی سے ملول اور آرزدہ خاطر نہ ہوا۔ ایک روز روئے نیاز درگاہِ قاضی الحاجات کی طرف متوجہ کرکے مناجات میں یہ التماس کی۔ اے خداوندا اے بادشاہِ دو جہاں! اپنے حرمِ محترم کے کسی سردار کی ملاقات سے شاد کام اور فائز المرام کر۔ اُس کی بے ریا دعا فورًا قبول ہوئی۔ اور ابو طالب جو سفرِ یمن کو تشریف لے گئے تھے۔ اس زاہد کی زیارت کو گئے۔ جب زاہد کی نظر ان پر پڑی۔ تو نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا۔ اور سر اور داڑھی کے بوسے لے کر اپنے پہلو میں بٹھایا۔ اور پوچھا۔ کہاں کے باشندے ہو؟ حضرت ابو طالب نے جواب دیا۔ تہامہ مکّہ کا۔ پوچھا۔ کس قبیلے سے ؟ بولے۔ بنی ہاشم بن عبد مناف سے۔ یہ سُن کر دوبارہ حضرت ابو طالب کے سر اور چہرے۔ کے بوسے لئے۔ اور زبان پہ یہ کلمات جاری کئے۔ اُس حق سبحانہٗ تعالیٰ کا شکر ہے۔ جس نے میری دُعا کو ردّ نہ کیا۔ اور اپنے حرم شریف کے ایک مجاور کی زیارت سے مجھے مشرف فرمایا۔ پھر پوچھا۔ آپ کا نام اور آپ کے پدرِ عالی مقدار کا کیا نام ہے؟ جواب دیا ابو طالب بن عبد المطلب۔ زاہد نے کہا۔ خدا کی قسم۔ مَیں نے انجیل میں پڑھا ہے کہ عبد المطلب کے دو پوتے ہوں گے۔ ایک **اکمل انبیا** ہوگا۔ اس بزرگوار کے والد ماجد کا نام عبد اللہ ہوگا۔ اور دوسرا **افضل الاولیا** ہوگا۔ اس ولی خدا کے باپ کا نام ابو طالب ہوگا۔ جب وہ نبی خدا تیس سال کا ہوگا۔ تو ولی خدا پیدا ہوگا۔ پھر پوچھا اے ابو طالب! کیا وہ نبی خدا پیدا ہو چکا ہے۔ حضرت ابو طالب نے جواب دیا۔ ہاں۔ محمدؐ پیدا ہو چکا ہے اور اس کی عمر انتیس سال کی ہو چکی ہے۔ بولا۔ تم کو بشارت ہو۔ کہ اس سال تمہارے صلب سے ایک فرزند پیدا ہوگا۔ جو مقتدائے اولیا اور پیشوائے اتقیا ہوگا۔ اے ابو طالب جب تم مکّہ معظمہ واپس جاؤ۔ تو اپنے بھتیجے سے کہنا کہ مرثم نے آپ کو بہت نیاز مندانہ سلام عرض کیا ہے۔ اور وہ گواہی دیتا ہے کہ خدائے عزّوجلّ وحدہٗ لاشریک

ہے۔ تو اے محمدؐ رسول خدا اور خاتم الانبیاء ہے۔ اور جب تمہارا بیٹا پیدا ہو۔ اس کو میرا سلام عرض کرنا۔ اور کہنا۔ کہ ایک بڈھا تیرا دوست اور ہوا خواہ تھا۔ اس نے کہا ہے کہ تو محمدؐ کا وصی ہے۔ آنحضرت پر نبوّت ختم ہوگی۔ اور تمہارے وجود مبارک سے ولایت کا آغاز ہوگا۔ اور وہ جناب خاتم نبوت ہوں گے اور تم فاتح (آغاز کرنیوالا) ولایت۔ ابوطالب نے فرمایا۔ اے شیخ! جو کچھ تم کہہ رہے ہو۔ مَیں اس کی حقیقت کو نہیں پا سکتا۔ جب تک کہ اس کی برہان مبرہن اور دلیل بین مجھ پر ظاہر و آشکارا نہ کرو۔ زاہد نے کہا۔ تم کیا برہان چاہتے ہو؟ کہ میں اللہ تعالیٰ سے اس نبی اور ولی کی محبّت کا واسطہ دے کر درخواست کروں۔ زاہد کے دروازے پر ایک انار کا درخت تھا جو خشک ہوگیا تھا۔ ابوطالب نے فرمایا۔ میں انار کے اس سوکھے درخت سے تازہ انار چاہتا ہوں۔ زاہد نے دُعا کے لئے ہاتھ بلند کئے۔ کہ اے خدائے پاک و قادر توانا! جو کچھ مَیں نے تیرے نبی اور ولی کے اسرار سے بیان کیا۔ اگر درست ہے۔ تو اس انار کے خشک درخت سے تازہ انار مرحمت فرما۔ زاہد کی دُعا فوراً بارور ہوئی۔ اور وہ درخت انار فوراً ایزد متعال کی قدرت سے سرسبز اور ہرا بھرا ہوگیا۔ اور اس میں تازہ گل انار پیدا ہوکر نہایت لطیف اور تر و تازہ دو انار بستہ ہوئے اور اسی وقت پختہ ہوکر زمین پر آپڑے۔ زاہد نے دونوں انار اٹھا کر ابوطالب کے سامنے دھر دیئے۔ جب چیرا گیا۔ تو اندر سے لعل رُمانی کی طرح سُرخ دانے نکلے۔ حضرت ابوطالبؑ نے ان میں سے چند دانے تناول فرمائے۔ اُن کے رنگ نے نطفہ میں اثر کیا۔ **منقول** ہے کہ امیرالمومنین کرم اللہ وجہ، کے روئے مبارک کی سُرخی اسی وجہ سے تھی۔ **الغرض** حضرت ابوطالب نہایت خوش و خورم زاہد کے خلوت سرائے سے باہر نکلے اور اپنے وطن کو روانہ ہوئے۔ جب مکہ معظّمہ میں پہنچے۔ امیران کی پشت سے فاطمہ بنت اسد کے رحم میں منتقل ہوئے۔ اور جب حمل کی مدّت پوری ہوگئی۔ تو والدۂ امیرؑ روایت کرتی ہیں کہ مَیں بیت اللہ کا طواف کر رہی تھی کہ درد زہ کا اثر مجھ پر ظاہر ہُوا۔ جب محمدؐ مصطفٰے نے مجھ کو دیکھا۔ تو کہا۔ اے مادر گرامی! کیا حال ہے؟ کہ مَیں آپ کے رنگ میں تغیر دیکھ رہا ہوں۔ مَیں نے صورتِ حال عرض کی۔ فرمایا۔ طواف خانہ کعبہ ختم کیجئے۔ مَیں نے عرض کی کہ مجھ میں طاقت و تواں باقی نہیں رہی۔ فرمایا۔ خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے جائیے۔ کہ یہ رازِ الٰہی ہے۔

اور بشارۃ المصطفٰے میں برید بن قعنب سے مروی ہے کہ مَیں عباس بن عبدالمطلب کے ہمراہ تھا۔ اور بنی عبدالعزّیٰ کی ایک جماعت وہاں موجود تھی۔ کہ فاطمہ بنت اسد مسجد میں داخل ہوئیں۔ اور عین طواف کی حالت میں دردِ زہ کا اثر معظمہ پر ظاہر ہُوا۔ جب باہر جانے کی طاقت نہ رہی۔ یوں دعا کی۔ اے خدا! اس خانہ متبرک حرمت کا واسطہ ولادت مجھ پر آسان کر۔ **راوی** کہتا ہے۔ مَیں نے دیکھا کہ خانہ کعبہ کی دیوار شق ہوگئی فاطمہ اندر داخل ہوئیں اور چوتھے روز امیرؑ کو ہاتھوں میں لئے باہر تشریف لائیں۔

داؤدالطائی کا قول ہے کہ امیرؑ سے پہلے اور نہ ان کے بعد کسی شخص کو یہ شرف نصیب نہیں ہُوا کہ خانۂ کعبہ میں پیدا ہُوا ہو۔ اس واقعہ کو عرب کے ایک فصیح شاعر نے نظم کیا ہے۔

شعر

وَلَدَتْهُ فِی الْحَرَمِ الْمُعَظَّمِ اُمُّهٗ ‏ طَابَتْ وَطَابَ وَلِیْدُهَا وَالْمَوْلَدُ

یعنی اس کی ماں نے اس کو حرم محترم میں جنا ہے۔ وہ ماں اور اس کا فرزند دونوں پاک اور طیب ہیں۔ اور جائے ولادت بھی پاک اور طاہر ہے۔

نظم

جوہر چو پاک بود و صدف نیز پاک بود ‏ آمد میانہ حرم کعبہ در وجود
کعبش زفیض کعبہ صفا داشت لاجرم ‏ بر دوش سیّد دوجہاں جلوہ مے نمود

مولوی معنوی فرماتے ہیں۔

اے شحنۂ دشتِ نجف از تو نجف دیدہ شرف ‏ تو دُرّی و کعبہ صدف مستان سلامت میکنند

ملّا عبدالرحمٰن جامی نے فرمایا ہے۔

بسوئے کعبہ رود شیخ و من براہِ نجف ‏ بربِّ کعبہ کہ اینجا مراست حق بطرف
تفاوتے کہ میان من است واو این است ‏ کہ من بسوئے گہر رفتم او بسوئے صدف

القصہ جب فاطمہ بنت اسد حرم محترم سے اپنے گھر میں تشریف لائیں امیرؑ کو گہوارہ میں لٹا کر ابوطالب کو بشارت دی۔ وہ نہایت خوشی اور مسرّت کی وجہ سے دلیرانہ آگے بڑھے۔ کہ اپنے فرزند دلبند کے روئے مبارک کو دیکھیں۔ امیر کرم اللہ وجہ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر چھیل ڈالا۔ جب سیّد کائناتؐ نے دریافت فرمایا کہ اس بچّے کا کیا نام رکھا ہے۔ جواب دیا کہ باپ نے زید اور ماں نے اسد کے نام سے نامزد کیا ہے۔ حضرتؐ نے اپنی زبانِ معجز بیان سے ارشاد فرمایا۔ اس کا نام عالی **علیؑ** عالی ہمّت رکھنا چاہیئے۔ فاطمہ نے کہا۔ خدا کی قسم میں نے بھی کعبہ کے اندر ایک ہاتفِ غیبی کو سُنا۔ کہ یہ کہہ رہا تھا۔ کہ اس بچّے کو **علیؑ** کے نام نامی سے نامزد کرو۔ لیکن میں اس کو راز خیال کر کے چھپاتی تھی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ نام رکھنے کے باب میں ماں اور باپ میں مجادلہ ہُوا۔ آخر فیصلے کے لئے حرم کعبہ کے دروازے پر حاضر ہُوئے۔ اور امیرالمومنینؑ کی والدہ گرامی نے آسمان کی طرف مُنہ کر کے ایک رجز شروع کی۔ جس کا ایک شعر یہ ہے:۔ ؎

بَیِّنْ لَنَا بِحُکْمِكَ الْمَرْضِیّ ‏ مَاذَا تَرٰی مِنْ اِسْمِ هٰذَا الصَّبِیّ

یعنی اے خدا اس بچّے کے نام رکھنے کے بارے میں جو تیری رضا ہے۔ حکم کیجئے۔

ناگاہ خانہ کعبہ کے کوٹھے کی طرف سے ایک رجز سُنی کہ ہاتف غیبی پڑھ رہا تھا منجملہ ان کے ایک شعر یہ ہے:۔

؎ فَاِسْمُہٗ مِنْ شَامِخٍ عَلِیٌّ عَلِیٌّ اُشْتُقَّ مِنَ الْعُلیٰ

(یعنی اس کا نام بلند چوٹی سے علیؑ ہے جو کہ عُلیٰ سے مشتق ہے) **بیت**

کامِ دہن و کامِ زبان است ایں نام آرامِ دل و راحتِ جان است ایں نام

آنحضرتؐ نے دریافت فرمایا کہ وہ بچہ کہاں ہے؟ جب آپ کی نظرِ کیمیا اثر میں پیش کیا گیا تو انتہائے محبت اور نہایت مہربانی اور شفقت کے سبب گہوارہ سے باہر نکال لیا۔ اور لگن اور آفتابہ منگا کر اپنے دستِ حق پرست سے غسل دینا شروع کیا۔ جب دائیں طرف دھو چکے۔ تو جناب امیرؑ خود بخود بائیں پہلو کی طرف پھر گئے۔ اور آنحضرتؐ کو پہلو بدلنے کی زحمت نہ کرنی پڑی۔ **بیت**

بوقتِ غسل ازاں گشت از برے بہ برے کہ زحمتے نہ کشد دستِ حضرتؐ از بر او

آنحضرت نے جب یہ حال دیکھا۔ تو آپ پر رقّت طاری ہوئی۔ اور اس قدر گریہ فرمایا کہ ریشِ مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ والدۂ امیرؑ نے پوچھا۔ اے محمدؐ! رونے کا کیا سبب ہے؟ فرمایا۔ مَیں دیکھ رہا ہوں کہ یہ بچہ مجھ کو غسل دے رہا ہے۔ اور مَیں بھی اس کے آگے اسی طرح سے ایک پہلو سے دوسرے پہلو پر خود بخود پلٹ رہا ہوں۔ اور اس کو کروٹ بدلنے کی زحمت نہیں دیتا۔ مَیں نے اس کو پہلے دن غسل دیا ہے۔ یہ مجھ کو آخری روز غسل دے گا۔ جب غسل سے فارغ ہوئے۔ تو روئے مبارک امیرؑ کے سامنے رکھا اور اپنی زبان معجز بیان ان کے مُنہ میں رکھی۔ امیرالمومنینؑ جناب سیّدالمرسلینؐ کی زبان کو چوستے تھے۔ چنانچہ اخبارِ صحیحہ میں بتواتر وارد ہُوا ہے۔ کہ امیرؑ نے پہلے پہل جو چیز تناول فرمائی۔ وہ آنحضرتؐ کا لعاب مبارک تھا۔ **اور** ایک روایت میں ہے کہ غسل کے بعد ان کی والدہ کے گود میں دے دیا۔ جب ماں نے اپنی چھاتی اُن کے مُنہ میں دینی چاہی۔ قبول نہ کی اور رونا شروع کر دیا۔ اور کچھ مدّت یہی حال رہا۔ جب آنحضرتؐ کو اس بات کی خبر ہُوئی۔ تشریف لائے۔ اور گود میں لے کر زبان مبارک ان کے مُنہ میں دی۔ جناب امیرؑ نے زبان اقدس کو چوسنے کے بعد اپنی ماں کا دودھ پیا۔

الغرض بہرحال جناب امیرؑ نے اول جو چیز تناول فرمائی وہ آنحضرت کا لعاب دہن تھا۔ اور اس دہن مبارک کے لعاب کی برکت سے جو اسرار وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی کا سرچشمہ تھا۔ اس قدر عالم و دانا ہو گئے کہ برسرِ منبر ارشاد فرمایا۔ سَلُوْنِیْ عَمَّا دُوْنَ الْعَرْشِ (عرش کے ماسوا جس چیز کی بابت چاہو۔ مجھ سے سوال کرو)۔ اور یہ نقل مذکور **کتاب اسفار موسیٰ** مولفہ شیخ محسن احمد منفعت شانزدہم **منافع الاولاد** مولفہ مُلّا ضیاءالدین سنامی اور ہدایۃ السعداء میں بھی مذکور و مسطور ہے۔

نیز بشارۃ المصطفیٰ میں منقول ہے کہ آنحضرت امیر کی تربیت فرماتے تھے اور ہمیشہ خبرگیری کرتے تھے گویا اپنی گود میں پرورش فرماتے تھے۔ جب جناب امیر قریبًا پانچ سال کے ہو گئے۔ اس وقت قریش میں تنگی

اور بے سروسامانی پیدا ہوئی۔ اور خشک سالی کی وجہ سے ان کی عشرت تنگی اور عسرت سے بدل گئی۔ اور ابو طالب چونکہ عیالدار تھے۔ ایک روز آنحضرتؐ نے اپنے چچا عباسؓ سے فرمایا۔ کہ تم مالدار ہو۔ اور ابو طالب محتاج اور کثیر العیال اور قحط کی بلا میں مبتلا ہیں۔ آؤ ہم دونوں مل کر ایک ایک بچہ اس سے لے لیں تاکہ اس کا بوجھ کچھ ہلکا ہو جائے۔ عباسؓ نے آنحضرت کی یہ بات قبول کرلی۔ اور دونوں مل کر ابو طالب کے گھر گئے اور صورتِ حال بیان کی۔ ابو طالب نے جواب دیا۔ کہ میرے بیٹوں میں سے عقیل کو تو میرے پاس رہنے دو۔ اور باقی کا تم کو اختیار ہے۔ آنحضرتؐ نے جناب امیرؑ کو قبول کیا۔ اور عباسؓ نے جعفر کو لیا۔ اس وقت سے امیرالمومنینؑ برابر سیّدالمرسلینؐ کی کفالت اور تربیت میں رہے۔ یہاں تک کہ آنحضرتؐ رسالت پر مبعوث ہوئے۔ اور جناب سیّدۃ النساء فاطمہ زہرا کو نکاح میں دے کر ایک حجرہ الگ مقرر فرمایا۔

مثنوی

نظم (مولف)

به ایامِ طفلی امام البشر — بسر بُرد اندر سرائے پدر
به سنِ صبیٰ نزدِ خیرالانام — به کسب کمالات کرد اہتمام
در فضائل بے نظیر آمد علیؑ — بر ہمہ عالم امیر آمد علیؑ
آں علیؑ کہ با محمدؐ در شکم — داشت ایماں بلکہ در بطنِ قدم
آں علیؑ کہ مادرش در کعبہ زاد — آنکہ بر دوشِ پیمبرؐ پا نہاد
آں علیؑ کہ چوں بیامد در جہاں — شست او اسرورؐ پیغمبراں
آں علیؑ کہ نامش از غیب آمدہ — ہر چہ از غیب است بے عیب آمدہ
آں علیؑ کہ عارفِ رازِ خداست — آں علیؑ کو سرورِ اہلِ صفاست
آں علیؑ کز علم بر سر تاج یافت — آں علیؑ کز خرقہ معراج یافت
آں علیؑ کہ انس و جاں را رہ نمود — گوئے میدانِ سلونی در ربود
آں علیؑ کہ خاتم خود در نماز — کرد با سائل ز بہرِ حق نیاز
آں علیؑ کہ اِنَّمَا در شانِ اوست — ہر دو عالم تابع فرمانِ اوست
آں علیؑ کہ شیرینی دانش خطاب — آں علیؑ کہ قدوۂ ہر شیخ و شاب
آں علیؑ کہ مجتبےٰ و مرتضیٰ است — آں علیؑ کہ رازدارِ مصطفےٰ است
آں علیؑ کہ ہست امیرالمومنینؑ — آں علیؑ کہ ہست امام العارفین
آں علیؑ کہ اولینِ اولیاست — آں علیؑ کہ بہترینِ اوصیاست
آں علیؑ کہ قطبِ اہلِ خویش بود — در ہمہ وادی ز جملہ پیش بود!

آں علیؑ کہ ساقیٔ کوثر بود رتبہ او از ہمہ برتر بود
آں علیؑ کہ را اُویسؓ آمد مرید آں اُویسے کہ بہ صفیں شد شہید
آں علیؑ کہ شاہ دلِ درویش بود مدحت او در دلم مستی فزود
کرم اللہ وجہہٗ در شان اوست بے شک افزوں از ہمہ ایمان اوست

منقبت[۱۲]۔ اَوَّلُ مَنْ اٰمَنَ مِنْھُمْ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بیان میں **یعنی** اس امر کا بیان کہ سب سے پہلے کون شخص آنحضرتؐ پر ایمان لایا)۔

روضۃ الاحباب کے دوسرے دفتر میں منقول ہے کہ اہلِ سیر و تواریخ میں اس باب میں اختلاف ہے کہ صحابہ میں سے اوّل جو شخص آنحضرتؐ پر ایمان لایا۔ کون تھا۔ اگرچہ بعض قائل ہیں کہ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تھا۔ اور یہ قول عمرو بن عبسہ۔ ابوسعید اور حسّان بن ثابت سے منقول ہے۔ لیکن صحابہ عظام اکرام کی ایک جماعت کا یہ قول ہے۔ کہ وُہ امیر المومنین کرم اللہ وجہٗ تھے۔ جو سب سے پہلے آنحضرتؐ پر ایمان لائے۔ اور یہ قول ابوذر غفاریؓ۔ سلمان فارسی مقداد بن اسود کندی۔ خباب بن الارت۔ جابر بن عبداللہ انصاری۔ خزیمہ بن ثابت انصاری۔ زید بن ارقم۔ انس بن مالک اور آنحضرت کے چچا عباس رضی اللہ عنہٗ سے منقول ہے۔ **اور** ایک روایت ابن عباس سے یہ ہے کہ اَلسُّبَّقُ ثَلٰثَۃٌ اَلسَّابِقُ اِلٰی مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ یُوْشَعُ بْنُ نُوْنٍ۔ اَلسَّابِقُ اِلٰی عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ صَاحِبُ یٰسٓ۔ اَلسَّابِقُ اِلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسلم عَلِیُّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ۔ (ایمان میں سب سے سبقت کرنے والے تین شخص ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کی طرف سبقت کرنے والا یوشع بن نون ہے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سبقت کرنے والا صاحبِ یٰسین ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سبقت کرنے والا علیؑ بن ابی طالبؑ) اور ابوذر غفاریؓ اور سلمانؓ فارسی دونوں سے مروی ہے کہ آنحضرت نے امیر کا ہاتھ اپنے دستِ حق پرست میں لے کر فرمایا۔ اِنَّ ھٰذَا اَوَّلُ مَنْ اٰمَنَ بِیْ۔ یعنی یہ شخص سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے **نیز** سلمان سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا۔ اَوَّلُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ وَرَدَ عَلَی الْحَوْضِ اَوَّلُھَا عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ۔ (اس امت میں سے سب سے پہلے وہ شخص حوضِ کوثر پر وارد ہوگا۔ جو سب سے پہلے اسلام لایا ہے۔ اور وہ علی بن ابی طالب ہے) **اور** کتاب مذکور کے مقصدِ اوّل میں حضرت علیؑ مرتضیٰ کے ساتھ سیدۃ النسا فاطمہ زہراؑ کے نکاح کی حکایت کے ضمن میں منقول ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فاطمہؓ زہرا سے فرمایا۔ میں نے تیرا نکاح ایسے شخص کے ساتھ کیا ہے۔ جس کا عرفان و معرفت سب سے زیادہ ہے۔ اور وہ سب سے پہلے ایمان لایا ہے **اور** خزیمہ بن ثابت انصاری سے حضرت امیر المومنینؑ کی مدح میں اس امر کی بشارت کے متعلق یہ دو شعر منقول ہیں۔ شاعر کہتا ہے۔

۵ مَا کُنْتُ اَحْسَبُ هٰذَا الْاَمْرَ مُنْصَرِفًا عَنْ هَاشِمٍ ثُمَّ مِنْهَا عَنْ اَبِیْ حَسَنٍ
اَلَیْسَ اَوَّلُ مَنْ صَلّٰی بِقِبْلَتِهِمْ وَاَعْلَمُ بِالْقُرْاٰنِ وَالسُّنَنِ

(میں یہ گمان نہ کرتا تھا کہ یہ امرِ خلافت ہاشم سے علیحدہ ہوگا۔ بعد ازاں حضرت ابوالحسن سے جدا ہوگا۔ کیا وہ شخص نہیں ہے۔ جس نے پہلے پہل مسلمانوں کے قبلے کی طرف نماز پڑھی ہے اور قرآن اور سنّت ہائے نبوی کا سب سے بڑھ کر عالم ہے) اور فصحائے عرب میں سے ایک شخص جناب امیر کی سبقت اسلامی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے۔

قُلْ لِابْنِ مُلْجِمٍ وَالْاَقْدَارُ غَالِبَةٌ هَدَمْتَ وَذٰلِكَ لِلْاِسْلَامِ اَرْكَانًا
قَتَلْتَ اَفْضَلَ مَنْ يَّمْشِیْ عَلٰی قَدَمٍ وَاَوَّلَ النَّاسِ اِسْلَامًا وَّاِيْمَانًا

(ابن ملجم ملعون سے کہہ دے۔ درآنحالیکہ مقدرات الٰہیہ غالب ہیں تو نے اسلام کے ارکان کو ڈھادیا۔ اور ایسے شخص کو قتل کیا۔ جو قدموں پر چلنے والوں یعنی انسانوں میں سب سے افضل تھا اور از روئے اسلام و ایمان سب آدمیوں سے اوّل تھا) اور امیرالمؤمنین کرم اللہ وجہٗ کے کلام معجز نظام میں سے یہ بیت اس مضمون پر نہایت قوی دلیل ہے۔ **بیت**

سَبَقْتُكُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ طُرًّا غُلَامًا مَا بَلَغْتُ اَوَانَ حُلْمِیْ

یعنی میں نے لڑکپن میں اسلام کی طرف تم سب سے سبقت کی ہے۔ حالانکہ میں ابھی بلوغ کو بھی نہ پہنچا تھا۔

مولف عرض کرتا ہے کہ صاحب روضۃ الاحباب نے تمام مومنوں پر جناب امیر کی سبقتِ اسلامی کے ثبوت میں اسی بیت پر اکتفا کی ہے۔ لیکن شرح وقایہ۔ فصل الخطاب۔ صواعق محرقہ اور اربعین امام الخدا بادی میں پانچ اور ابیات بھی دیکھنے میں آئی ہیں جو فضائل امیرالمومنین پر مشتمل ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔

(۱) مُحَمَّدُنِ النَّبِیُّ اَخِیْ وَصِهْرِیْ وَحَمْزَةُ سَيِّدُ الشُّهَدَآءِ عَمِّیْ

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا بھائی اور میرا خسر ہے اور سید الشہدا حمزہؓ میرا چچا ہے۔

(۲) وَجَعْفَرُنِ الَّذِیْ يُضْحِیْ وَيُمْسِیْ يَطِيْرُ مَعَ الْمَلَآئِكَةِ ابْنُ اُمِّیْ

یعنی اور جعفر طیار جو صبح اور شام فرشتوں کے ساتھ بہشت میں اڑتا پھرتا ہے میرا ماں جایا ہے۔

(۳) وَبِنْتُ مُحَمَّدٍ سَكَنِیْ وَعِرْسِیْ مَنُوْطٌ لَحْمُهَا بِدَمِیْ وَلَحْمِیْ

یعنی محمد مصطفٰے کی بیٹی میری دلآرام اور میری دلہن ہے اور اس کا گوشت میرے گوشت سے اور اس کا خون میرے خون سے ملا ہوا ہے۔

(۴) وَسِبْطَا اَحْمَدَ وَلَدَایَ مِنْهَا فَمَنْ مِّنْكُمْ لَهٗ سَهْمٌ كَسَهْمِیْ

یعنی اور احمدؐ کے دونواسے اُن کی بیٹی کے شکم سے میرے بیٹے ہیں۔ پس تم میں سے کون ہے جس کا حصہ میرے حصے کے برابر ہو۔

(۵) وَاَوْجَبَ لِیْ وَلَایَتَہٗ عَلَیْکُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَوْمَ غَدِیْرِ خُمٍّ 17

یعنی اور میرے لئے اپنی ولایت رسولِ خدا نے غدیر خم کے دن تم سب پر واجب کی۔

صاحب روضۃ الاحباب مقدمات مذکورہ کے آخر میں فرماتے ہیں کہ محققین اہلِ سیر و تواریخ کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ اوّل خدیجۃ الکبریٰؑ اور علیؑ مرتضیٰ ایمان لائے۔ ان کے بعد زید بن حارثہ۔ پھر ابوبکرؓ۔ بعد ازاں بلال رضی اللہ عنہم **اور** ابن عبدالبر نے کتاب استیعاب میں روایت کی ہے کہ محمد بن قرطبی سے دریافت کیا گیا کہ امیر المومنینؑ علی کا اسلام پہلے ہے یا ابوبکرؓ کا اسلام؟ اس نے جواب دیا سبحان اللہ! امیرؑ اوّل اس دولت سے مشرف ہوئے۔ لیکن اپنے باپ کی رعایت اور خاطر داری سے خلقت کے سامنے ظاہر نہ کرتے تھے اور ابوبکرؓ نے آپ کے بعد اس دولت پر فائز ہو کر اسلام کا اظہار کیا۔ اس سبب سے نادان لوگ اشتباہ میں پڑ گئے۔ اور حبیب السیر کی دوسری جلد میں امیر المومنین حیدرؑ کی سبقت اسلامی کے باب میں منقول ہے کہ بہت سی معتبر کتابوں میں روایات صحیحہ سے مرقوم ہے کہ خیر البشرؐ روزِ دوشنبہ مبعوث ہوئے۔ اور امیر المومنینؑ نے سہ شنبہ کے روز سنتے ہی آپ کی رسالت کی تصدیق کی۔ اور صحیح ترمذی میں انس بن مالک سے روایت کی گئی ہے۔ بُعِثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَصَلّٰی عَلِیٌّ یَوْمَ الثُّلٰثَا۔ **یعنی** پیغمبرؐ روزِ دوشنبہ (پیر) کو رسالت پر مبعوث ہوئے۔ اور امیر المومنین علیؑ نے سہ شنبہ (منگل) کے روز نماز پڑھی **اور** ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اَوَّلُ مَنْ صَلّٰی مَعَ النَّبِیِّ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْطَالِبٍ۔ **یعنی** اوّل جس شخص نے پیغمبرؐ کے ساتھ نماز پڑھی وہ امیر المومنین علیؑ تھے۔ اور زید بن ارقم سے روایت ہے کہ اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ عَلِیٌّ (اوّل جو شخص ایمان لایا وہ علیؑ ہے) اور کتاب یواقیت مولفہ ابو عمر زاہد میں عبداللہ بن عباس سے منقول ہے کہ امیر المومنینؑ میں چار خصلتیں ایسی ہیں کہ اہلِ بیت اطہار اور صحابہ کبار میں سے کسی کو بھی ان میں کوئی خصلت نصیب نہیں ہوئی۔ **اوّل** جس شخص نے پہلے رسولِ خدا کے ساتھ نماز پڑھی۔ وہ وہی بزرگوار ہے۔ **دُوسرے** یہ کہ آنحضرت کا علم لشکر تمام غزوات میں اس بزرگوار کے ہاتھ میں رہا۔ **تیسرے** یہ کہ تمام معرکوں میں خصوصاً جنگ مہراس یعنی جنگِ حنین میں نہایت صبر و شکیبائی سے ثابت قدم رہے۔ اور میدانِ جنگ سے فرار نہیں کیا۔ **چوتھے** یہ کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل و کفن دے کر قبر میں اُتارا۔ **اور** سیر النبی مولفہ امام گازورنی اور حبیب السیر میں عفیف کندی پسر عم اشعث بن قیس سے منقول ہے۔ وہ بیان کرتا ہے کہ ظہورِ اسلام سے پہلے میں ایک دفعہ بیت اللہ کا طواف کرنے کی نیت سے مکہ معظمہ میں گیا۔ ایک روز منیٰ میں عباس کے پاس بیٹھا تھا۔ ناگاہ ایک شخص ایک خلوت خانے سے جو اس قرب و جوار میں تھا۔ باہر آیا۔ اور سورج کی طرف نگاہ کی۔ جب دیکھا کہ آسمان کے وسط سے ڈھل گیا ہے۔ نماز میں کھڑا ہو گیا۔ پھر ایک عورت بھی اسی جگہ سے نکل کر پیچھے آکھڑی ہوئی۔ بعد ازاں ایک لڑکا جو بلوغ کے قریب پہنچا ہوا تھا۔ اسی گھر سے نکلا۔ اور نماز میں شریک ہو گیا۔ میں نے

عباس رضی اللہ عنہ اسے پوچھا۔ یہ مردِ بزرگ کون ہے۔ اور اس کام سے اس کا کیا مقصد ہے؟ جواب دیا کہ یہ مرد محمدؐ بن عبداللہ میرا بھتیجا ہے۔ اور یہ عورت اس کی بیوی خدیجہ بنت خویلد ہے۔ اور یہ لڑکا علیؑ بن ابی طالب اس کا چچیرا بھائی ہے۔ اور میرا گمان یہ ہے کہ محمد شرفِ نبوت سے مشرف اور ممتاز ہو چکا ہے اور کسریٰ اور قیصر کے خزانے اس پر کھولے جائیں گے۔ اور یہ نماز ہے جس کو وہ ادا کر رہا ہے۔ اور اب تک ان شخصوں کے سوا کسی نے محمدؐ کی متابعت نہیں کی۔ کہتے ہیں کہ عفیف مسلمان ہونے کے بعد ہمیشہ اس حکایت کو نقل کرتا اور افسوس سے کہا کرتا تھا کہ آہ! اگر میں بھی اس روز ایمان لے آتا۔ تو سبقت اسلامی میں امیر کا ثانی یعنی دُوسرے درجے پر ہوتا۔ نیز سیرۃ النبی میں محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ اوّل جو شخص رسول پر ایمان لایا۔ اور آپ سے بیعت کی۔ عورتوں میں خدیجۃ الکبریٰ اور مَردوں میں امیر المومنین علیؑ تھے۔ اور اس وقت آپ کی عمر دس سال تھی۔ ان کے بعد زید بن حارثہ نے اسلام اختیار کیا۔ بعد ازاں ابو بکر مسلمان ہُوئے۔ **کتاب درج الدرر** میں منقول ہے کہ اس باب میں ارباب سیر و اصحاب خبر اور محدثین ثقات کا اتفاق ہے کہ اوّل جو شخص شرف اسلام سے مشرف ہوا۔ عورتوں میں خدیجۃ الکبریٰ اور مردوں میں علیؑ مرتضیٰ تھے۔ چنانچہ روایات صحیحہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ جب سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوات و اکمل التحیات امت کے ڈرانے اور قواعد رسالت کے قائم کرنے پر مامور اور مبعوث ہُوئے تو خدیجۃ الکبریٰ اور علیؑ مرتضیٰ کو مطلع فرمایا ان دونوں بزرگواروں نے بے تامل اور بلا توقف کہا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اس کے بعد آپ ان دونوں کو پانی کے ایک چشمے پر لے گئے۔ اور جس طرح جبرئیلؑ سے سیکھا تھا۔ ان کو وضو اور نماز کی تعلیم دی۔ اور ان دو شخصوں سے پہلے کسی اور نے نماز میں آنحضرت کی پیروی نہ کی تھی اور نقطہ دائرہ مطالب علیؑ بن ابی طالب آنحضرت کی کفالت اور ذمّہ داری کے سایہ میں گذران کرتے تھے۔ اور رات دن اس جناب کی خدمت میں بسر فرماتے تھے۔ اور اس وقت آپ کی عمر شریف دس سال کی تھی۔ اور ابو بکر چند سال کے بعد معجزہ طلب کر کے اور مکاشفہ کا مشاہدہ کر کے ایمان لائے۔ **چنانچہ** روایت میں ہے کہ وہ مرکز دائرۂ توفیق ابو بکر صدیق تجارت کے طور پر یمن تشریف لے گئے تھے۔ اور یمن میں ایک بڈھا نہایت صاحبِ فراست و ریاضت تھا۔ جس کی عمر تین سَو نوّے سال کی تھی۔ جب اس نے ابو بکر کو دیکھا۔ تو تمام حالات اور واقعات بیان کئے۔ اور یہاں تک بتایا کہ ناف پہ ایک سیاہ تل اور ران پہ ایک نشان ہے اور کہا کہ اے ابو بکر جلد وطن کو واپس جا۔ کہ مدت ہوئی۔ پیغمبر آخر الزمان مبعوث ہو چکے ہیں۔ اور اب خُدا کے حکم سے خاص و عام میں اپنی نبوّت کا اظہار کر رہے ہیں۔ اور ابھی تک ان کی بیوی اور پسرِ عم کے سوا اور کوئی شخص ان کی طرف مائل نہیں ہُوا۔ جلد جا کر اُن کی بیعت کا شرف حاصل کر۔ تا کہ تو بھی سابقین کی شمار میں داخل ہو جائے۔ اور ایک رجز جس میں بارہ بیتیں تھیں۔ ابو بکر کو یاد کرایا۔ اور کہا کہ جب آنحضرتؐ کی خدمت میں مشرف ہو۔ تو میرا اسلام عرض کرنے کے بعد اس رجز کو بزبان عجز و نیاز میری طرف سے پڑھنا۔ ابو بکرؓ نے دنیوی کاروبار سے

فارغ ہوکر حرم محترم کی طرف رخ کیا۔ جب مکہ معظمہ میں وارد ہوئے۔ تو عتبہ بن ربیعہ۔ ابوالبختری۔ عقبہ بن ابی معیط اور ابو جہل سے جو آنجناب کے احباب اور مصاحبین میں تھے۔ ملاقات کی اور پوچھا۔ اے میرے دوستو! کیا کوئی جدید اور عجیب و غریب حادثہ وقوع پذیر ہوا ہے۔ وہ بولے۔ ہاں محمدؐ بن عبداللہ یتیم ابوطالب نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ اگر تم کو بھی اس سے محبت اور صداقت کا تعلق ہے۔ تو نصیحت سے دریغ نہ کرنا۔ اور اس بات پر اس کو باقی نہ رہنے دیا۔ ابوبکرؓ اس گمراہ جماعت کو تسلی اور تسکین دے کر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے دولت سرا کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور اسی وقت آنحضرتؐ سے ملاقات کی۔ جب وہ علیؑ مرتضیٰ سے گفتگو فرما رہے تھے۔ اور اسلام اور شرائع کے جو قواعد جبرئیلؑ سے حاصل کئے تھے۔ اپنے برادر جان برابر کو تعلیم کر رہے تھے۔ جب فارغ ہو چکے تو روئے مبارک ابوبکرؓ کی طرف کر کے فرمایا۔ اے پسر ابو قحافہ آگاہ اور خبردار رہو۔ کہ میں خدا کا رسولؐ اور خلق عالم کے لئے دعوت کنندہ اور رہنما ہوں۔ وقت کو غنیمت جان۔ اور بلغائے امت سے پہلے نہایت اختصاص و اخلاص کے ساتھ بیعت اختیار کر۔ ابوبکرؓ نے کہا اے محمدؐ اتم جو پہلے پیغمبروں کی طرح نبوت اور رسالت کا دعویٰ کرتے ہو۔ تو یہ فرمائیے۔ آپ کا معجزہ کیا ہے؟ اور تیرے اس حال اور قول کا گواہ کون ہے؟ فرمایا۔ وہ بڈھا آدمی جو شہر یمن میں تجھ کو ملا۔ اور تیرے پوشیدہ نشانات کا تجھ کو پتہ دیا۔ اور مواعظ وافرہ اور نصائح باہرہ سے غفلت اور ضلالت کا رنگ تیرے آئینہ دل سے صاف کیا۔ اور یہ رجز جس میں بارہ بیت ہیں۔ خود نظم کر کے تجھ کو سکھایا۔ اور ارشاد و ہدایت کا مشعل تیرے رستے پر روشن کیا۔ اور وہ رجز تمام و کمال پڑھ کر سنایا۔ ابوبکرؓ یہ حالات سن کر نہایت حیرت زدہ ہوا۔ اور عرض کی۔ میرے حالات و واقعات جو آپ نے بیان کئے۔ بالکل درست اور مطابق واقع ہیں۔ یہ آپ کو کہاں سے معلوم ہوئے؟ اور یہ حکایت بے کم و بیش کس طرح بیان کی۔ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا۔ جبرئیلؑ امین نے بحکم ربّ جلیل مجھ کو یہ خبر پہنچائی ہے اور تمام حال اور صورتِ واقعہ سے آگاہ کیا ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہٗ نے بزبان اعتقاد مبین اور لسانِ صدق و یقین عرض کی کہ جب آپ کا یہ حال ہے۔ تو میں نے آپ کی رسالت کا اقرار و اعتراف کیا۔ اور جان و دل سے آپ کی نبوت کا قائل ہوا۔ پس حضرت کی خدمت گذاری پر مستعد ہوئے۔ اور مخالفت سے باز آکر مبائعت اور متابعت اختیار کی۔ واللہ ولی التوفیق اور اس وقت حضرت ابوبکرؓ کی عمر پینتالیس یا چوالیس سال کی تھی۔ چنانچہ اس کا کچھ ذکر شواہد النبوہ اور روضۃ الاحباب میں بھی مذکور ہے۔ اور **صفوۃ الزلال المعین در شرح احادیث سید المرسلین** مولفہ حافظ ابو یقظانی میں بروایت ابوجیہ عرنی یوں منقول ہے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے امیرالمومنین علیؑ سے سنا کہ فرماتے تھے۔ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ سَبْعَ سِنَۃٍ قَبْلَ اَنْ یُسْلِمَ اَحَدٌ وَ یُصَلِّیْ اَحَدٌ۔ **یعنی** میں نے رسولِ خدا کے ساتھ سات سال تک نماز پڑھی۔ پیشتر اس کے کہ کوئی شخص مسلمان ہو۔ اور کوئی آدمی نماز پڑھے۔ اور جامع الاصول میں بھی مرقوم ہے کہ امیرالمومنین علیؑ وہ پہلا شخص ہے جو

آنحضرت پر ایمان لایا۔ اور اس وقت آپ کی عمر میں اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ آپ کی عمر پندرہ سال کی تھی اور بعض تیرہ۔ اور بعض دس سال کہتے ہیں لیکن آخری قول سب سے زیادہ صحیح ہے کیونکہ اکثر کتب معتبرہ میں بہ تواتر وارد ہوا ہے کہ آپ بالغ ہونے سے پہلے ایمان لائے۔ اور آپ کا کلام معجز نظام جو اوپر مذکور ہوا ہے۔ اس پر شاہد ہے **نیز** آنجناب نے ارشاد فرمایا۔ کہ اَنَا الصِّدِّیْقُ الْاَکْبَرُ اٰمَنْتُ قَبْلَ اَنْ اٰمَنَ اَبُوْ بَکْرٍ۔ یعنی میں صدیق اکبر ہوں میں ابوبکرؓ کے ایمان لانے سے پہلے ایمان لایا۔ **ابو عبداللہ** نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ارباب تواریخ واصحاب سیر اور محدثین ثقات میں اس امر میں کوئی اختلاف اور خلاف نہیں ہے۔ کہ مرتضیٰ علیؑ وہ پہلا شخص ہے۔ جو آنحضرتؐ پر ایمان لایا۔ اور نماز میں آنحضرتؐ کی اقتدا اور پیروی کی۔ اور کتاب استیعاب میں حبّہ عرنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مَیں نے امیرالمومنین سے سُنا کہ فرماتے تھے کہ مَیں نے پانچ سال تک خدائے عزّ وجلّ کی عبادت کی پیشتر اس کے کہ اس امت سے کوئی اور شخص عبادت کرے۔

مولف کتاب عرض کرتا ہے کہ ان دونوں قولوں میں یہ فرق ہے کہ پہلا ارشاد فرمایا کہ مَیں نے رسولِ خداؐ کے ساتھ سات سال تک نماز پڑھی ہے۔ قبل اس کے کہ دوسرا شخص اسلام لائے اور نماز پڑھے۔ اس قول کی بنا پر اس زمانے میں جناب امیرالمومنینؑ اسلام اور نماز پڑھنے کی جامعیّت کا شرف رکھتے تھے۔ اور اس باب میں آپ متفرد اور تنہا تھے۔ اور دوسرا شخص ان دونوں صفات کا جامع آپ کا شریک نہ تھا۔ پس یہ ہو سکتا ہے کہ اس مدّت میں کوئی دوسرا شخص اسلام لایا ہو۔ مگر نماز نہ پڑھی ہو۔ **اور** دوسرے قول میں اس امر کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ میں نے دُوسروں سے پہلے پانچ سال تک خدا کی عبادت کی ہے جس سے شرائع کا پورا پورا استعمال کما حقہ کر کے اور باطن کو اخلاق محمودہ واوصافِ حمیدہ سے آراستہ کر کے ظاہر کی تہذیب اور درستی کو نا مراد ہے۔

پس ان دونوں قولوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امیرالمومنینؑ نے فضیلتِ اسلام اور اقامتِ نماز کی جامعیت میں دوسرے لوگوں پر سبقت کی۔ اور پانچ سال کی مدّت میں پیشتر اس کے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے کوئی شخص خواہ اسلام کامل کی حالت میں۔ یا بغیر اس حالت کے خدا کی عبادت کرے۔ امیرالمومنین بدرجہ اتم و اکمل مراتب عبادت و معرفت کے جامع تھے۔

مناقب خطیب وغیرہ کتابوں میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے محمّد مصطفےٰ سے سُنا کہ ارشاد فرماتے تھے کہ میں اور علیؑ خدا تعالیٰ کے حضور میں ایک نور تھے۔ اور وہ نور خلقت آدم علیہ السلام سے چار ہزار سال پہلے (بسال الوہیت کہ اس سال کا ایک روز اس دنیا کے ہزار سال کے برابر ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ یَوْمًا عِنْدِیْ کَاَلْفِ سَنَةٍ۔ (ایک دن میرے نزدیک تمہارے ہزار سال کے برابر ہے) خدا کی تسبیح و تقدیس کرتا تھا۔ اور جب حق تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا۔ اس نور کو اس کی پُشت

میں رکھا۔ پس ہم عبد المطلب کی پشت تک ہمیشہ ایک جگہ اور اکٹھے رہے۔ پھر ہم ایک دوسرے سے جدا ہوئے پس اس بنا پر ایک حصّہ میں ہوں اور ایک حصّہ علیؓ ہے۔ ارباب دانش اور صاحبان بینش پر واضح رہے کہ جب عالم غیب و اطلاق میں امیر المومنینؑ کا سیّد المرسلینؐ کے ساتھ یگانگی اور اتحاد کا تعلق ایسا تھا جیسا کہ آنحضرت صلعم نے ارشاد اور اظہار فرمایا ہے۔ اور اس عالم شہادت میں بالکل عینیت کی نسبت تھی۔ چنانچہ حضور سرورِ عالم ارشاد فرماتے ہیں۔ یَا عَلِیُّ لَحْمُكَ لَحْمِیْ دَمُكَ دَمِیْ رُوْحُكَ رُوْحِیْ قَلْبُكَ قَلْبِیْ نَفْسُكَ نَفْسِیْ۔ (اے علیؑ تیرا گوشت میرا گوشت ہے۔ تیرا خون میرا خون ہے۔ تیری روح میری روح ہے اور تیرا قلب میرا قلب ہے۔ تیرا نفس میرا نفس ہے) اور حدیث نبوی کے مطابق حق سبحانہٗ آیہ **مباہلہ** میں امیر المومنینؑ کو نفس سیّد المرسلینؐ فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے۔ قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ۔ (کہہ دے اے محمدؐ! اے نصاریٰ آؤ۔ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں۔ تم اپنے بیٹوں کو ہم اپنی عورتوں کو بلائیں تم اپنی عورتوں کو۔ اور ہم اپنے نفسوں کو بلائیں تم اپنے نفسوں کو) چنانچہ اس آیۂ کریمہ کی شانِ نزول بابِ آیات میں مذکور ہوئی۔ پس یہاں دوئی کہاں رہی۔ جو ہم اس بات کو سند میں پیش کریں۔ کہ امیر المومنینؑ وہ شخص ہیں۔ جو پہلے اسلام لائے۔ اور آنحضرتؐ کے ساتھ نماز پڑھی۔ کیونکہ حدیث نبوی کے مطابق ابھی اسلام کتمِ عدم سے میدان وجود میں بھی نہ آیا تھا۔ کہ سیّد المرسلینؐ اور امیر المومنینؑ دونوں ایک نور تھے اور وہ نور تسبیح اور تقدیس سے موصوف تھا۔ خدا کی قسم اس فقیر کے اعتقاد میں اسلام ان کی ذات فائض البرکات کے آفتاب کی ایک شعاع ہے۔ کیونکہ وہ درحقیقت ایک نور تھے۔ اور شعاع نور سے منفک اور الگ نہیں ہو سکتی۔ لیکن یہ مقدمات مذکور اور تمہیدات مسطورہ جو صدر میں ذکر کئے گئے۔ محض عوام کے سمجھانے کی غرض سے مذکور ہوئے ورنہ ان دونوں بادشاہانِ کونین کے مابین اتحاد بلکہ عینیت کی نسبت اس درجہ کی نہیں ہے کہ کسی شخص کو تفکر اور تذکر کی مجال ہو۔ اگر یہ دونوں بھائی باہم ایک دوسرے سے مخاطب ہو کر ذیل کی یہ بیت زبان پر جاری فرمائیں تو کچھ عجب نہیں، بلکہ سزاوار و عین مناسب ہے۔ **والد** مولف فرماتے ہیں۔ **بیت**

اتحاد یست میانِ من و تو — من و تو نیست میانِ من و تو
آں بہترِ دو عالم و ایں مہترِ دو کوں — آں سرورِ رسالت و ایں صفدرِ وغا
آں ختم انبیاست کز و یافت زیب و فر — ہم ملکت نبوّت و ہم تختِ اصطفا
دیں شاہ اولیاست کہ از قدر و احترام — ذاتش مشرف است بہ تشریفِ اِنَّما
آں مظہرِ فتوت و ایں مجمعِ کرم — آں مطلعِ کرامت و ایں منبعِ سخا
آں عارفِ حقیقت و ایں ہادیِ طریق — آں حاکمِ شریعت و ایں والیِ ولا

آں آسمانِ رفعت وایں آفتابِ دیں — آں صاحب لَعَمْرُكَ ویں نصِ هَلْ اَتٰی
آں شاہ من عرف شدو سلطان لوکشف — ایں ماہ یاد سین شد و خورشید طا و ھا
آں پیشوائے اُمت وایں رہنمائے خلق — آں قامع ضلالت و ایں دافع بلا
آں بحرِ رستگاری۔ وایں کشتیٔ نجات — آں جُرم را شفاعت وایں رنج را شفا
آں کعبۂ سعادت وایں قبلۂ مراد — آں ملجاءِ مروّت وایں مامن رجا
آں رحمتِ الٰہی وایں فضل ذوالمنن! — آں عالِم لدنی وایں عالِم بقا
محکوم آں دو حکم قضا آمد از قدر — مامورِ ایں دو امرِ قدر آمد از قضا
آں راست چرخ تابع واجرام زیرِ حکم — ایں راست سدرہ منزل وعرش است متکا
ایں ہر دو شاہ گوہر دریائے رحمت اند — باگوہر نفیس میآمیز کہربا
دانی حدیثِ لَحْمُكَ لَحْمِی زہرکیست — کیں ہر دو تن یکےست یکے رامبین دوتا

بعض مجتہدیں اور علمائے دیں کا قول ہے۔ ہاں اگرچہ اس میں شک نہیں کہ امیرالمومنین علیؑ اسلام لانے میں تمام مومنوں اور صدیقوں پر سبقت رکھتے ہیں۔ لیکن چونکہ سیدالانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے وقت بالغ نہ ہوئے تھے۔ اس لئے اس اعتراض کی گنجائش ہے۔ اور **فقیر مؤلف** اس مسئلے کا منکر ہے۔ کیوں کہ آپ کا قبل از بلوغ ایمان لانا ہنر ہے۔ نہ کہ عیب۔ اور اگر بچّے کا اسلام لانا شریعت کے نزدیک جائز نہ ہوتا۔ امیرالمومنینؑ جو علم محمدی کے شہر کا دروازہ ہیں۔ کیوں کر فخریہ یہ شعر فرماتے ؎

سَبَقْتُكُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ طُرًّا — غُلَامًا مَا بَلَغْتُ اَوَانَ حُلْمِی (ترجمہ اوپر گذرا)

بلکہ جو دولت اور سعادت بعض صحابہ کبار کو چالیس سال جہالت میں بسر کرنے کے بعد میسّر ہوئی۔ امیرالمومنینؑ کو ماں کے رحم میں اس سے لاکھوں درجے زیادہ میسّر اور حاصل تھی۔ اور وہ کیا ہے؟ سیّد کائنات علیہ افضل الصلوات و اکمل التحیات والتسلیمات کے ساتھ عشقِ مادر زاد۔ بیشک کیوں کر عشق نہ ہو۔ جبکہ آدم علیہ السّلام کی پیدائش سے چودہ ہزار سال (الوہیت) پہلے آنحضرتؐ کے ساتھ عینیت کی نسبت رہی۔ اور یقین ہے کہ ارباب معارف و عرفان اور اصحاب حقائق وایقان کے نزدیک عشق۔ اور زاد اور اسلام لانے میں بہت بڑا فرق اور کامل تفاوت ہوگا۔ اور **مؤلف** یہ بات کچھ اپنی طرف سے نہیں کہتا۔ بلکہ اکثر کتب معتبرہ میں صحیح اور متواتر روایات سے وارد ہُوا اور پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ امیرالمومنینؑ بعثت سیّدالمرسلینؐ سے پہلے اپنی ماں کے رحم میں آنحضرتؐ کے ساتھ ہم کلام ہوتے اور آپ کی نبوت اور رسالت کا اقرار اور اظہار فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ اوپر نہایت تفصیل کے ساتھ اس کا بیان ہوچکا ہے۔

منقبت ۱۲۲۔ احسن الکبار میں مرقوم ہے کہ ایک روز شاہِ ولایت و نورِ ہدایت ستائیس سال کی عمر میں

بالاخانے پر بیٹھے خرما تناول فرما رہے تھے۔ سلمانؓ اس بالاخانے کے نیچے خرقہ پہنے اور فقر و فنا کی تعلیم پانے میں مصروف تھے۔ شاہ ولایت پناہ نے ایک گٹھلی اوپر سے ڈال کر سلمانؓ کو اس دولت سے مشرف فرمایا۔ سلمانؓ بولے میں پرانا بڈھا عالم آخرت کی طرف راہی ہوں۔ اور آپ ابھی بچہ ہیں۔ آپ کا مجھ سے اس طرح پیش آنا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ امیرالمومنین کرم اللہ وجہٗ نے فرمایا۔ اے سلمانؓ تم اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہو۔ اور مجھ کو چھوٹا کہتے ہو شاید فراموشی اور بھول غالب ہو گئی ہے۔ اور دشت اژرنہ کے خوفناک حالات تمہارے دل سے محو ہو گئے ہیں۔ اور تم کو یہ معلوم نہیں رہا۔ کہ کس شخص نے نجات اور خلاصی کا دروازہ کھول کر تم کو شیر کی شرارت سے بچایا اور از سر نو تازہ زندگی عطا کی تھی؟ سلمان نے حیرت زدہ ہو کر عرض کی۔ یا امیرالمومنینؑ! دشت اژرنہ اور شیر کا قصہ بیان فرمایئے۔ اور اپنی تقریر خوش آئند کے صیقل سے غفلت کا زنگ میرے دل سے صاف کیجئے۔ فرمایا سلمان تم پانی کے اندر شیر کے خوف سے جزع و فزع کر رہے تھے۔ اور اس وقت تم نے نہایت گریہ زاری سے درگاہ باری تعالیٰ میں اپنی رہائی کے لئے دُعا کی تھی۔ تمہاری دعا قبول ہوئی۔ میں اس وقت اس جنگل سے گذر رہا تھا۔ میں ہی تھا وہ سوار جس کے کندھے پر زرہ پڑی تھی۔ اور ہاتھ میں تلوار لئے تھا۔ اور شیر کو دو ٹکڑے کر کے تم کو اس کے پنجہ سے نجات دی سلمانؓ نے عرض کی۔ کوئی اور نشان بھی ذکر فرمایئے۔ اور میری حیرت کو زیادہ کیجئے۔ امیرالمومنینؑ نے ایک نہایت تر و تازہ پھولوں کا گلدستہ آستین مبارک سے نکال کر ارشاد فرمایا۔ یہ تھا تمہارا تحفہ اور نذرانہ۔ جو تم نے اس سوار کو دیا تھا۔ سلمانؓ اور بھی متحیر ہوئے۔ اور کچھ سوچتے رہے۔ ناگاہ ایک ہاتف نے غیب سے آواز دی اے پیر متقی! پیشوائے انبیا اور مقتدائے اصفیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت بابرکت میں جا کر سارا حال عرض کیجئے۔ یہ آواز غیب سُن کر سلمانؓ سیّد الثقلین اور مقتدائے خافقین کی خدمت میں روانہ ہوئے وہاں جا کر سارا حال یوں عرض کیا کہ میں نے انجیل میں آپ کی تعریف پڑھی۔ اور دل سے حضور کا شائق اور عاشق ہو گیا۔ سب دینوں سے دست بردار ہو کر آپ کا دین اختیار کیا۔ اور اس کو اپنے باپ سے پوشیدہ رکھا اور اس کے سامنے اس کا ذکر تک نہ کیا۔ لیکن میرا باپ کسی طرح اس حال سے واقف ہو گیا۔ اور میرے قتل کے درپے ہو گیا اور مجھ کو دُکھ دینے شروع کئے۔ لیکن میری ماں کی خاطر سے میرے قتل کرنے سے پرہیز کیا۔ اور اسی تدبیر میں رہا۔ کہ کسی بہانے سے مجھ کو قتل کر ڈالے۔ اور اپنے دل کو اس خرخشے سے نجات دے۔ اس لئے مشکل مشکل کاموں پر مجھ کو مقرر کرتا۔ اور اور ان مشکلات کے حل کرنے کا مجھ کو حکم دیتا۔ آخر تنگ ہو کر میں نے وطن چھوڑ دیا۔ اور سفر اختیار کیا اسی اثنا میں میرا گذر دشت اژرنہ میں ہوا۔ وہاں کچھ دیر تک میں سوتا رہا۔ اتفاقاً خواب میں احتلام ہو گیا۔ اور نہانے کی ضرورت ہوئی۔ تو غسل کرنے کے لئے ایک چشمے پر گیا۔ جب میں نہا رہا تھا۔ تو یکایک ایک شیر مردم خوار نمودار ہُوا۔ اور میری طرف آیا۔ اور چشمے کے کنارے آ کر میرے کپڑوں کے پاس کھڑا ہو گیا۔ میں نے اس حال میں

قاضی الحاجات کی طرف توجہ کی اور نہایت تضرع وزاری کے ساتھ یوں دُعا کی کہ اے ارحم الراحمین مجھ کو اس شیر کے پنجے سے نجات عطا فرما۔ اتنے میں ایک سوار نمودار ہوا۔ اور اپنی تیغ آبدار سے اس شیر کو دو ٹکڑے کر ڈالا میں نے پانی سے باہر آ کر اس کی رکاب کو بوسہ دیا چونکہ بہار کا موسم تھا۔ اور جنگل گلزار بنا ہوا تھا۔ پھولوں کا ایک گلدستہ تیار کر کے اس سوار کی نظر کیا۔ اتنے میں وہ سوار نظروں سے غائب ہو گیا۔ اور ہر طرف تلاش کیا۔ اور بہت دوڑ دھوپ کی لیکن کہیں پتہ نہ لگا۔ اس واقعہ کو تین سو سال سے زیادہ کا عرصہ گذر چکا ہے۔ اور اب تک میں نے کسی سے اس کا ذکر تک نہیں کیا۔ اب آپ کے پسر عم نے اس واقعہ کو مجھ پر ظاہر کیا۔ اور مجھ کو حیرت کے دریا میں ڈال دیا۔ یا رسُول اللہ اس نے علم غیب کس سے سیکھا ہے؟ اور یہ اسرار لاریب کہاں سے حاصل کیے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے سلمان! ایسی باتیں میرے بھائی سے عجیب نہ جان۔ کیونکہ میں نے اس سے بھی زیادہ عجیب باتیں اس سے مشاہدہ کی ہیں۔ اے سلمان جب میں معراج کو گیا۔ اور سدرۃ المنتہیٰ سے گذر کر اس مقام پر پہنچا کہ جبرئیلؑ امین میرا ساتھ دینے سے عاجز رہ گئے میں اکیلا عرش مجید کی طرف روانہ ہوا۔ اور عالم وجود سے بالکل الگ ہو گیا۔ خدا سے راز کہتا۔ اور جواب سُنتا تھا۔ اسی عالم میں ایک شیر اپنے سامنے کھڑا دیکھا۔ جب غور سے نگاہ کی۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب ہے جب میں معراج سے واپس آ کر اپنے بستر پر پہنچا۔ تو علیؑ نے نہایت احترام اور تحیت وسلام کے ساتھ اندر آ کر کہا اے خیر الانام عنایات ملک علام آپ کو مبارک ہوں۔ بعد ازاں کہ جو راز کہ مجھ میں اور پروردگار میں ہوئے تھے۔ لفظاً لفظاً بیان کر دیے۔ اے سلمانؓ آدمؑ کے زمانے سے لیکے اب تک انبیاء۔ اولیا صلحا اور اتقیا میں سے جو کوئی کسی بلا یا تکلیف میں مبتلا ہوتا تھا۔ علیؑ ان کو نجات دیتا تھا۔ اور اس بلا و رنج سے ان کو رہا کرتا تھا۔ چنانچہ حدیث قدسی اس بیان کی شاہد ہے۔ یَا اَحْمَدُ اَرْسَلْتُ عَلِیًّا مَعَ کُلِّ نَبِیٍّ سِرًّا وَمَعَکَ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً (اے احمدؐ میں نے علیؑ کو ہر ایک نبی کے ساتھ پوشیدہ طور پر بھیجا ہے اور تیرے ساتھ پوشیدہ اور ظاہر دونوں طرح)

قاسم کاہی فرماتے ہیں۔

نظم ۵

آدمؑ و نوحؑ بودہ و ادریسؑ ‏ ‏ ‏ ہم براہیمؑ و یُوز عمرؑ انست
گاہ اسحاقؑ۔ گاہ اسماعیلؑ ‏ ‏ ‏ گاہ داؤدؑ و گاہ سلیمانؑ است
گفت بر مصطفیٰ شب معراج ‏ ‏ ‏ سخنانے کہ عقل حیران است

مؤلف عرض کرتا ہے کہ دشت اژدرنہ کا قصہ اگرچہ آفتاب سے بھی زیادہ تر مشہور اور واضح ہے لیکن اگر کسی کے دل میں کسی قسم کا خلجان اور شک واقع ہو۔ تو عارف ربانی شیخ علاؤالدولہ سمنانی کی کتاب **چہل مجلس کو مطالعہ کرے۔ نیز قاسم کاہی نے فرمایا ہے۔ بیت**

جوئے بغض علیؑ ہر کس کہ کارد در زمینِ دل ‏ ‏ ‏ ندارد قصۂ سلمان و دشت اژدرنہ باور!

اور معراج کا قصہ دستور الحقائق اور گنج اسرار میں بھی مرقوم ہے۔ جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ اسی مضمون کو مولوی معنوی قدس سرہٗ نے نظم فرمایا۔

آں شاہ سرافراز کہ اندر شبِ معراج — با احمد مختار یکے بود علی بود

شیخ سعدی قدس سرہٗ فرماتے ہیں

چتر دار مصطفٰے درصورتِ باز سفید — در شب معراج سُبحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی علیؑ

با محمدؐ ہمچو نور دیدہ با دیدہ قرین — در گذشتہ پائے او از حدّ او علیؑ

برگذشت از نہ فلک آں سرور صاحب قرآن — با محمدؐ شد قرآں بر عالم بالا علیؑ

گشت ہم معراج با احمدؐ علیؑ — زیں سخن واقف بود روح ولیؑ

زیں دو تن شد نورِ وحدت آشکار — زیں دو تن گشتہ حقیقت پائدار

زیں دو تن یزداں شناسی شد پدید — زیں دو تن دریافت گنجِ دل کلید

زیں دو تن انوار دارد معرفت — زیں دو تن در فخر برتر از صفت

ذاتِ ایں ہر دو زیک نور آمدہ — خارجی زین رشک رنجور آمدہ

اور خواجہ حافظ شیرازی بھی اپنے ایک شعر میں اشارۃً اس واقعہ کی خبر دیتے ہیں کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے جو اسرار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شب معراج بیان فرمائے تھے۔ امیر المومنینؑ نے جو حدیث نبوی کے موافق ساقی کوثر ہیں۔ ان تمام اسرار کو آنحضرت صلعم کے روبرو نہایت تفصیل اور بسط کے ساتھ ایک ایک کرکے بیان کیا ہے وہ شعر یہ ہے۔ **بیت**

سرِّ خدا کہ عارف سالک بکس نہ گفت — در حیرتم کہ بادہ فرش از کجا شنید

حافظ فرماتے ہیں کہ وہ اسرار جو خدا نے عارفِ سالک یعنی پیغمبرؐ کو شب معراج تعلیم فرمائے۔ اور آپ نے کسی کو نہیں بتائے۔ مگر تعجب کی بات ہے۔ کہ جب آپ معراج سے واپس آئے۔ تو بادہ فروش یعنی ساقی کوثر علیؑ مرتضیٰ نے وہ تمام راز آنحضرتؐ کے روبرو تمام و کمال بیان کر دیئے۔ حالانکہ حضرت نے بیان نہیں فرمائے تھے حافظ صاحب تعجب کرتے ہیں کہ جب حضرت نے بیان نہیں کئے۔ تو آپ کو کہاں سے معلوم ہو گئے اور کس سے سُن لئے مترجم مناقب ۱۲)

ملّا جامی صاحب فرماتے ہیں

وز سقاھم ہر کہ در حق علیؑ انکار کرد — از کف ساقی جنّت شربت کوثر نیافت

آنکہ چوں ما آبرو از خاک درگاہش نجست — جز لبان خشک و چشم تر و خشک و تر نیافت

منقبت[۱۲۳]۔ وسیلۃ المتعبدین میں ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سُنا کہ فرماتے تھے۔ کہ حق تعالیٰ کسی فریضہ کو قبول نہیں کرتا۔ جب تک کہ وہ علیؑ مرتضیٰ کی دوستی سے ملا ہوا نہ ہو۔ جو کہ میرا بھائی۔ داماد اور بازو ہے۔ بعدازاں میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا۔ اے ابوذرؓ جب شبِ معراج مجھ کو آسمان پر لے گئے۔ تو میں نے ایک فرشتہ دیکھا کہ نور کے تخت پر بیٹھا ہے۔ اور اس کے سر پر نور کا تاج رکھا ہے۔ اس کا ایک پاؤں مشرق ہے۔ اور ایک پاؤں مغرب میں۔ اور اس کے آگے ایک لوح دھری ہے۔ کہ تمام دنیا کو اس میں مشاہدہ کرتا تھا۔ اور تمام مخلوقات اس کے دونوں زانوؤں کے درمیان تھی۔ اس کے دونوں ہاتھ بھی مشرق اور مغرب میں پہنچے تھے۔ میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا۔ اس فرشتہ کا کیا نام ہے؟ جواب دیا۔ عزرائیلؑ۔ میں نے اس کے آگے جاکر سلام کیا۔ اس نے جواب میں کہا عَلَیْکَ السَّلَامُ اے خاتم الانبیا اور اے برادرِ علیؑ مرتضیٰ میں نے کہا۔ تو اس کو پہچانتا ہے۔ عزرائیلؑ نے کہا۔ میں کیوں کر نہ پہچانوں۔ کہ حق تعالیٰ نے مجھ کو تمام مخلوقات کی روحوں کے قبض کرنے پر مقرر فرمایا ہے۔ سوائے آپ کی اور علیؑ کی رُوح پُرفتوح کے۔ کہ آپ دونوں حضرات کی روحوں کو پروردگارِ عالم اپنی مشیت اور ارادے کے موافق قبض فرمائے گا۔

منقبت[۱۲۴]۔ کفایت المومنین میں سعید بن ابی خالد سے روایت کی گئی ہے کہ ایک دن سیدِ کائنات علیہ الصلوٰۃ کو تپ محرقہ عارض ہوا۔ جب امیرالمومنینؑ سیدالمرسلینؐ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ تو آنحضرت نے فرمایا۔ اے بھائی! مجھ کو تپ نے پریشان کر رکھا ہے۔ امیرالمومنینؑ نے اپنا دایاں ہاتھ حضرتؐ کے سینہ مبارک پر رکھ کر یہ کلمات فرمائے۔ یَادَاءُ اُخْرُجِیْ فَاِنَّہٗ عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ (اے بیماری نکل جا۔ کیونکہ آنحضرتؐ خدا کے بندے اور اس کے رسولؐ ہیں)

راوی کہتا ہے کہ آنحضرتؐ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور فرمایا۔ اے بھائی! اللہ تعالیٰ نے جو فضائل تم کو عطا فرمائے ہیں۔ ان میں سے ایک فضیلت یہ ہے کہ تمام دردوں اور بیماریوں کو تمہارا مطیع و فرمانبردار بنایا ہے۔

منقبت[۱۲۵]۔ کتاب مذکور میں محمد بن سنانؓ سے مروی ہے کہ میں ایک روز امام جعفر صادق رضوان اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک شخص چین سے آیا۔ امام نے فرمایا۔ کیا چین کے آدمی ہم کو پہچانتے ہیں؟ اس نے عرض کی۔ اے فرزندِ رسولؐ۔ ہاں پہچانتے ہیں۔ ہمارے ملک میں ایک درخت ہے جس کو فصلِ بہار میں ہر روز دو دفعہ پھول نکلتے ہیں اور کلیاں کھلتی ہیں۔ ہم دن کے شروع میں اس کے پھول پر لکھا ہوا دیکھتے ہیں۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور شام کے وقت پھول پر لکھا ہوا دیکھتے ہیں۔
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ عَلِیٌّ خَلِیْفَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔

منقبت[۱۲۶]۔ احسن الکبار میں امیرالمومنین حسن رضوان اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک رات میرے

والد بزرگوار نے فرمایا۔ اے بیٹا گھر میں پانی موجود ہے۔ اور مجھے غسل کی ضرورت ہے۔ رات بہت اندھری تھی۔ مَیں اُٹھ کر پانی کی تلاش میں نکلا۔ اسی اثنار میں ایک ہاتف نے آواز دی۔ اے امام المتعبدین پانی کا طشت لیجئے کہ مَیں بہشت عنبر سرشت سے لایا ہوں۔ پس حضرت نے اس پانی سے طہارت کی۔ اور نماز تہجد میں مصروف ہوئے۔ جب میں پانی لے کر واپس آیا۔ دیکھا کہ آپ نماز میں مشغول ہیں۔ مَیں نے عرض کی اے پدر بزرگوار پانی کہاں سے ہاتھ آیا۔ فرمایا۔ حق تعالیٰ نے پانی کا طشت بھیجا تھا۔ اور جب مَیں غسل سے فارغ ہوا۔ تو ایک منادی یوں پکار رہا تھا۔ اے علیؑ! تیری مانند کون ہو سکتا ہے۔ کہ جبرئیلؑ امین تیرے غسل کرنے کے لئے پانی بہشت سے لاتا ہے۔ نیز جبرئیلؑ نے مجھ سے کہا۔ اس عمل سے مجھ کو فرشتوں کے درمیان بڑا فخر حاصل ہوا۔ اور میں قیامت تک اس شرف پر فخر و مباہات کرتا رہوں گا۔

منقبت[۱۲۱]۔ مصابیح القلوب میں ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک روز سیّد کائنات نماز عصر سے فارغ ہو کر اٹھے۔ اور فرمایا۔ جو کوئی مجھ کو دوست رکھتا ہے۔ وہ میرے پیچھے پیچھے چلا آئے۔ ہم سب روانہ ہوئے یہاں تک کہ زہرۂ فلکِ نبوّت۔ بقعۂ خطۂ رسالت۔ چراغ اہل بیت مصطفےٰ فاطمہ زہرا علیہا التحیۃ والثنا کے دردولت پر پہنچے۔ اسی اثنا میں تاج دارِ هَلْ اَتیٰ۔ شہسوار میدان لا فتیٰ۔ مشرف بہ تشریف۔ اِنَّمَا مخصوص بہ عنایت قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى یعنی امیرالمومنین علیؑ مرتضیٰ۔ ایک کمبل لپیٹے ہاتھ گارے میں بھرے ہُوئے باہر تشریف لائے۔ مہتر و بہتر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے بھائی! جو کچھ تم نے کل دیکھا ہے اس سے ان لوگوں سے خبردار کرو۔ عرض کی یا رسولؐ اللہ میں نماز ظہر کے وقت چاہتا تھا کہ طہارت کر کے نمازِ فرض کو ادا کروں۔ پانی موجود نہ تھا۔ حسنؑ اور حسینؑ کو پانی کی تلاش میں بھیجا۔ ابھی ایک ساعت نہ گذری تھی کہ ایک ہاتف نے غیب سے آواز دی۔ اے ابوالحسن۔ اپنی دائیں طرف نگاہ کرو۔ جب مَیں نے دیکھا۔ تو ایک سنہری طشت ہوا میں معلّق نظر آیا۔ اس میں پانی بھرا تھا۔ جو برف سے زیادہ سفید۔ اور شہد سے زیادہ شیریں۔ اور گلاب سے زیادہ خوشبودار تھا۔ مَیں نے اس پانی سے وضو کیا۔ کچھ پیا۔ اور ایک قطرہ میرے سر پر ٹپکا کہ اس کی خنکی میرے بدن میں پہنچی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اے بھائی! وہ طشت بہشت کا تھا۔ اور اس کا پانی طوبیٰ کے نیچے کا۔ اور وہ قطرہ جو تمہارے سر پر ٹپکا۔ وہ عرش کے نیچے سے تھا۔ بعدازاں حضرت سے خوب بغل گیر ہوئے۔ اور دونوں بھوؤں کے درمیان بوسہ دے کر فرمایا۔ میرا دوست اور میرا نورِ چشم وہ شخص ہے جس کا خادم کل کے روز جبرئیلؑ امین تھا۔

منقبت[۱۲۲]۔ نیز کتاب مذکور میں واقدی سے منقول ہے۔ وہ بیان کرتا ہے کہ میں ایک روز ہارون رشید کے پاس گیا۔ شافعی۔ محمد یوسف اور محمد اسحاق بھی وہاں موجود تھے۔ ہارون نے شافعی سے کہا تم کو فضائل علیؑ کی کتنی حدیثیں یاد ہیں؟ اُس نے جواب دیا کہ پانسو تک۔ پھر یوسف سے دریافت کیا۔ کہ تجھے کتنی حدیثیں یاد ہیں۔ اس نے جواب دیا

کہ ہزار تک بلکہ زیادہ۔ پھر اسحاق سے کہا۔ تو کتنی حدیثیں روایت کرتا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ اس جناب کے بیشمار فضائل متواتر احادیث کے ذریعے ہم کو پہنچے ہیں۔ اگر خوف مانع نہ ہوتا۔ تو بیان کرتا۔ ہارون نے کہا۔ کس کا ڈر ہے؟ وہ بولا۔ تیرا اور تیرے عاملوں کا۔ ہارون نے کہا۔ بیان کر۔ اور دل میں کچھ اندیشہ نہ کر۔ اسحاق نے جواب دیا کہ پندرہ ہزار حدیث مسند اور پندرہ ہزار حدیث مرسل مجھ کو یاد ہیں۔ ہارون نے کہا۔ میں تم کو حضرت کی وہ فضیلت بتاؤں۔ جو میں نے اپنی آنکھ سے دیکھی ہے۔ اور تم کو بھی دکھاتا ہوں۔ اور جو کچھ تم کو یاد ہے۔ اس سے بہتر ہے۔ انہوں نے عرض کی۔ فرمائیے۔ ہارون نے کہا۔ کہ مجھ کو دمشق کے عامل نے لکھا کہ یہاں پر ایک خطیب ہے جو امیرالمومنین علیؑ کو گالیاں دیتا ہے۔ اور ناسزا کہتا ہے۔ میں نے اس ملعون کو دمشق سے طلب کر کے کہا۔ تو کس لئے گالیاں دیتا ہے وہ بولا۔ اس لئے کہ اس نے میرے باپ دادوں کو قتل کیا ہے۔ میں نے کہا۔ اس جنابؑ نے جس کسی کو قتل کیا ہے۔ خدا اور رسولؐ کے حکم سے قتل کیا ہے۔ وہ ملعون بولا۔ اگرچہ ایسا ہی ہے۔ لیکن میں اس کا دشمن ہوں پس میں نے جلّاد کو حکم دیا۔ اور اس نے سو کوڑے اس کو لگائے۔ اور ایک مکان میں اس کو بند کر کے قفل لگا دیا۔ جب رات ہوئی تو میں نے دل میں سوچا کہ اس کو کس طریق سے قتل کروں۔ آگ میں جلاؤں یا پانی میں غرق کروں یا تلوار سے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالوں۔ اسی خیال میں میری آنکھ لگ گئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں اور رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیچے تشریف لائے ہیں اور پانچ حلّے آپ کے زیب تن ہیں اور امیرالمومنینؑ بھی پانچ حلّے پہنے نیچے آئے ہیں اور امام حسنؑ اور حسینؑ بھی دو حلّے زیب تن کئے نیچے آئے اور ایک پیالہ صاف پانی سے بھرا ہوا ساتھ ہے۔ رسولؐ نے وہ پیالہ جبرئیلؑ سے لیا۔ اور میرے مکان میں پچاس ہزار آدمی کے قریب اس وقت جمع تھے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ جو شخص شیعیان علیؑ سے یہاں موجود ہے۔ وہ اس مجمع سے اٹھ کھڑا ہوا۔ کل چالیس آدمی اٹھے۔ آنحضرتؐ نے ان کو پانی پلا دیا۔ اور فرمایا کہ اس دمشقی کو لاؤ۔ جب اس کو مکان سے باہر لائے۔ امیرالمومنین علیؑ کی نظر جب اس پر پڑی۔ فرمایا۔ اے ملعون! تو مجھ کو گالیاں کیوں دیتا ہے؟ اور دُعا کی۔ اے خدا! تو اس کو مسخ کر دے۔ وُہ ملعون فوراً کتّے کی شکل میں ہو گیا۔ اور آپ کے حکم سے اس کتّے کو پھر اس گھر میں بند کر دیا۔ میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے کہا اس گھر کا دروازہ کھول کر دمشقی کو میرے پاس لاؤ۔ جب لائے۔ تو ایک کتا تھا۔ اور اب بھی وہ اس مکان میں موجود ہے۔ پھر ہارون کے حکم سے اس کتّے کو باہر لائے لیکن اس کے کان آدمی کے کانوں سے کچھ مشابہت رکھتے تھے۔ انہوں نے اس کتّے سے کہا کہ تو نے خدا کے عذاب کو کیسے پایا؟ اس نے سر جھکا دیا۔ اور آنسو اُس کی آنکھوں سے جاری ہوئے۔ شافعی نے کہا کہ اس کو اس جگہ سے بہت دور لے جا۔ کیونکہ یہ مسخ ہے۔ عذاب خدا سے امن میں نہیں رہ سکتا۔ جب اس کو اس گھر میں لے گئے بجلی اس گھر میں داخل ہوئی۔ اور اس گھر میں دمشقی کتّے سمیت جو کچھ موجود تھا۔ سب جلا دیا۔

منقبت[۱۲۹] - مسند احمد بن حنبل - مناقب خطیب - بحر المناقب اور معارج النبوۃ میں منقول ہے کہ قیامت کے روز جو انعامات خدا کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا ہوں گے - ان میں سے ایک **لوائے حمد** ہے - جو آپ کے ہاتھ میں ہوگا - اور تمام انبیا اور رسول اس **لوا** کے سایہ میں ہوں گے چنانچہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا ہے - لِوَاءُ الْحَمْدِ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ (لوائے حمد اُس دن میرے ہاتھ میں ہوگا) اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا - اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَ لَا فَخْرَ بِیَدِیْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَبِیٍّ یَوْمَئِذٍ اٰدَمُ وَمَنْ سِوَاہُ اِلَّا وَھُوَ تَحْتَ لِوَائِیْ - (میں قیامت کے روز اولادِ آدمؑ کا سردار ہوں گا - اور یہ کچھ فخر کی بات نہیں - میرے ہاتھ میں لوائے حمد ہوگا - اور اس میں کوئی فخر نہیں - اور آدمؑ اُن کے سوا جتنے پیغمبر ہوں گے - سب کے سب میرے علم کے نیچے ہوں گے) اور وہ لوا یعنی علم ہزار سال کی راہ اونچا ہوگا - اور اس کا قبضہ سفید چاندی کا ہوگا - اور اس کی بھال یاقوت سُرخ کی - اور اس کا پچھلا سرا سبز زمرد کا ہوگا - اور اس کے تین پھریرے نور کے ہوں گے - پہلا مشرق میں - دوسرا مغرب میں اور تیسرا مکّہ میں ہوگا - اور اس میں تین سطریں لکھی ہوں گی - پہلی سطر میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ **دوسری** میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اور **تیسری** میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تحریر ہوگا -

مؤلف عرض کرتا ہے کہ مودات سیّد علی ہمدانی میں بہ روایت عبد اللہ بن سلام منقول ہے - کہ تیسری سطر میں عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللّٰہِ - بھی لکھا ہے اور ہر ایک سطر کی لمبائی ہزاروں برس کی راہ کے برابر ہے - جب اس علم کو میدانِ قیامت میں لائیں گے - تو ایک منادی ندا کرے گا - اَیْنَ النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ الْعَرَبِیُّ الْقُرَشِیُّ الْمَکِّیُّ الْحَرَمِیُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَ سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْنَ وَرَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ - (کہاں ہے پیغمبر اُمّی عربی قرشی مکّی حرمی تہامی محمد بن عبد اللہ جو خاتم النبیین اور سیّد المرسلین اور پروردگار عالمین کا رسول ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے بڑھ کر اس علم کو اپنے دستِ مبارک میں لیں گے بعد ازاں تمام انبیا آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ مریم تک اور تمام صدیق - شہدا - صالحین اور تمام اہلِ عرفان اس علم کے ارد گرد جمع ہوں گے اور حضرت مقدس نبوی صلوات اللہ وسلامہ علیہ کے لئے نور کا ایک تاج لا کر اس سلطان انس وجان کے سر مبارک پر رکھیں گے - اور حریر سبز کا ایک لباس آپ کے بدن مبارک میں پہنائیں گے - اور ستر ہزار علم اور ستّر ہزار لواء (نشان) آنحضرت کے حضور پیش کریں گے - **پس** آنحضرتؐ لواءِ حمد کو شاہِ مرداں علیؑ مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے دستِ مبارک میں دے کر مذکورہ بالا فوجوں اور علموں اور نشانوں کو لواءِ حمد کے سائے میں داخل کریں گے اور جس جس نے سنتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت اور پیروی اختیار کی ہوگی - وہ آنحضرتؐ کے ہمراہ صحیح سالم اور خوش وخرم جنات عدن میں فروکش ہوں گے - اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا بِفَضْلِکَ مُتَابَعَۃَ ھٰذَا السیّد الامین والنور المبین علیہ

الصلوٰۃ والسلام الی یوم الدین دلے خدا اپنے فضل وکرم سے اس سیدامین اور نورمبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت اور پیروی نصیب کر۔ آمین) اور لواء الحمد کی وجہ تسمیہ تفسیر بحر العلوم اور بعض کتب تذکرہ میں اس طرح دیکھنے میں آئی ہے کہ جب آدم کو بدن میں روح داخل ہوتے وقت چھینک آئی اور الحمد للہ کے جواب میں یَرْحَمُكَ رَبُّكَ سَبَقَتْ رَحْمَتِيْ غَضَبِيْ (تیرا پروردگار تجھ پر رحم کرے۔ میری رحمت نے میرے غضب پر سبقت کی ہے) سُنا۔ اس وقت نور محمدی آدمؑ نے پیشانی میں متحرک تھا۔ کہتے ہیں کہ چھینکتے وقت اس میں سے ایسی آواز نکلی جیسے موتی پیستے ہیں۔ آدمؑ نے عرض کی اے خدا یہ کس چیز کی آواز ہے؟ خطاب ہوا یہ تیرے فرزند محمد نبی آخرالزمان کا نور ہے۔ آدم کو نور محمدی کے مشاہدہ کرنے کی آرزو پیدا ہوئی۔ اور یہ آرزو ان کے دل میں بہت ترقی کر گئی۔ وُہ آپ کی پیشانی سے منتقل ہوکر کلمے کی انگلی میں جلوہ گر ہوا۔ آدم علیہ السلام نے کلمے کی انگلی اٹھا کر شہادتین کی تلاوت کی۔ اور یہ سنّت اپنی اولاد میں قیامت تک باقی چھوڑی۔ اور اُس کی مہر و محبّت کا نقش صفحۂ دل پر صدق ویقین کی رقم سے تحریر کیا۔ اور اس نور کے انتقال کرنے کی برکت سے آدم علیہ السلام کے دائیں پہلو میں یمن وبرکت اور خیر سعادت پیدا ہوئی۔ اور جو اولاد کہ دائیں طرف قیام پذیر تھی۔ سعادت مند اور کامگار اور اصحاب الیمین کے لقب سے معزز ہوئی۔ اور جو آدمؑ کے بائیں طرف تھی اس سعادتمندی اور خوشحالی سے محروم رہی۔ القصہ جب آدمؑ نے نور محمدی انگشت شہادت کے آئینہ میں مشاہدہ کیا۔ اس وقت غیب سے خطاب ہُوا کہ اے آدمؑ جس شخص کا فرزند غائب ہو۔ اور وہ حاضر ہو جائے۔ وہ شخص اس فرزند کو کچھ ہدیہ دیا کرتا ہے۔ اب تیرا ہدیہ اس فرزند ارجمند کے لئے کیا ہوگا؟ عرض کی اے میرے خدا! تیرے خزانہ کرم سے جو کچھ مجھ کو مرحمت ہُوا ہے۔ وہ صرف کلمہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ ہے جو میری زبان پر جاری کرایا گیا ہے۔ میں نے اس حمد کا ثواب اس فرزند اقبالمند کو عطا کیا۔ حق تعالیٰ نے اس حمد کے ثواب سے یہ لواء (علم) پیدا کیا اور اس کو لواء الحمد کے نام سے نامزد کرکے سیّد انبیا علیہ والہ الصلوٰۃ والسلام سے مخصوص فرمایا۔ یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ اس لواء پر جلاجل نور قبوں کے ساتھ نکلے ہوں گے۔ اور ہر قبہ میں خوش جمال اور خوبرو حوریں بیٹھی ہوں گی اور ہر ایک حور کے ہاتھ میں ایک ایک برات (پروانہ) ہوگی۔ اور ان براتوں میں ان کے شوہروں کا تعین ہوگا۔ اور حوریں ان قبوں کے غرفوں میں اپنے شوہروں کی منتظر ہوں گی۔ تاکہ جو حور اپنے شوہر کو میدان قیامت میں دیکھے۔ وہ اپنا ہاتھ دراز کرکے اپنے نامزد کو نہایت اعزاز واکرام کے ساتھ تختِ ناز پر لا بٹھائے۔ بعد ازاں فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اس علم کو اٹھائیں جب فرشتے اس کے اٹھانے سے عاجز رہ جائیں گے تو حق تعالیٰ کا حکم ہوگا۔ اَيْنَ اَسَدُ اللّٰهِ الْغَالِبُ۔ یعنی ہماری درگاہ کا شیر علیؑ بن ابی طالب کہاں ہے؟ امیرالمومنینؑ حاضر ہوں گے اور اس لواء حمد کو گلدستے کی طرح ہاتھ پہ لے کر پل صراط سے گذار دیں گے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حق تعالیٰ ایک نسیم جنّت کو بھیجے گا تاکہ

تاکہ علیؓ عالی علم کو لوائے حمد سمیت اُٹھا کر جنت کے میدان میں پہنچا دے۔ اور وہ علم اس روز شاہِ مرداں کے سر پر ایک تاج کی مانند ہوگا۔ اور اولیا اس علم میں ایسے معلوم ہوں گے۔ گویا جواہر آب دار تاج میں جڑے ہیں۔ **بیت**

لوائے حمد بہیں بر سرش بروزِ قیام مبین بتاجِ سلیمانؑ و مرغ بر سر او

اور وہ علم جب تک میدانِ قیامت میں قائم رہے گا۔ اہلِ دوزخ کے عذاب میں تخفیف رہے گی۔ اور جب اس کو عرصۂ محشر سے اٹھا کر عرصۂ جنت میں لے جائیں گے۔ دوزخیوں پر سخت عذاب ہو جائیگا۔ اور جہنم کے طبقوں کو باہم منطبق کر دیں گے۔ اس وقت لوگوں کو لوائے الحمد کی قدر و منزلت معلوم ہو گی اور اس کی تعریف کرنے لگیں گے۔

منقبت ۔ **نیز** معارج النبوت میں سیدالانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہتمام سے بیت الحرام کو نجاست اصنام اور آلائشِ ازلام سے پاک کرنے کا حال اس طرح پر مذکور ہے کہ تمام کتب سیر اس خبر سے بھری پڑی ہیں۔ کہ مشرکوں نے تین سو ساٹھ بُت خانۂ کعبہ کے اطراف و نواحی میں نصب کر رکھے تھے۔ اور ابلیس نے ان بتوں کے قدموں کو شیشے کے ساتھ زمین کے اندر مضبوط کر رکھا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ نیزہ یا لکڑی سے جو آپ کے دستِ مبارک میں تھی۔ ان بتوں کی طرف اشارہ کر کے فرماتے تھے۔ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ (کہہ دے اے محمدؐ کہ حق آگیا۔ اور باطل نہ پیدا کر سکتا ہے اور نہ دوبارہ زندہ کر سکتا ہے) وہ بُت لکڑی لگتے ہی گر پڑتے تھے۔ حالانکہ ان کے پاؤں سیسے سے مضبوط جڑے ہوئے تھے۔ اور اسی طرح جو بُت مشرکوں کے گھروں میں تھے۔ اس روز سب کے سب اوندھے گر پڑے۔ اور سیدالمرسلینؐ نے امیرالمومنینؑ سے فرمایا۔ اور آنجناب نے **اساف** اور **نائلہ** کو توڑ ڈالا۔ **اور ایک** روایت میں ہے کہ اساف صفا پر نصب کیا ہوا تھا۔ اور نائلہ مروہ پر۔ کہتے ہیں کہ ان دو بتوں کی اصل یہ ہے کہ اساف بن عمرو ایک مرد تھا۔ قبیلہ بنی جرہم سے۔ اور نائلہ بنت سہل ایک عورت تھی۔ اسی قبیلے سے دونوں نے خانۂ کعبہ کے اندر زنا کیا۔ اور خدائے عزّوجلّ نے ان کو مسخ کر دیا۔ اور وہ پتھر بن گئے۔ اور قریش نے اپنی کمالِ جہالت اور زیادتی حماقت و ضلالت کے سبب ان مسخ شدہ بتوں کی پوجا کرنی شروع کر دی۔ جب اس بُت کو جس کا نام نائلہ تھا۔ توڑا گیا۔ تو اس کے اندر سے ایک کالی اور ننگی عورت نکلی۔ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یہ نائلہ ہے۔ اور عبداللہ بن عباس سے منقول ہے کہ اس روز آنحضرتؐ جس بت کی طرف اشارہ فرماتے تھے۔ وہ پیٹھ کے بل گر پڑتا تھا۔ اور یہ بات صحیح طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ چند بُت ایک اونچی جگہ میں رکھے ہوئے تھے۔ جہاں ہاتھ نہیں پہنچتا تھا۔ جب مصطفٰےؐ مرتضٰیؑ کے ہمراہ کعبہ میں داخل ہوئے۔ امیرالمومنینؑ نے عرض کی۔ یا رسولؐ اللہ! آپ اپنا پائے مبارک میرے کندھے پر رکھ کر ان بتوں کو اپنی جگہ سے پھینک دیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اے بھائی! تم میرا بوجھ اُٹھانے کی طاقت

نہیں رکھتے۔ تم ہی اپنا پاؤں میرے کندھے پر رکھو۔ اور اس کام میں مشغول ہو۔ امیر المومنینؑ نے حضور کے حکم کی تعمیل کی۔ **بیت**

قدم بدوشِ سرافرازِ دیں نہاد بحکم ‌ ‌ ‌ ‌ شکستِ گردنِ بُت ہمچو فرق بت گراو

منقول ہے کہ جس وقت امیر المومنین کا پائے مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوش متبرک پر تھا۔ اس وقت آنحضرت نے پوچھا۔ اے بھائی! تم اپنے آپ کو کس حالت میں پاتے ہو۔ عرض کی یا رسول اللہ! میں ایسا دیکھتا ہوں کہ حجاب اٹھا دیئے گئے ہیں۔ اور میرا سر ساق عرش پر پہنچ گیا ہے۔ جس چیز کی طرف ہاتھ پھیلا تا ہوں۔ اگرچہ وہ سارا آسمان ہی کیوں نہ ہو۔ آسانی سے میرے قبضہ میں آجاتی ہے۔ فرمایا۔ اے بھائی! خوشا بحال تو۔ کہ حق کا کام کرتے ہو۔ اور میری حالت بھی بہت اچھی ہے۔ کہ میں حق کا بوجھ اُٹھا رہا ہوں۔ **اور** ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت نے فرمایا۔ اے بھائی! تم اپنے مقصود اور مطلوب کو پہنچ گئے۔ **بیت**

زہے نقش پائے کہ بردوشِ احمدؐ ‌ ‌ ‌ ‌ زمہر نبوت مقدم نشیند

کہتے ہیں کہ جب امیر المومنینؑ بتوں کو زمین پر پھینک کر دوشِ مبارک سے زمین پر کود پڑے تو مسکرائے آنحضرتؐ نے مسکرانے کا سبب پوچھا۔ عرض کی۔ یا رسول اللہ میرے مُسکرانے اور تبسّم کرنے کا سبب یہ ہے کہ میں اتنی بلندی سے کود کر زمین پر آیا۔ اور کسی قسم کا صدمہ مجھ کو نہیں پہنچا۔ فرمایا۔ اے بھائی! تم کو صدمہ کیونکر پہنچتا۔ جبکہ محمدؐ نے تم کو اٹھایا۔ اور جبرئیل نے نیچے اُتارا۔

لطیفہ۔ گویا حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے میرے بندے! آج کے روز میں تیرا اٹھانے والا ہوں چنانچہ قرآن میں فرماتا ہے۔ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔ (اور ہم نے خشکی اور تری میں ان کو اٹھایا) اور کل روزِ قیامت کو تجھ کو بہشت میں پہنچاؤں گا۔ وَنُدْخِلُهُم مُّدْخَلًا كَرِيمًا (اور ہم کو بزرگ مقام میں داخل کریں گے) اور جس جگہ کہ اٹھانے والا محمدؐ تھا۔ اور اتارنے والا جبرئیلؑ۔ وہاں کسی قسم کی تکلیف علیؑ کو نہیں پہنچی۔ اور جہاں پر کہ اٹھانے والا اور اتارنے والا خود میں ہی ہوں گا۔ امید رکھ کہ تجھ کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے گی۔ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُم مُّهْتَدُونَ (ان ہی لوگوں کے لئے امن ہے اور یہی ہدایت یافتہ ہیں) **اور** اس باب میں اہلِ اشارت نے بہت سے نکتے پیدا کئے ہیں۔ **اوّل** امیر المومنینؑ کے دوشِ سیّد المرسلینؐ پر چڑھنے میں تین حکمتیں تھیں پہلی حکمت یہ ہے کہ نبوت کی قوت ولایت سے بڑھ کر ہے۔ ولی نبی کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا لیکن نبی ولی کا بوجھ اُٹھا سکتا ہے۔ چنانچہ اس مطلب کا ایک شمہ آنحضرتؐ نے خود بھی ارشاد فرمایا ہے۔ **دوسری** حکمت یہ ہے کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ (تم اور جن کی تم خدا کے سوا پوجا کرتے ہو جہنم کے پتھر ہیں) اس حکم خداوندی کے موافق بُت دوزخ کا ایندھن اور جہنم کی آگ بھڑکانے اور مشتعل کرنے والے ہیں۔ اور آنحضرتؐ

کی ایک یہ خاصیت تھی کہ آپ کا دستِ حق پرست جس چیز کو لگ جاتا۔ آگ اس پر اثر نہ کرتی تھی۔ چنانچہ بعض روایات میں وارد ہوا ہے۔ کہ ایک روز آنحضرتؐ جناب فاطمہ زہرا کے گھر میں تشریف رکھتے تھے۔ اتفاقاً اس وقت جناب سیدہ تنور میں روٹیاں لگا رہی تھیں۔ اور آگ کی گرمی سے اس جگر گوشۂ رسولؐ کا تن مبارک تپ والوں کی طرح تپ رہا تھا۔ آنحضرتؐ نے اپنی نورِ نظر کی رعایت کی غرض سے ان کے ساتھ ہی چند روٹیاں اپنے دستِ مبارک سے تنور میں لگائیں۔ جو روٹیاں جناب فاطمہؓ نے لگائی تھیں۔ پختہ ہو کر نکلیں اور جو روٹیاں آنحضرت نے لگائی تھیں کچی رہیں۔ جناب فاطمہؓ حیرت زدہ ہو کر نہایت متعجب ہوئیں۔ کہ اس میں کیا حکمت ہے جس جماعت کے حق میں هُنَّ نَاقِصَاتُ الْعَقْلِ۔ (عورت ناقص العقل ہوتی ہیں) ارشاد ہوا ہے ان کے ہاتھ کی روٹیاں تو پختہ ہو کر نکلیں۔ اور ان پختہ کاروں کی پکائی ہوئی روٹیاں کچی کی کچی رہیں۔ جن کے باب میں یہ ارشاد ہوا ہے۔ اَیُّکُمْ مِثْلِیْ اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ (تم میں سے کوئی شخص میری مانند ہو سکتا ہے کہ میں اپنے پروردگار کے پاس رات بسر کرتا ہوں) عجب مشکل مقام ہے کہ پختہ کار کی پکائی ہوئی روٹی کچی ہو۔ اور خام کاروں کی پکائی ہوئی پکی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اے نور دیدہ! تعجب نہ کر۔ کہ یہ بھی ہمارا کمال معجزہ ہے کہ اس روٹی کو میرے ہاتھ سے مس کرنے کا شرف حاصل ہوا تھا۔ جس چیز کو ہمارا ہاتھ لگ جاتا ہے۔ آگ اس پر اثر نہیں کرتی۔

اور اس مدعا کی صداقت پر ابو درداؓ کا دستر خوان بھی شاہد صادق ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلعم کا دستِ مبارک اس کو لگ گیا تھا۔ جب وہ دستر خوان میلا ہو جاتا۔ تو ابو درداؓ آگ جلاتے اور اس کو آگ پر دھر دیتے۔ اس کا میل کچیل آگ میں جل جاتا۔ اور دستر خوان سفید ہو کر آگ سے باہر نکل آتا۔ اسی طرح یہاں پر بھی اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر المومنینؓ کے دوش مبارک پر چڑھ کر اپنے دستِ مبارک سے بتوں کو گراتے۔ تو وہ بیشک و شبہ آتش دوزخ سے محفوظ و سلامت رہتے۔ اور آیۂ اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ کا حکم ان پر جاری اور نافذ نہ ہوتا۔ **اور** اس باب میں نکتہ یہ ہے کہ جس روٹی کو ایک دفعہ آنحضرت صلعم کا ہاتھ ایک دفعہ لگ جائے۔ آگ اس پر اپنا اثر نہیں کر سکتی اور بندۂ مومن کا دل جو پچاس یا ساٹھ سال تک خدا کے قبضۂ قدرت میں بموجب حدیث شریف قَلْبُ الْمُؤْمِنِ بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ یُقَلِّبُهَا کَیْفَ یَشَاءُ (مومن کا دل خدا کی دو انگلیوں میں ہے۔ جس طرح چاہتا ہے۔ اس کو الٹ پلٹ کرتا ہے) الٹ پلٹ ہوتا رہتا ہے۔ اگر آتش دوزخ سے محفوظ رہے اور جدائی کی آگ سے بچا رہے تو کیا تعجب ہے۔

دوسرا۔ اشارہ (نکتہ) یہ ہے کہ کافروں نے سب بت خانہ کعبہ میں رکھے۔ چونکہ وَاَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ.. کے فرمانِ واجب الاذعان سے شرف اضافت و نسبت رکھتا تھا۔ اس لئے بت خانہ نہ بنا۔ بندہ مومن کا دل چونکہ وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِیَ الْمُؤْمِنِ۔ (لیکن میرے بندۂ مومن کا دل میری گنجائش رکھتا ہے) کے شرف

سے مشرف اور ممتاز ہے ۔ اگرچند گناہوں کی وجہ سے بیگانہ ہو جائے ۔ تو کیا تعجب ہے ۔
تیسرا اشارہ یہ ہے کہ کفار نے خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بُت رکھے تھے ۔ وہ اس گھر کی نسبت کو حق تعالیٰ سے ساقط نہ کر سکے ۔ یہاں کہ ہر رات اور دن میں تین سو ساٹھ نظر سے اپنے بندے کے دل کو تقویت بخشتا ہو ۔ کیوں کر اُس کی اضافت اور خصوصیت ساقط ہو سکتی ہے ۔ ایک حکایت اس بات میں سُنو ۔ کہتے ہیں کہ جس روز موسیٰ علیہ السلام کی قوم دریا پر سے گذر رہی تھی ۔ موسیٰ آگے آگے جاتے تھے ۔ اور ہارون قوم کے پیچھے ۔ بنی اسرائیل دونوں کے بیچ میں تھے ۔ مقدمہ اور ساقہ کی برکت سے پانی کو یہ مجال نہ تھی کہ کسی کا بال تک بھی تر کر سکے ۔ **اسی طرح** یہاں اشارہ یہ ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا ۔ تو جناب باری تعالیٰ کی طرف سے ندا آئے گی ۔ اے محمدؐ تو نے خود علیؑ سے یہ نہ کہا تھا کہ انت منی بمنزلۃ ھارونؑ من موسیٰؑ الا انہ لا نبی بعدی (تو مجھ سے اس درجہ پر ہے جیسے موسیٰ سے ہارونؑ تھے ۔ مگر یہ فرق ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا) آنحضرتؐ عرض کریں گے ۔ بیشک ۔ پروردگار فرمائیگا جب اُمت کو آتشِ دوزخ کے دریا پر سے گذرنا ہو ۔ تو تم دونوں میں سے کوئی سا ایک مقدمہ یعنی آگے ہو جائے ۔ اور **ایک** ساقہ یعنی پیچھے ہو جائے ۔ اور امت کو اپنے درمیان جگہ دو ۔ تاکہ آتش دوزخ کی یہ مجال نہ ہو ۔ کہ وہ کسی کے بدن پر سے ایک بال بھی جلا سکے ۔

منقبت[۱۳۱] ۔ صحیح واقدی ۔ تبعیات ابونصر ہمدانی ۔ روضتہ الاحباب ۔ حبیب السیر ۔ روضتہ الصفا اور معارج النبوۃ میں مرقوم ہے کہ مقدمات ہجرت کے بارے میں علمائے فن سیر نے یہ نقل کیا ہے کہ جب مشرکانِ قریش نے دارالندوہ میں آنحضرتؐ کے باب میں مشورہ کیا ۔ اور آخر کار یہ صلاح قرار پائی ۔ کہ آپ کو قتل کیا جائے ۔ اور اس پر عہد و پیمان مرتب ہو گیا ۔ خدا تعالیٰ نے اپنے حبیب کو ان کے مکر سے خبردار فرمایا ۔ اور ان کے مکر و فریب کو باطل کر دیا ۔ چنانچہ ارشاد فرمایا ہے ۔ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ (العمران ۵) اور جبرئیلؑ نے بحکم ربّ جلیل حاضرِ خدمت ہو کر ان کی مجلس نجس کے تمام واقعات اور اس گروہ بے شکوہ کے سارے منصوبے ایک ایک کر کے عرض کئے ۔ اور یہ آیہ پڑھا ۔ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ۔ (بنی اسرائیل ۹) اور کہہ دے اے رسولؐ کہ اے میرے پروردگار ! کہ مجھ کو صدق و راستی کے مقام میں داخل کر ۔ اور صدق و راستی کے ساتھ باہر نکال ” اپنی طرف سے میرے واسطے سلطان نصیر (سلطنت غالبہ و ناصرہ) قرار دے) اور کفار کا قصد و ارادہ مفصل طور پر بیان کرنے کے بعد عرض کی کہ یا رسول اللہؐ ۔ خدا کا حکم یہ ہے کہ آپ آج کی رات اپنے بستر پر آرام نہ فرمائیں ۔ دُوسرے روز اسباب سفر تیار کر کے مدینہ سکینہ کی طرف متوجہ ہوں ۔ **الغرض** جب رات ہوئی

تو روسائے قریش مثل ابوجہل۔ ابولہب۔ ابی بن خلف اور دیگر اشقیا حضرت مصطفےٰ کے درِ دولت پر اپنے منصوبے کے موافق آ کر جمع ہو گئے۔ اور انتظار کرنے لگے کہ جب آنحضرتؐ سو جائیں۔ تو وہ ملعون اس جناب رسالت مآبؐ کو قتل کر ڈالیں۔ ابولہب نے کہا کہ آج رات ہم اس کو صبح تک روکے رہیں تاکہ بنی ہاشم کو معلوم ہو جائے۔ کہ ہم نے اس کو بہیئت مجموعی یعنی سب نے مِل جُل کر قتل کیا ہے۔ آنحضرتؐ نے ان گمراہوں کے اس باطل ارادے سے واقف ہو کر امیرالمومنینؑ سے فرمایا۔ اے بھائی! مجھ کو مدینے کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور کل کو سفر کی تیاری کروں گا۔ جو امانتیں لوگوں کی میرے پاس ہیں تمہارے سپرد کرتا ہوں کہ ان کے مالکوں کو پہنچا کر جلد تر مدینہ میں پہنچ جاؤ۔ اور مشرکوں کا ارادہ ہے۔ کہ آج کی رات مجھ کو قتل کر ڈالیں۔ تم سبز چادر اوڑھ کر میرے بستر پر لیٹ رہو۔ انشاء اللہ تم کو کسی قسم کا آسیب نہیں پہنچے گا۔ امیرالمومنینؑ نے نہایت فارغ البالی اور دلجمعی سے تکیہ لگا کر اپنے نفس نفیس کو آنحضرتؐ کی ذات مُقدّس کا فدیہ بنایا۔ اور یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ اس رات امیرالمومنینؑ نے سیّد المرسلینؐ کے بسترِ خاص پر تکیہ لگایا۔ حق تعالیٰ نے جبرئیلؑ اور میکائیلؑ پر وحی کی۔ کہ مَیں نے تم دونوں میں عقدِ مؤاخات یعنی بھائی چارہ قائم کیا ہے۔ اور ایک کی عمر کو دوسرے سے بڑا کیا ہے۔ تم میں سے کونسا اپنی زندگی کو اپنے بھائی کی زندگی پر ایثار اور قربان کرتا ہے۔ دونوں نے جدا جدا عرض کی کہ مَیں اپنی زندگی کو زیادہ دوست رکھتا ہوں۔ اور دوسرے کی زندگی کو اپنی زندگی پر ترجیح نہیں دیتا۔ وحی ہُوئی کہ اے جبرئیلؑ و میکائیلؑ تم علیؑ کی مانند کیوں نہیں ہوتے۔ کہ مَیں نے اس کے محمدؐ کے درمیان عقدِ مواخات قائم کیا ہے اس نے اپنی جان کو محمدؐ کے نفس گرانمایہ کا محافظ بنایا ہے۔ اور محمدؐ کی زندگی کو اپنی زندگی پر ترجیح اور فوقیت دی ہے۔ لہٰذا تم پر لازم ہے کہ دونوں آسمان سے زمین پر جاؤ۔ اور دشمنوں کے شرّ سے علیؑ کی حفاظت کرو یہ دونوں سلطانِ بیچوں کے حکم سے آسمان سے پرواز کر کے زمین پر نازل ہُوئے۔ جبرئیلؑ امیرالمومنینؑ کے سرہانے اور میکائیلؑ پائنتی کی طرف کھڑے ہُوئے۔ جبرئیلؑ کہتے تھے۔ بَخٍّ بَخٍّ لَکَ یَا عَلِیُّ۔ یعنی یا علیؑ آپ کو مبارک ہو۔ کون شخص آپ کی مثل ہو سکتا ہے کہ حق تعالیٰ آپ کے وجود اقدس کے سبب ملاءِ اعلیٰ کے فرشتوں پر فخر و مباہات فرماتا ہے۔

بیت

ہر آنکہ بہر خدا راہِ نفس بر بندد ملک ز عرش بفرمان او کمر بندد

بعد ازاں امیرالمومنینؑ کی شان میں آیۂ کریمہ۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّشۡرِیۡ نَفۡسَہُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ رَءُوۡفٌۢ بِالۡعِبَادِ۔ (بقرہ ۲۵) نازل ہُوا۔ امیرالمومنینؑ نے بھی اس باب میں چند بیتیں ارشاد فرمائی ہیں۔

ابیات

وَقَیتُ نَفسِی خَیرَ مَن وَطِیَ الحَصٰی وَمَن طَافَ بِالبَیتِ وَبِالحَجَرِ

یعنی مَیں نے اپنے نفس کو اس شخص کا محافظ اور سپر بنایا جو پیٹ پر پتھر باندھنے والوں اور جو خانہ کعبہ اور حجرالاسود کے طواف کرنے والوں میں سب سے بہتر اور افضل ہے۔

رَسُولُ الٰہِ خَافَ اَن یَّمکُرُوا بِہٖ فَنَجّٰی ذُوالطَّولِ الاِلٰہُ مِنَ المَکرِ

یعنی خدا کے رسولؐ کا جس نے یہ اندیشہ کیا کہ کفار اس سے مکر و فریب سے پیش آئیں گے پس خدائے بزرگ و برتر نے ان کے مکر سے اس بزرگوار کو نجات بخشی۔

وَبَاتَ رَسُولُ اللّٰہِ فِی الغَارِ اٰمِنًا مُوَقًّی فِی حِفظِ الاِلٰہِ وَفِی سَترِ

یعنی رسولؐ خدا نے امن و امان کے ساتھ خدا کی حفاظت اور اس کے پردے میں غار کے اندر رات بسر کی۔

وَبِتُّ اُرَاعِیہِم وَمَا یُثبِتُونَنِی فَقَد وَطَّیتُ نَفسِی عَلَی القَتلِ وَالاَسرِ

یعنی اور مَیں نے اس حال میں رات بسر کی کہ مَیں مشرکوں کی حفاظت کروں حالانکہ انہوں نے مجھ کو شناخت نہیں کیا اور مَیں نے اپنے نفس کو قتل اور قید ہو جانے پر مطمئن اور تیار کر رکھا تھا۔

اور تمام کتب سیر میں منقول ہے کہ جب امیرالمومنینؑ سیّد المرسلینؐ کے بستر مبارک پر تکیہ لگا چکے۔ تو آنحضرتؐ دولت سرا سے باہر تشریف لائے۔ اوّل سورہ یٰسین فَاَغشَینٰہُم فَہُم لَا یُبصِرُونَ ط تک تلاوت فرمائی اور خاک کی ایک مٹھی لے کر ان ملاعنہ کفار کے سروں پر پھینک دی۔ اور بیان کرتے ہیں۔ کہ اس خاک کی گرد جس جس ملعون کے سر پہ پہنچی۔ وہ جنگ بدر میں جہنّم واصل ہُوا۔ اور آنحضرتؐ صحیح سلامت ان کے درمیان سے گذر گئے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ابلیس لعین وہاں سے نمودار ہُوا۔ اور پوچھا۔ کہ تم لوگ یہاں کس کام کے لئے جمع ہُوئے ہو۔ اور کس کے منتظر ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم محمدؐ کا انتظار کر رہے ہیں۔ بولا۔ خدا کی قسم محمدؐ گھر سے باہر نکل گیا ہے۔ اور تمہارے سروں پر خاک ڈال کر چلا گیا۔ یہ سُن کر انہوں نے اپنے سَروں پہ ہاتھ مارا۔ اور اپنے سَروں کو خاک آلود پایا۔ پھر دروازے کے سُوراخ سے نگاہ کی۔ دیکھا کہ ایک شخص آنحضرتؐ کے بستر پر سو رہا ہے۔ یہ دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ تو محمدؐ سو رہا ہے۔ جب ان ملاعنہ نے دست درازی کی نیت سے گھر میں قدم رکھا۔ تو امیرالمومنینؑ اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہُوئے۔ جب کفار کو معلوم ہُوا کہ محمدؐ رسولِ خدا یہاں سے چلا گیا ہے۔ امیر سے پُوچھا۔ محمدؐ کہاں ہے؟ فرمایا تم نے مجھے اِس کا محافظ مقرر نہیں کیا۔ اور اس کا ذمّہ دار نہیں بنایا۔ مجھے کیا معلوم کہاں ہے؟ تم کو خوب طرح معلوم ہو گا کہ تمام رات اس کی تلاش میں لگے رہے ہو۔ یہ سُن کر کفّار نابکار نہایت نادم اور شرمسار ہوئے۔ اور کچھ دیر امیرالمومنینؑ کو بند رکھا۔ آخر کار ابولہب کے اشارے سے

ان کو چھوڑ دیا۔

مؤلف عرض کرتا ہے کہ اگرچہ مذکورہ باب آیات میں آیۂ کریمہ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ کے بیان میں پہلے لکھا گیا ہے۔ لیکن چونکہ کتب مذکورہ بالا میں مفصل طور پر مذکور ہے لہٰذا دوبارہ درج کیا گیا۔

منقبت [۱۳۲]۔ وسیلۃ المتعبدین۔ مناقب خطیب۔ کشف الغمہ۔ معارج النبوۃ۔ روضۃ الاحباب اور حبیب السیر میں مرقوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل مکہ اور مدینہ کے درمیان عقد اخوت منعقد فرمایا۔ اور ان کو آپس میں بھائی بھائی بنایا۔ مہاجرین مکہ اور انصار مدینہ میں سے پنتالیس[۴۵] پنتالیس[۴۵] شخصوں میں اور بروایت دیگر پچاس پچاس شخصوں میں آنحضرتؐ نے سلسلہ مواخات کو مضبوط کیا۔ منجملہ ان کے سلمانؓ فارسی کو ابو درداء کا۔ اور ابوبکر صدیق کو خارجہ بن زید کا۔ اور عمر بن الخطاب کو غسان بن مالک کا۔ اور عثمان بن عفان کو اوس بن ثابت کا۔ اور ابو عبیدہ جراح کو سعد بن معاذ کا۔ اور زبیر بن العلوم کو سلمہ بن سلامہ کا۔ اور طلحہ بن عبید اللہ کو کعب بن مالک کا۔ اور عبدالرحمٰن بن عوف کو سعد بن الربیع کا۔ اور مصعب بن عمیر کو ایوب انصاری کا۔ اور ابو حذیفہ بن عتبہ کو عباد بن بشر انصاری کا اور عمار یاسر کو ثابت بن قیس کا۔ اور عبد اللہ بن جحش کو عاصم بن ثابت کا۔ اور ارقم بن ابی ارقم کو ابو طلحہ انصاری کا بھائی بنایا۔ علیٰ ہذا القیاس۔ اور اس باب میں تحریریں لکھی گئیں کہ ایک دوسری کی امداد اور ہمدردی کریں گے۔ اور ایک دوسرے سے میراث پائیں گے اور اس عقدِ مواخات کی وجہ سے آپس میں ایک دوسرے سے میراث لیتے رہے۔ یہاں تک کہ غزوہ بدر کے بعد آیۂ کریمہ۔ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ (انفال ع) (بعض ذوی الارحام کتاب خدا میں بعض سے اولیٰ اور احق ہیں) نازل ہوا۔ اور عقدِ مواخات کی وجہ سے میراث پانا منسوخ ہوگیا۔ اور شرح صحیح بخاری میں عبد البر سے نقل کیا گیا ہے کہ انصار کے سلسلہ اصحاب میں داخل ہونے سے اس موخات کے سوا ایک اور مواخات کا بھی باہم مہاجرین کے درمیان منعقد ہوا تھا۔ اور حاکم ابو عبد اللہ نیشاپوری نے بھی ایک حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے ابوبکر اور عمر۔ اور طلحہ اور زبیر۔ عثمان بن عفان اور عبدالرحمٰن بن عوف کے درمیان عقدِ برادری قائم کیا۔ **تب** امیر المومنین علیؑ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! آپ نے یاروں میں باہم بھائی چارہ قائم کیا۔ اور مجھ کو کسی کا بھائی نہ بنایا۔ فرمائیے میرا بھائی کون ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اَنَا اَخُوْكَ۔ یعنی میں ہوں تمہارا بھائی **اور** ایک روایت کی بنا پر فرمایا۔ اَنْتَ اَخِيْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ **یعنی** تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔ یہ جماعت سب کے سب مہاجر ہی تھے۔ **پس** معلوم ہوا کہ عقدِ مواخات دو دفعہ قائم کیا گیا ہے۔ اور

دونوں دفعہ امیر المومنینؑ کو آنحضرتؐ نے اپنا بھائی فرمایا ہے۔ **بیت**

بلے زمادرِ دوہرش نہ زاد طفل نظیر کسے کہ ہمچو پیمبر بود برادر او

منقبت ۱۳۳۔ مودات۔ روضتہ الاحباب۔ روضتہ الصفا۔ حبیب السیر اور معارج النبوۃ میں منقول ہے کہ علمائے سیر واخبار نے روایت کی ہے کہ ہجرت کے نویں سال آخر ماہ ذیقعدہ میں آنحضرتؐ نے حج کرنے کی خواہش کی۔ لیکن جب سُنا کہ مشرکین رسم جاہلیت کے موافق موسم حج میں مکّہ معظمہ میں آکر ننگے خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں۔ اُن کے ساتھ شریک ہونا مکروہ خیال کر کے اس ارادے کو فسخ کیا۔ اور ابو بکر صدیقؓ کو تین سو نفر اصحاب کا سردار مقرر کر کے فرمایا کہ مکّہ میں جا کر لوگوں کو مناسک حج تعلیم کرے۔ اور سورہ برات کی ابتدائی چالیس آئتیں سب کے سامنے پڑھ کر سُنائے۔ جب ابو بکرؓ مقام ذوالحلیفہ سے احرام باندھ کر روانہ ہو گئے۔ اسی اثناء میں جبرئیل علیہ السلام نے حاضر خدمت ہو کر خدائے عزّ وجلّ کا یہ پیغام پہنچایا کہ کوئی شخص تبلیغ رسالت اور ادائے پیغام نہ کرے۔ لیکن تو خودُ یا علیؑ۔ اور ایک روایت میں ہے لیکن تو یا وہ شخص جو تجھ سے ہو۔ چونکہ امیر المومنینؑ تمام قوم میں من کل الوجود قرب وقرابت کی زیادتی کے سبب آنحضرتؐ سے شرف اختصاص واتحاد رکھتے تھے۔ آنحضرتؐ نے سارا حال ان کو سُنا کر حکم دیا کہ ابو بکرؓ کے پیچھے جائیے۔ اور سورۂ برات اس سے لے کر حج کے موقع پر لوگوں کو پڑھ کر سُنائیے۔ اور یہ چار کلمے بھی خلقت کو پہنچا دے۔ **اوّل** یہ کہ بہشت میں وہی شخص داخل ہو گا۔ جو زیورِ اسلام سے مزیّن اور آراستہ ہو گا۔ **دُوسرے** کوئی شخص کعبہ کا طواف ننگا ہو کر نہ کرے **تیسرے** کوئی مشرک اور گمراہ اس سال کے بعد حج نہ کرے۔ **چوتھے**۔ مشرکوں اور کفار میں سے جن لوگوں نے خدا و رسولؐ سے عہدِ موقت (میعادی عہد) رکھا ہے۔ اگر وہ مدت مقررہ کے ختم تک مسلمان نہ ہوں گے۔ ان کا خون اور مال ہدر اور مباح ہو گا۔

جابر انصاریؓ کہتے ہیں ہم تین سو شخص ابو بکر رضی اللہ عنہٗ کے ہمراہ آئے تھے۔ جب منزل عرج پر پہنچے۔ اور صبح کی نماز کا وقت ہُوا۔ ابو بکرؓ امامت کے ارادہ سے آگے گئے۔ ابھی نماز شروع نہ کی تھی کہ آنحضرتؐ کے ناقۂ خاص کی آواز۔ اس کے کان میں آئی۔ توقف کر کے کہا کہ یہ رسولؐ خدا کے ناقہ کی آواز ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ حج پر مامور ہو گئے ہیں۔ ذرا توقف کرو۔ تاکہ ہم آنحضرتؐ کے ساتھ مل کر نماز ادا کریں اتنے میں علیؑ آنحضرتؐ کے ناقہ پر سوار وہاں آپہنچے۔ ابو بکرؓ نے امیر المومنینؑ سے پوچھا کہ آمر (حاکم) بن کر آئے ہو۔ یا مامور (محکوم وماتحت) ہو کر۔ امیر نے فرمایا۔ کہ فرمان واجب الاذعان یہ صادر ہُوا ہے کہ تم سورۂ برات میرے حوالے کر دو تاکہ میں لے جا کر لوگوں کو سُناؤں۔ اور یہ چار کلمات بھی ان کو پہنچاؤں۔ ابو بکرؓ نے

آیاتِ نبیات امیرالمومنینؑ کے سپرد کردیں اور امیرؑ کے پیچھے نماز ادا کی۔ بعدازاں امیرالمومنینؑ نے اُٹھ کر سورۂ برأت کی چالیس ابتدائی آئتیں لوگوں کے سامنے پڑھ کر سُنائیں۔ اور وہ چاروں کلمے ان کو پہنچائے اور موافقِ حج میں سے ہر ایک موقف میں خطبہ پڑھا۔ اور احکام بیان فرمائے۔ اور جس امر پر مامور ہُوئے تھے اسکو ادا کیا۔ کہتے ہیں کہ جب امیرالمومنینؑ نے وہ چاروں کلمات لوگوں کو سُنائے۔ اس وقت ایک شخص نے ان میں سے پکار کر کہا کہ اگر ہمارے اور تیرے ابن عم کے درمیان جو عہد ہے۔ وہ قسم پر قطع نہ ہوچکا ہوتا۔ تو میں ضرور تجھ سے تلوار کے ساتھ ابتدا کرتا۔ امیرؑ نے فرمایا۔ کہ اگر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دشوار اور ناگوار نہ ہوتا کہ انہوں نے مجھ سے ارشاد فرمایا ہے کہ اپنے واپس آنے تک ان سے کچھ نہ کہنا۔ تو میں بیشک پیش قدمی کرتا۔ **بیان** کرتے ہیں کہ جب امیرالمومنینؑ مکّہ معظّمہ میں پہنچے" تلوار کھینچ کر فرمایا۔ خدا کی قسم! کوئی شخص ننگا ہو کر طواف نہ کرے۔ نہیں تو میں تلوار سے اُس کی تادیب کروں گا۔ یا ایسا لباس پہنے جس میں سوئی کا استعمال کیا گیا ہو۔

الغرض جب امیرالمومنینؑ ان معاملات سے فارغ ہو کر واپس آئے۔ ابوبکرؓ نے رسولِ خدا کی خدمت میں عرض کی۔ یا رسولؐ اللہ! مجھ سے کیا چیز صادر ہوئی۔ جو آپ نے مجھ کو سورۂ برات کے پڑھ کر سُنانے سے منع فرمایا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اے ابوبکرؓ! تجھ سے کوئی امر سرزد نہیں ہُوا۔ اور نہ تیری حالت میں کسی قسم کی منقصت اور کسی واقعہ ہُوئی ہے۔ تو غار میں میرا مصاحب ہے۔ لیکن جبرئیلؑ نے آکر بیان کیا کہ خدا کا یہ فرمان ہے کہ اس کام کو کوئی ادا نہ کرے لیکن تو خود یا وہ شخص جو تجھ سے ہو۔

منقبت[۱۳۴]۔ صحیح ترمذی اور مشکوٰۃ میں ابن عباسؓ سے۔ اور مسند احمد بن حنبل صحیح نسائی اور ہدایۃ السعداء میں ابن عباس۔ زید بن ارقم اور براء بن عازب سے مروی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ اصحاب رسول میں سے چند اشخاص نے مسجد میں دروازے کھول لئے تھے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کہ علیؑ ابن ابی طالب کے دروازے کے سوا سب اپنے دروازے بند کرلیں۔ پس بعض اشخاص نے اس باب میں (اعتراضًا) باتیں کیں۔ جب یہ تذکرہ آنحضرتؐ کے گوش مبارک تک پہنچا۔ تو آپ نے اُٹھ کر حمد و ثنائے باری تعالیٰ بجالانے کے بعد فرمایا۔ **اما بعد** میں نے علیؑ کے دروازے کے سوا باقی سب کے دروازے بند کرنے کا حکم دیا۔ پس تم میں سے ایک شخص نے اس باب میں کچھ کہا ہے۔ خدا کی قسم! جب تک میں خدا کی طرف سے مامور نہیں ہُوا۔ نہ میں نے کچھ بند کیا۔ اور نہ کھولا۔ **بیت**

کشائش از در دیگر مجو بغیر علیؑ   کہ غیر باب علیؑ را بہ گل برآوردند

منقبت[۱۳۵]۔ **نیز** مسند احمد بن حنبل میں ابن عمر سے مروی ہے کہ مرتضیٰ علیؑ کو تین فضیلتیں ایسی دی گئی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک فضیلت بھی مجھ کو حاصل ہو۔ تو میں اس کو سُرخ بال والے اونٹوں سے زیادہ

عزیز سمجھوں۔ اوّل رسولؐ نے بتولؐ عذرا اس کو عنایت فرمائی۔ دوسرے رسولؐ نے اس کو مسجد میں جگہ دی کہ اس کو جو کچھ مسجد میں حلال ہے مجھ کو حلال نہیں۔ یعنی رسولؐ نے اس کو حالتِ جنابت میں مسجد کے اندر جانے کی اجازت دی۔ تیسرے یہ کہ خیبر کے روز اپنا علم عطا فرمایا۔

مؤلف کتاب عرض کرتا ہے کہ روایت مذکورہ صواعق محرقہ میں عمر بن الخطاب سے بھی منقول ہے۔

منقبت ۱۳۶۔ روضۃ الاحباب۔ روضۃ الصفا۔ حبیب السیر اور معارج النبوۃ میں مرقوم ہے۔ کہ اہل سیر رحمہم اللہ نے روایت کی ہے کہ ہجرت کے دسویں سال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجران کے نصاریٰ سے مصالحت فرمائی۔ **منقول** کہ جب آنحضرتؐ نے ایک خط بھیج کر ان کو اسلام کی طرف تبلیغ فرمائی۔ تو انہوں نے اپنی قوم کے رؤسا میں سے چودہ آدمی انتخاب کر کے مدینہ کی طرف روانہ کئے۔ کہ آنحضرتؐ کا حال تحقیق کر کے ہم کو خبر دیں۔ اس وفد کا سرگروہ ایک شخص بنی کندہ سے تھا۔ جس کا نام عبدالمسیح اور لقب عاقب تھا۔ دوسرے شخص کا نام ایہم اور لقب سیّد تھا۔ اور عاقب اہل نجران کا امیر اور صاحب رائے شخص تھا۔ اور سید ان کے درمیان قبیلہ والا آدمی تھا۔ اور ایک شخص بنی ربیعہ سے ابوالحارث بن علقمہ تھا۔ جو اس گروہ میں دانشمند اور اعلیٰ مدرس تھا باقی اپنی قوم کے مشاہیر اور اعلیٰ روسا میں سے تھے۔ اور اس ابوالحارث کا ایک بھائی کرز بن علقمہ تھا۔ وہ بھی ان چودہ اشخاص میں شامل تھے۔ رستے میں ابوالحارث کا خچر ٹھوکر کھا کر سر کے بل گر پڑا۔ اس کے بھائی کرز نے کہا سر کے بل گرے وہ شخص جو ہمارے دین سے بہت دور ہے۔ یعنی (معاذاللہ) آنحضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ابوالحارث نے کہا۔ بلکہ تو سر کے بل گرے۔ کرز بولا۔ اے بھائی! تو یہ کیوں کہتا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ خدا کی قسم! محمدؐ درحقیقت خاتم الانبیا ہے۔ اور ہم اُن کی تشریف آوری کے منتظر تھے۔ کرز نے کہا جبکہ واقعی امر اس طرح پر ہے۔ تو اس کا دین کس لئے قبول نہیں کرتا۔ وہ بولا کہ محمدؐ سے موافقت کرنے میں قوم سے مخالفت لازم آتی ہے۔ اگر ہم سے ایسا ظہور میں آئے۔ تو نصاریٰ کے نزدیک ہمارا اعتبار جاتا رہے۔ اور جو نفیس نفیس مال اور بیش بہا قیمتی اسباب ہمارے حوالے کر رکھے ہیں سب ہم سے واپس لے لیں۔ یہ سن کر کرز کے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہوئی۔ اور اپنا اونٹ تیزی سے ہنکانا شروع کیا۔ آنحضرت سے مصافحہ کیا۔ تو آپ کی رسالت پر ایمان لایا۔ اور کلمہ پڑھا۔

منقول ہے کہ جب وہ مدینہ منورہ میں پہنچے۔ تو سفر کے کپڑے اتار ڈالے۔ اور ریشمی لباس پہن اور سنہری انگوٹھیاں ہاتھوں میں ڈال کر مسجد مقدس میں حاضر ہوئے۔ اور حضرتؐ کو سلام کیا۔ سرورِ کائنات نے ان کے سلام کا جواب نہ دیا۔ اور اُن کی طرف سے مُنہ پھیر لیا۔ اور ذرا بھی متوجہ نہ ہوئے۔ ہرچند باتیں کیں مگر کچھ بھی جواب نہ ملا۔ آخر کار مسجد سے باہر نکلے۔ اور عثمان بن عفان اور عبدالرحمٰن بن عوف کو جوان کے پہلے سے واقف کار

اور تنہا سا بیٹھے تلاش کر کے کہا۔ تمہارے پیغمبرؐ نے خط لکھ کر ہم کو اسلام کی طرف دعوت دی تھی۔ جب ہم نے آ کر سلام و آداب عرض کیا۔ تو کچھ بھی جواب نہ ملا۔ اور ہر چند ہم نے بات کرنی چاہی۔ مگر اُدھر سے سکوت و خاموشی کے سوا اور کچھ نہ دیکھا۔ اب کہئے۔ کیا صلاح ہے۔ واپس چلے جائیں یا توقف کریں؟ عثمانؓ اور عبدالرحمٰنؓ نے ہر چند غور کیا۔ مگر اس قوم کو کچھ جواب نہ دے سکے۔ امیرالمومنین علیؑ بھی اس جگہ تشریف رکھتے تھے۔ عثمانؓ اور عبدالرحمٰنؓ نے عرض کی۔ یا ابا الحسنؑ اس باب میں آپ کی کیا رائے ہے۔ فرمایا۔ میری رائے یہ ہے کہ ریشمی کپڑے اور سنہری انگوٹھیاں اُتار دو۔ اور معمولی اور سادے لباس پہن کر حضور میں حاضر ہو۔ انہوں نے امیرالمومنینؑ کے ارشاد کی تعمیل کر کے آنحضرتؐ کو سلام کیا۔ آنحضرتؐ نے ان کے سلام کا جواب دے کر فرمایا۔ مجھ کو اس ذات کی قسم ہے جس نے مجھ کو حق اور راستی کے ساتھ پیغمبری پر مبعوث کیا ہے۔ جب یہ لوگ پہلی دفعہ میرے پاس آئے تو شیطان اُن کے ساتھ تھا۔ اسی سبب سے میں نے اُن کے سلام کا جواب نہ دیا۔ اور کلام کرنے کے لئے زبان نہ کھولی۔ یہ ارشاد فرما کر ان کو اسلام کی طرف دعوت فرمائی۔ انہوں نے انکار کیا۔ اور براہِ انکار و عناد عیسٰیؑ کے باب میں سوال کیا۔ آنحضرتؐ نے جواب دیا۔ کہ وہ خدا کا بندہ اور اس کا رسول تھا۔ اس گروہ کے اُسقف نے پوچھا۔ آپ کو معلوم ہے کہ عیسٰیؑ کا کوئی باپ تھا؟ حضرتؐ نے فرمایا۔ نہیں۔ وہ بولا۔ پھر کیوں کر وہ بندۂ مخلوق ہوا۔ فرمایا۔ آج اس سوال کا جواب نہیں دیتا توقف کرو۔ تاکہ اپنے سوال کا جواب سنو۔ دوسرے روز حق تعالیٰ نے یہ آیۂ کریمہ بھیجا۔ اِنَّ مَثَلَ عِيسٰى عِندَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُن فَيَكُونُ اَلْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَلَا تَكُن مِّنَ الْمُمْتَرِينَ فَمَنْ حَآجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنفُسَنَا وَاَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ (آل عمران) عیسٰیؑ کی مثال خدا کے نزدیک آدمؑ کی مثال ہے کہ اس نے اس کو مٹی سے پیدا کیا۔ پھر اس سے کہا کہ ہو جا۔ پس وہ ہو گیا۔ یہ حق تیرے رب کی طرف ہے پس تو شک کرنے والوں میں سے نہ ہو۔ پس جو کوئی اس کے باب میں تیرے پاس علم آنے کے بعد تجھ سے جھگڑا کرے۔ پس تو ان سے کہہ دے کہ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں۔ تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ۔ اور ہم اپنی عورتوں کو بلائیں تم اپنی عورتوں کو بلاؤ۔ اور ہم اپنے نفسوں کو بلائیں تم اپنے نفسوں کو بلاؤ۔ پھر ہم آپس میں مباہلہ کریں۔ پس ہم جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں) آنحضرتؐ نے ان لوگوں کو بلا کر یہ آیات سنائیں۔ انہوں نے اس آیت کے مضمون کا اقرار نہ کیا۔ اور اپنے عقیدے پر اصرار کرتے رہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اگر تم یقین نہیں کرتے۔ تو آؤ ہم آپس میں مباہلہ کریں یعنی ایک دُوسرے کے حق میں دعا کریں اور کہیں کہ جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہو۔ نصارٰی نے کہا کہ ہم کو مہلت دیجئے کہ اس بارے میں غور کر کے کل کو مباہلہ کریں گے۔ وہاں جا کر اپنے سردار عاقب سے کہا کہ اس باب میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا کہ اے گروہ نصارٰی! خدا کی قسم۔ تم

سچ جانو کہ محمدؐ خدا کا بھیجا ہوا ہے اور عیسیٰؑ کے باب میں روشن اور ظاہر دلیل لایا ہے۔ اور تم اس سے مباہلہ کرتے ہو۔ خدا کی قسم۔ جس قوم نے کسی پیغمبرؐ سے مباہلہ کیا۔ وہ کبھی زندہ نہیں رہی۔ بہتر یہ ہے کہ تم اس سے مصالحہ کر کے جزیہ دینا قبول کر لو۔ اور اپنے ملک کو واپس چلے جاؤ۔

دوسرے روز صبح کو جب صباغان قدرت نے آفتاب کے زر خالص کو فلک بوقلموں کی سیماب گوں کٹھالی میں ڈالا۔ اور مذہبانِ حکمت نے اس صفحۂ لاجوردی پیکر زبرجدی منظر پر خورشید انور کے ذہب احمر سے قرص آفتاب کے چہرۂ منوّر کا مدوّر شمسہ اوپر کو ابھارا۔ تو آنحضرتؐ نے حجرہ مبارک سے نکل کر امام حسنؑ کا ہاتھ ایک ہاتھ میں پکڑا اور امام حسینؑ کو گود میں لیا۔ اور سیدۃ النسا فاطمہ زہراؑ اور سلطان الاولیا علی مرتضیٰؑ زہرہ اور چاند کی طرح اس آفتابِ فلکِ رسالت کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے۔ اور آنحضرتؐ اپنی اولاد امجاد سے فرماتے تھے۔ جب میں دعا کروں تو تم آمین کہنا۔ نصاریٰ نے جب یہ پانچ تن دیکھے۔ اور ان کی دعا اور آمین کا تذکرہ سُنا۔ تو نہایت خوفزدہ ہوئے ابو الحارث نے جو ان میں بڑا دانشمند اور عالم تھا۔ کہا اے دوستو! میں وہ چند صورتیں دیکھ رہا ہوں اگر خدا تعالیٰ سے دعا کریں۔ تو پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے۔ خبردار! ان سے مباہلہ نہ کیجیو۔ ورنہ ایک نصرانی بھی روئے زمین پر باقی نہ رہے گا۔ یہ سُن کر وہ حضرتؐ کی خدمت میں آ کر یوں ملتجی ہوئے اے ابوالقاسم! ہم آپ سے مباہلہ نہیں کرتے۔ فرمایا مسلمان ہو جاؤ۔ عرض کی۔ یہ کام بھی ہم سے نہیں ہو سکتا۔ فرمایا۔ تو پھر لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ بولے۔ ہم کو عرب سے لڑنے اور مقابلہ کرنے کی تاب و طاقت نہیں ہے۔ لیکن ہم اس طرز پر آپ سے مصالحہ کرتے ہیں کہ ہر سال دو ہزار حلّے ہزار ماہ صفر میں اور ہزار ماہ رجب میں دیا کریں گے۔ اور ہر حُلّہ چالیس درہم قیمت کا ہوگا۔ اور آپ کا ایلچی جو ہمارے علاقے سے گذرے گا۔ اس کی مہمانداری کریں گے۔ مگر شرط یہ ہے کہ ہم کو اپنے ہی مذہب پر رہنے دیجئے۔ اور ہم سے لڑائی نہ کیجئے۔ اور ایک روایت کے موافق انہوں نے یہ شرط کی۔ کہ تیس گھوڑے۔ تیس اونٹ۔ تیس زرہیں اور تیس نیزے دیا کریں گے۔ بعد ازاں اس باب میں صلحنامہ لکھا گیا۔ اور چند اصحاب رضی اللہ عنہم کی گواہی اس پر ثبت کر کے اُن کے حوالے کر دیا گیا۔

مؤلف عرض کرتا ہے کہ اگرچہ باب آیات میں آیۂ مباہلہ لکھا جا چکا ہے لیکن چونکہ کتب مذکورہ میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔ اس لئے اس کا یہاں پر دوبارہ ذکر کیا گیا۔

منقبت ۱۵۱۔ وسیلۃ المتعبدین۔ مناقب خوارزمی میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز سفر حجۃ الوداع میں آنحضرتؐ جنگل کی طرف تشریف لے گئے۔ میں بھی خدمت میں حاضر تھا۔ میں نے دیکھا کہ سرور کائنات نے ایک سرد آہ بھری۔ میں نے عرض کی۔ اے محبوب رب العالمین آپ سرد آہ کیوں بھرتے ہیں۔ فرمایا۔ اے ابن مسعود! مجھ کو میری موت کی خبر دی گئی ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ میری اکثر امت گمراہی

اور ضلالت میں گرفتار رہے۔ میں نے عرض کی یا شفیع المذنبین کسی شخص کو اپنا خلیفہ کر دیجئے۔ فرمایا۔ کس کو خلیفہ کردوں؟ میں نے عرض کی کہ ابو بکر کو۔ آنحضرتؐ نے کچھ جواب نہ دیا۔ اور پھر ایک سرد آہ بھری۔ میں نے گذارش کی کہ عمرؓ کو خلیفہ مقرر فرمائیے۔ آنحضرتؐ نے پھر ایک سرد آہ بھری۔ پھر تیسری دفعہ میں نے عرض کیا۔ یا سیّد المرسلینؐ علیؑ مرتضیٰ کو اپنا خلیفہ کر دیجئے۔ اس کے جواب میں نہایت دردمند ہو کر فرمایا۔ افسوس تم ہرگز یہ کام نہ کرو گے اور جب میں اس کو اپنا قائم مقام کروں گا۔ میں جانتا ہوں کہ تم قبول نہ کرو گے۔ خدا کی قسم! اگر تم یہ کام کرتے۔ میں تم کو ضرور بہشت میں داخل کرتا۔

منقبت [۱۳۸]۔ نیز کتاب وسیلۃ المتعبدین اور مناقب خطیب خوارزمی میں ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آیا۔ تو ارشاد فرمایا۔ اُدْعُوا اِلیٰ حَبِیْبِیْ یعنی میرے حبیب کو میرے پاس بُلاؤ۔ میں نے ابو بکرؓ کو بلایا۔ رسولؐ نے سر مبارک اٹھا کر پھیری اور ابو بکر دونوں کی طرف دیکھا۔ اور سر تکیہ پہ رکھ کر فرمایا۔ اُدْعُوا اِلیٰ حَبِیْبِیْ میں نے عمرؓ کو بلایا حضرتؐ نے اُس کی طرف نظر کی۔ اور سر تکیے پر ٹیک کر فرمایا۔ اُدْعُوا اِلیٰ حَبِیْبِیْ۔ میں نے کہا! وائے ہو۔ تم پر اے لوگو! تم علیؑ بن ابی طالب کو بُلاؤ۔ کہ رسولؐ اس کے سوا اور کسی کو نہیں چاہتے۔ جب علیؑ مرتضیٰ آئے۔ ان کو اپنے سینے سے لگا کر اپنے پیراہن میں لے لیا۔ کہ دونوں بھائیوں نے ایک گریبان سے سر نکالا۔ اور برابر اسی طرح علیؑ مرتضیٰ سے ہم آغوش رہے۔ یہاں تک کہ رُوح پاکؐ نے جنت کی طرف پرواز کی۔

منقبت [۱۳۹]۔ صحیح ترمذی، مشکوٰۃ اور مصابیح میں جمیع بن عمیر سے روایت ہے کہ ایک روز میں اپنی پھوپھی کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر گیا۔ اور پوچھا۔ یا اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ مَنْ کَانَ اَحَبَّ النَّاسِ اِلیٰ رَسُوْلِ اللّٰہِ یعنی رسول اللہؐ سب سے زیادہ کسے دوست رکھتے تھے۔ عائشہؓ نے فرمایا۔ فاطمہؑ فَقُلْتُ اِنَّمَا اَسْئَلُکَ عَنِ الرِّجَالِ یعنی میں نے کہا۔ میں مردوں کی بابت پوچھتا ہوں۔ عائشہؓ نے فرمایا۔ اس کا شوہر۔

مؤلف عرض کرتا ہے۔ زمخشری نے کتاب ربیع الابرار میں نقل کیا ہے کہ ام المومنینؓ نے سوال وجواب مذکورہ بالا کے بعد فرمایا کہ وہ (یعنی شوہر فاطمہؑ) سب مردوں سے بڑھ کر کیونکر دوست نہ ہو کہ ہمیشہ روزہ دار اور شب بیدار رہتے۔ خدا کی قسم میں نے دیکھا ہے کہ وفات کے وقت سرورِ کائنات کا لعاب دہن مرتضیٰ علیؑ کے ہاتھ میں جاری ہوتا تھا۔ اور وہ اس کو پیتے تھے۔ **راوی** بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ جب یہ حال تھا۔ تو تم نے اس سے جنگ کیوں کی؟ اُم المومنینؓ اپنے سر پہ ایک چادر ڈال کر بہت روئیں اور کہا مجھ پر ایسا ہی مقدر ہو چکا تھا۔

منقبت [۱۴۰]۔ روضۃ الشہدا میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب نے سوال کیا۔ یا شفیع المذنبین وخیر النبیین وہ کون سے کلمات تھے جو آدم علیہ السّلام نے

اپنی زبان پر جاری کئے۔ اور اُن کی برکت سے حق تعالیٰ نے اُن کی توبہ قبول کرلی۔ فرمایا۔ سَأَلَ اٰدَمُ عَنْ رَبِّہٖ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّعَلِیٍّ وَّفَاطِمَۃَ وَحَسَنٍ وَّحُسَیْنٍ اَنْ تُبْتَ عَلَیَّ۔ یعنی آدمؑ نے حق تعالیٰ سے سوال کیا کہ اے میرے پروردگار محمدؐ وعلیؑ وفاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ یعنی ان پنجتن کا واسطہ میری توبہ کو قبول فرما اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کی توبہ قبول فرمائی۔

رباعی

یارب بہ محمدؐ و علیؑ و زہرا ۔۔۔ یارب بہ حسینؑ و حسنؑ وآلِ عبا
کز لطف برآر حاجتم در دو سرا ۔۔۔ بے منتِ خلق یا علیؑ الاعلیٰ

منقبت ۱۴۱ ۔ مودات میں جمیع بن عمیر سے مروی ہے کہ میں نے ام المومنینؑ عائشہؓ سے پوچھا کہ امیرالمومنین علیؑ کی منزلت سیّد المرسلینؐ کے نزدیک کس درجے پر تھی؟ فرمایا۔ اَکْرَمُ رِجَالِنَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ یعنی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک تمام مَردوں سے زیادہ اکرم و معظم تھے۔

منقبت ۱۴۲ ۔ نیز مودات میں ابوسالم سے مروی ہے کہ میں نے جابر انصاری رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ کہ تم کو رسولؐ خدا سے جو علیؑ مرتضیٰ کے فضائل معلوم ہوئے ہیں۔ مجھ سے بیان کرو۔ جابرؓ نے کہا کہ امیرالمومنینؑ جناب خیر النبیینؐ کے بعد نصوص قرآنی اور احادیث حبیب سبحانی کے موافق خیر البشر ہیں۔ پس میں نے کہا کہ تم ان لوگوں کے حق میں کیا کہتے ہو۔ جو اس بزرگوار کی بغض وعداوت دل میں رکھتے تھے۔ جابرؓ نے جواب دیا۔ کہ وہ بیشک کافر ہو گئے۔ اور علیؑ کو دشمن نہیں رکھتا مگر کافر۔

منقبت ۱۴۳ ۔ نیز مودات میں ہاشم بن بریر سے منقول ہے۔ وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ میں نے قرآن کی ستّر سورتوں کو تو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مستند کیا اور باقی کو بہترین اُمت سے۔ میں نے کہا۔ وہ بہترین امت کون ہے؟ جواب دیا۔ علیؑ بن ابی طالب۔

منقبت ۱۴۴ ۔ مودات۔ مناقب خطیب اور بحر المناقب میں علقمہ بن قیس اور اسود بن برید سے نقل کیا گیا ہے کہ جن دنوں حضرت امیرالمومنینؑ معاویہ سے جنگ کرنے جا رہے تھے ہم نے ابوایوب انصاری سے کہا کہ اے ابوتراب حالانکہ تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کا شرف پا چکا ہے۔ پھر باوجود اس کے کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے قائلین پر تلوار اٹھاتا ہے۔ اس نے جواب دیا اے علقمہ اور اسود! ایک روز میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ اور انس بن مالک کھڑا تھا کہ گھر کا دروازہ ہلا۔ رسولؐ نے انس سے فرمایا۔ دیکھو۔ دروازے کے پیچھے کون ہے؟ اس نے کہا۔ عمارؓ ہے۔ فرمایا۔ بلاؤ۔ جب وہ اندر آیا۔ تو فرمایا۔ اے عمارؓ! عنقریب میری امت میں فساد اور قبائح ظاہر ہوں۔ چنانچہ ایک دُوسرے پر تلوار کھینچیں گے۔ اور بعض تو ان میں سے بہشت میں جائیں گے۔ اور بعض دوزخ میں۔ جب تم یہ واقعہ معائنہ

کرو۔ لازم ہے کہ علیؑ کا ساتھ دو۔ اور اس کی رفاقت اختیار کرو۔ اگرچہ تمام اہلِ عالم اس کی مخالفت کریں۔ اس لئے کی علیؑ سیدھی راہ سے برگشتہ اور منحرف نہیں کرتا۔ اور اس کی فرمانبردار میری فرمانبرداری ہے اور میری فرمانبرداری خدا کی فرمانبرداری ہے۔

منقبت ۱۴۵ ۔ نیز مودات میں رافع خادم سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے۔ کہ جو کوئی امیرالمومنین علیؑ کا حق نہ پہچانے۔ وہ تین حال سے خالی نہیں ہے (۱) یا تو منافق ہے (۲) یا ولدالزنا (۳) یا اس کی ماں نے حیض کی حالت میں اس کو حاملہ ہو کر اس کو جنا ہے۔

منقبت ۱۴۶ ۔ نیز مودات میں ابو وائل سے منقول ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر کو سنا کہ وہ پیغمبرؐ کے اصحابِ کبار کو اس ترتیب سے شمار کرتا تھا۔ ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ۔ اور امیرالمومنینؑ کو ان میں شمار نہ کیا۔ ایک شخص نے اس سے کہا۔ اے عبداللہ! آیا علیؑ مرتضیٰ اصحابِ کبار میں داخل نہیں ہے۔ جو تو اس بزرگوار کو شمار نہیں کرتا۔ اس نے جواب دیا کہ مرتضیٰ علیؑ اہلِ بیت پیغمبرؐ میں سے ہیں۔ اور رسولِ خدا کے ساتھ مرتبہ اور نسبت میں صحابہ میں سے کسی کا قیاس اس بزرگوار پر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ ۔ (طور) یعنی جو لوگ کہ ایمان لائے ہم نے ان کے ایمان لانے اور ہماری طرف گرویدہ اور راغب ہونے کی وجہ سے ان کی ذرّیات کو ان کے ہمراہ کیا۔ پس فاطمہ علیہا السلام رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہے اور مرتضیٰؑ بھی رسولؐ اور بتولؑ کے ہمراہ ہے۔

منقبت ۱۴۷ ۔ نیز مودات میں عبداللہ بن احمد حنبل سے منقول ہے۔ عبد کہتا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے سوال کیا کہ بہترین صحابہ کون کون ہیں۔ اس نے جواب دیا۔ کہ ابوبکرؓ۔ عمرؓ اور عثمانؓ اور خاموش ہو گیا۔ میں نے کہا۔ اے باپ تو نے مرتضیٰ علیؑ کا نام اپنی زبان پر جاری نہ کیا۔ اس نے جواب دیا کہ اے فرزند! مرتضیٰ علیؑ بحکم آیۂ مباہلہ نفس پیغمبرؐ ہیں اور بحکم آیۂ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اہلبیت رسولؐ میں سے ہیں۔ اور آیہ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ۔ اور حدیث مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ ۔ کے موافق مومنوں کے امیر اور مختار ہیں۔ صحابہ میں سے کوئی شخص ان کی برابری اور ہمسری نہیں کر سکتا۔

منقبت ۱۴۸ ۔ نیز مودات میں امام محمد باقر رضوان اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک روز مرض الموت کی حالت میں رسولؐ کا سرمبارک امیرالمومنین علیؑ کی آغوش متبرک میں تھا۔ اور مہاجر و انصار سیدالمرسلینؐ کے دولت سرا میں جمع تھے۔ اس وقت جناب امیر کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے بھائی! کیا تم میری وصیت قبول کرتے ہو۔ اور میرے وعدے بجالاؤ گے؟ امیر نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! ہاں۔ یہ کہہ کر رقت طاری ہوئی اور اس قدر روئے۔ کہ کثرت گریہ سے بیہوش ہو گئے۔ بعد ازاں رسولِ خدا نے بلالؓ سے فرمایا۔ اے بلال! میری تلوار۔ خود۔ زرہ۔

اور میرا گھوڑا اور ناقہ اور وہ پارچہ (کپڑا) جس کو فاقہ کے دنوں میں عبادتِ خدا کے وقت پیٹ پر باندھا کرتا تھا۔ لے آؤ۔ جب بلال نے حسب ارشاد سب چیزیں لا کر سامنے حاضر کر دیں۔ تو حضرتؐ نے اپنی انگوٹھی انگشت مبارک سے نکال کر فرمایا۔ اے بھائی! یہ میرا خاص اسباب سب تم سے تعلق رکھتا ہے۔ ان چیزوں کو لے جا کر اپنے گھر رکھ آؤ۔ تاکہ کسی شخص کو میرے بعد ان امور میں تم سے مضائقہ نہ ہو۔ امیر المومنینؑ نے ان متبرک چیزوں کو سر اور آنکھوں سے لگایا۔ اور مہاجر اور انصار کے روبرو اپنے گھر لے لئے۔

منقبت ۱۴۹ مسند احمد بن حنبل میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کے غلام نافع سے روایت ہے۔ وہ ناقل ہے کہ میں نے ایک روز ابن عمر سے پوچھا کہ سرورِ کائنات کے بعد خَیرُ النّاس (سب آدمیوں سے بہتر) کون ہے اس نے جواب دیا۔ وہ شخص ہے۔ جس پر حلال ہے۔ جو کچھ کہ پیغمبرؐ پر حلال ہے۔ اور اس پر حرام ہے جو کچھ کہ پیغمبرؐ پر حرام ہے۔ میں نے کہا۔ وہ کون ہے؟ وہ بولا کہ تو کہاں اور یہ سوال کہاں؟ بعد ازاں استغفار پڑھ کر کہا۔ وہ شخص علیؑ ابن ابی طالب ہے کہ پیغمبرؐ نے مسجد میں سے سب کے دروازے بند کر دیئے۔ مگر اس کے دروازے کو بند نہ کیا۔ اور فرمایا۔ یا علیؑ میرے اور تیرے سوا دوسرے شخص کو جائز نہیں ہے کہ حالتِ جنابت میں اس مسجد میں آئے۔ اور جو کچھ مجھ پر واجب ہے۔ وہی تم پر واجب ہے اور تم میرے وصی اور وارث ہو۔ اور تم میرے قرض کو ادا کرو گے۔ اور میرے وعدوں کو پورا کرو گے، اور میری سنّت پر شہید ہو گے۔

منقبت ۱۵۰۔ صواعق محرقہ میں مرقوم ہے کہ ایک روز علی مرتضیٰؑ اور ابوبکر رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرقد مقدّس کے طواف کو جا رہے تھے۔ امیر نے فرمایا۔ تقدم یَا اَبَا بَکرٍ۔ یعنی اے ابوبکرؓ آگے ہو۔ ابوبکرؓ نے کہا۔ مَا کُنتُ اُقَدِّمُ رَجُلاً سَمِعتُ رَسُولَ اللّٰہِ یَقُولُ فِیہِ عَلِیٌّ مِّنِّی وَاَنَا مِنہُ۔ یعنی میں اس مرد سے کیوں کر آگے ہو جاؤں۔ جس کی شان میں رسولِ خداؐ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے۔ کہ علیؑ مجھ سے ہے۔ اور میں علیؑ سے ہوں۔

منقبت ۱۵۱۔ نیز صواعق محرقہ میں شعبی سے مروی ہے کہ ایک روز ابوبکرؓ اپنی خلافت کے زمانے میں ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے تھے۔ کہ علیؑ مرتضیٰ تشریف لائے۔ ابوبکرؓ نے آپ کا استقبال کیا۔ اور یہ کہا مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنظُرَ اِلیٰ اَعظَمِ النَّاسِ مَنزِلَۃً وَّاَقرَبِہٖ قَرَابَۃً وَّاَفضَلِہٖ حَالَۃً عَنَّا بِرَسُولِ اللّٰہِ فَلْیَنظُرْ اِلیٰ ھٰذَا الطَّالِعِ یعنی جو کوئی ایسے شخص کو دیکھنا چاہے۔ جو مرتبہ میں سب آدمیوں سے بڑھ کر ہے اور ان کی نسبت رسولِ خداؐ سے زیادہ تر قریب اور بلحاظ حالت کے ہم سب سے افضل ہو۔ اس کو چاہیئے کہ وہ اس آنے والے یعنی علیؑ مرتضیٰ کی طرف نظر کرے۔

منقبت ۱۵۲ ۔ نیز صواعق محرقہ اور مستدرک حاکم میں ابن مسعود سے منقول ہے کہ عمر بن خطاب فرماتے تھے نَتَعَوَّذُ بِاللّٰہِ مِنْ مُعْضَلَۃٍ لَیْسَ لَھَا اَبُوْحَسَنٍ یعنی ہم پناہ مانگتے ہیں اس مشکل قصئے سے جس کے حل کرنے کے واسطے ابوالحسنؑ موجود نہ ہوں۔ نیز سعدؓ سے مروی ہے۔ وہ بیان کرتا ہے کہ لَمْ یَکُنْ اَحَدٌ مِنَ الصَّحَابَۃِ یَقُوْلُ سَلُوْنِیْ عَمَّا دُوْنَ الْعَرْشِ اِلَّا عَلِیٌّ یعنی صحابہ میں علیؑ کے سوا اور کوئی ایسا نہ تھا۔ جو یہ کہے کہ تم مجھ سے عرش کے سوا جو چاہو۔ سوال کرو۔ اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔ کہ وہ فرماتی تھیں۔ اِنَّہٗ اَعْلَمُ مَنْ بَقِیَ بِالسُّنَّۃِ یعنی مرتضیٰ علیؑ آنحضرتؐ کے بعد باقیماندہ لوگوں میں سنت رسولؐ کے سب سے بڑھ کر عالم ہیں۔ اور عبداللہ بن عباسؓ کا قول ہے۔ کَانَ لِعَلِیٍّ مَاشِئْتُ مِنْ ضِرْسٍ قَاطِعٍ فِی الْعِلْمِ وَکَانَ لَہُ الْقِدَمُ فِی الْاِسْلَامِ وَالصِّہْرِ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَالْفِقْہُ فِی السُّنَّۃِ وَالنَّجْدَۃُ فِی الْحَرْبِ وَالْجُوْدُ فِی الْمَالِ۔ یعنی علم میں کاٹنے والے دانت جس کی میں خواہش کرتا تھا علیؑ کو حاصل تھے یعنی ہر مشکل سے مشکل مسئلے کا جواب دے دیتے تھے۔ اور اس جناب کو اسلام میں سبقت حاصل تھی۔ اور آپ کے خسر رسولؐ خدا تھے۔ اور سنت رسولؐ میں علم و دانائی۔ اور لڑائی میں دلیری اور دلاوری اور مال میں بخشش اور سخاوت آپ کو حاصل تھی

اور اوسط طبرانی اور صواعق محرقہ میں ابن عباسؓ ہی سے منقول ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں۔ کَانَتْ لِعَلِیٍّ ثَمَانِیْ عَشَرَ مَنْقَبَۃً مَاکَانَتْ لِاَحَدٍ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ یعنی علیؑ مرتضیٰ میں اٹھارہ صفات ایسی تھیں۔ کہ اُمت میں سے کسی شخص میں وہ صفات نہ تھیں اور نہ ہیں۔

منقبت ۱۵۳ ۔ بحر المعارف میں مرقوم ہے کہ ایک روز رسول رب العالمین نے جناب امیرالمومنینؑ کی طرف مُنہ کرکے گریہ فرمایا۔ امیرؑ نے پوچھا۔ یارسول الثقلین آپ کے رونے کا کیا باعث ہے؟ آنحضرتؐ نے اسی حالت گریہ میں فرمایا۔ اے بھائی! میرا رونا اُمت کے ان لوگوں کی گمراہی پر ہے۔ جن کے سینوں میں تمہارا بغض قائم ہوگیا ہے۔ اب تو اس کو ظاہر نہیں کرتے۔ مگر میرے انتقال کے بعد اس کا اظہار کریں گے۔ حالانکہ حق تعالیٰ نے ان پر لعنت کی ہے۔ اور اس حال سے جبرئیلؑ نے مجھ کو خبر دی ہے کہ یہ گمراہ لوگ تیرے حق میں ظلم کریں گے اور تجھ سے لڑائی کریں گے اور تجھ کو اور تیری اولاد کو ذلتیں پہنچائیں گے۔ اور تیری اولاد کا حال بدستور اسی طرح پر رہے گا۔ جب تک کہ تیری اولاد میں سے ایک شخص محمدؐ نام امت کا حاکم اور والی ہو۔ اس وقت میری امت اور باقی تمام مخلوقات تیری اولاد کی محبّت پر جمع ہوگی۔ اور ان کے دشمن مغلوب اور مقہور ہوجائیں گے۔ اور دوست خوشحال اور رشاد ہوں گے۔ اور اس زمانے میں شر متغیر ہوجائیں گے۔ اور آدمی کم ہوجائیں گے۔ اور فرح و سرور لوگوں کو حاصل ہوگا۔ بعد ازاں حضرتؐ نے خوشحال ہوکر فرمایا۔ اے مومنوں کی جماعت! تم بہت کوشش کرو۔ کہ علیؑ اور اس کی آل کی دشمنی تمہارے دل میں قرار نہ پکڑے۔ اور پھر دونوں ہاتھ اُٹھا کر یوں دُعا کی اے خدا علیؑ کی آل میری آل ہے

توان سے رجس اور پلیدی کو دور کر ۔ اور ان کو پاک کر۔ اور ان کا یار و مددگار ہو۔ اور ان کو ذلیل و خوار نہ کر۔ قیام قیامت تک اُن کی نسل کو قطع نہ کر۔ اور اپنے قرب سے ان کو معزز فرما۔ اور ان کے ساتھ حق کو دائر رکھ۔ جہاں کہیں کہ وہ ہوں بیت

قطعہ

سعدی گر عاشقی کنی و جوانی ! — عشقِ محمدؐ بس است و آلِ محمدؐ
سادات نورِ دیدہ و اشرافِ عالمند — از عزّتِ محمدؐ و از عزّتِ علیؑ
فردا طعامِ معدۂ دوزخ بود و لے — کامروز زار محبّت شان نیست ممتلی
گر خوردۂ از ایشان صادر شود دریغ — نتوان شکست قیمت جوہر بجاہلی
از بہر آنکہ سیّد کونین گفتہ است — الصَّالِحُوْنَ لِلّٰہِ وَالصَّالِحُوْنَ لِیْ

منقبت ۱۵۴ ۔ کتاب بشارۃ المصطفٰے میں اسناد طویل کے ساتھ آئمہ معصومین علیہم السلام سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش خوش امیرالمومنینؑ کے گھر میں تشریف لائے ۔ اور فرمایا۔ اے بھائی! مَیں تم کو بشارت دینے کے لئے آیا ہوں۔ اے بھائی! اس وقت جبرئیلؑ امین یہ پیغام ربّ العالمین لے کر میرے پاس آئے ۔ کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے محمدؐ علیؑ کو یہ بشارت دے کہ تیرے دوست مطیع و نافرمان سب بہشت میں داخل ہوں گے۔ امیرالمومنینؑ یہ مژدہ سُن کر نہایت خوش ہوئے اور شکر کا سجدہ بجا لائے ۔ اور بارگاہ خداوندی میں یوں عرض کی ۔ اے خداوند عالم تو گواہ رہنا کہ مَیں نے اپنی آدھی نیکیاں اپنے دوستوں اور محبوّں کو بخش دیں ۔ پھر جناب سیّدۃ النساء فاطمہ زہراؑ نے بارگاہ پروردگار میں یہ التماس کی کہ اے خدا تیرے دو جہاں مَیں نے بھی اپنی آدھی نیکیاں علیؑ کے محبوّں کو بخش دیں۔ بعد ازاں امامین یعنی حسنؑ اور حسینؑ نے بھی خدا کو گواہ کر کے کہا۔ کہ ہم نے بھی اپنی آدھی نیکیاں علیؑ کے محبوّں کو بخش دیں۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم لوگ مجھ سے زیادہ کریم اور سخی نہیں ہو۔ مَیں نے بھی اپنی آدھی نیکیاں علیؑ کے دوستوں کو بخش دیں۔ اس وقت جبرئیلؑ امین نے آ کر عرض کی کہ اے محمدؐ حق سُبحانہٗ آپ کو اور آپ کے اہلِ بیت کو سلام کہتا ہے ۔ اور فرماتا ہے۔ تم مجھ سے بڑھ کر کریم نہیں ہو۔ مَیں نے علیؑ کے دوستوں کے تمام گناہ بخش دیئے ۔ اور بہشت اور اس کی نعمتیں اور اپنا دیدار ان کے لئے مقسوم کیا ۔

منقبت ۱۵۵ ۔ ہدایۃ السعداء میں امام جعفر صادق رضوان اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک روز سرورِ انبیاء محمدؐ مصطفٰے مسجد مدینہ میں ایک جماعت صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ شاہ اولیا علیؑ مرتضٰی وہاں آئے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ جو شخص چاہے کہ آدمؑ کو اس کی صفوت کے ساتھ۔ اور نوحؑ کو اس کی برکت کے ساتھ۔ اور سلیمانؑ کو اس کی مملکت و سلطنت کے ساتھ۔ اور ابراہیمؑ کو اُس کی خُلّت کے ساتھ۔ اور ایوبؑ کو اس کے صبر کے ساتھ۔ اور یوسفؑ کو اس کے حُسن کے ساتھ اور داؤدؑ کو اُس کی خلافت کے ساتھ۔ اور موسٰیؑ کو اُس کی مناجات کے ساتھ۔ اور عیسٰیؑ کو اس کے زہد کے ساتھ۔ اور محمدؐ کو اس کی اطاعت کے ساتھ دیکھے اس کو چاہیئے کہ وہ میرے بھائی علیؑ کو دیکھ لے صحابہ میں سے ایک شخص نے عرض کی

یا رسول اللہ! کیا یہ تمام فضائلِ علیؑ میں جمع ہیں؟ سرورِ کائناتؐ نے فرمایا۔ ہاں بیشک! اور مَیں یہ بات اپنی طرف سے نہیں کہتا۔ بلکہ حق تعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں علیؑ کو بارہ پیغمبروں کے ساتھ برابر کیا ہے۔ چنانچہ حضرت آدمؑ کے لئے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ اصۡطَفٰۤی اٰدَمَ (اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو برگزیدہ کیا۔) اور علیؑ کے باب میں فرمایا۔ ثُمَّ اَوۡرَثۡنَا الۡکِتٰبَ الَّذِیۡنَ اصۡطَفَیۡنَا مِنۡ عِبَادِنَا۔ (پھر ہم نے کتاب کا وارث ان لوگوں کو بنایا۔ جن کو ہم نے اپنے بندوں سے برگزیدہ کیا ہے) اور نوحؑ کے لئے ارشاد فرمایا۔ اِنَّہٗ کَانَ عَبۡدًا شَکُوۡرًا۔ (وہ شکر گذار بندہ تھا) اور علیؑ کے بارے میں فرمایا۔ اِنَّا ھَدَیۡنٰہُ السَّبِیۡلَ اِمَّا شَاکِرًا وَّ اِمَّا کَفُوۡرًا۔ (اور ہم نے اس کو راہ خدا کی طرف ہدایت کی۔ یا شکر گذار ہو جائے۔ یا کفرانِ نعمت اختیار کرے۔ اور سلیمانؑ کے لئے فرمایا۔ وَ اٰتَیۡنٰہُ مُلۡکًا عَظِیۡمًا۔ (اور ہم نے اس کو ملک عظیم دیا) اور علیؑ کے باب میں ارشاد فرمایا۔ اِذَا رَاَیۡتَ ثَمَّ رَاَیۡتَ نَعِیۡمًا وَّ مُلۡکًا کَبِیۡرًا (جب تو دیکھے گا۔ تو وہاں نعمت ابدی اور ملک کبیر دیکھے گا) اور ابراہیمؑ کے واسطے فرمایا۔ وَ اِبۡرٰھِیۡمَ الَّذِیۡ وَفّٰی۔ (وہ ابراہیمؑ جس نے وعدہ کو وفا کیا) اور علیؑ کے لئے ارشاد کیا۔ یُوۡفُوۡنَ بِالنَّذۡرِ وَ یَخَافُوۡنَ یَوۡمًا کَانَ شَرُّہٗ مُسۡتَطِیۡرًا۔ (وہ نذر کو پورا کرتے ہیں اور اس دن سے خوف کرتے ہیں جس کی برائی ظاہر اور فاش ہے) اور اسمٰعیلؑ کے لئے فرمایا۔ فَلَمَّاۤ اَسۡلَمَا وَ تَلَّہٗ لِلۡجَبِیۡنِ (جب وہ دونوں رضامند ہوئے اور ابراہیمؑ نے اسمٰعیلؑ کو پیشانی کے بل لٹایا) اور علیؑ کے واسطے ارشاد فرمایا۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّشۡرِیۡ نَفۡسَہُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰہِ۔ اور آدمیوں میں سے بعض وہ ہیں۔ جو اپنے نفس کو خدا کی خوشی حاصل کرنے کے لئے فروخت کرتے ہیں) اور ایوبؑ کے لئے فرمایا۔ اِنَّا وَجَدۡنٰہُ صَابِرًا نِعۡمَ الۡعَبۡدُ اِنَّہٗۤ اَوَّابٌ (ہم نے اس کو صابر پایا۔ اور وہ اچھا بندہ ہے۔ کیونکہ وہ ہماری طرف بہت رجوع کرنے والا ہے) اور علیؑ کے بارے میں فرمایا۔ وَجَزٰٮہُمۡ بِمَا صَبَرُوۡا جَنَّۃً وَّ حَرِیۡرًا (اور ان کو صبر کرنے کی وجہ سے جنّت اور حریر بدلے میں عطا فرمایا۔) اور موسیٰ کے لئے فرمایا۔ اِنَّہٗ کَانَ رَسُوۡلًا نَّبِیًّا۔ کیونکہ وہ رسول اور نبی تھا) اور علیؑ کے لئے ارشاد فرمایا۔ اِنَّ الۡاَبۡرَارَ یَشۡرَبُوۡنَ مِنۡ کَاۡسٍ کَانَ مِزَاجُہَا کَافُوۡرًا۔ (ابرار اور نیک بندے اس پیالے سے پئیں گے جس میں کافور ملا ہوا ہے) اور داؤدؑ کے لئے فرمایا۔ اِنَّا جَعَلۡنٰکَ خَلِیۡفَۃً فِی الۡاَرۡضِ (ہم نے تجھ کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے) اور علیؑ کے باب میں فرمایا۔ وَ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ۔ (اور خدا ضرور ان کو خلیفہ بنائے گا۔ جس طرح اُن سے پہلوں کو خلیفہ بنایا ہے) اور ادریسؑ کے لئے فرمایا۔ وَ رَفَعۡنٰہُ مَکَانًا عَلِیًّا۔ (اور ہم نے اس کو مکان علی و بلند پر بلند کیا) اور علیؑ کے باب میں فرمایا۔ وَسُنۡدُسٌ خُضۡرٌ وَّ اِسۡتَبۡرَقٌ وَّ حُلُّوۡۤا اَسَاوِرَ مِنۡ فِضَّۃٍ وَ سَقٰہُمۡ رَبُّہُمۡ شَرَابًا طَہُوۡرًا (اور سندس سبز اور استبرق کے لباس ملیں گے اور چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ اور انکا پروردگار ان کو شراب طہور سے سیراب کریگا) اور عیسیٰؑ کے لئے فرمایا۔ اَوۡصٰنِیۡ بِالصَّلٰوۃِ وَ الزَّکٰوۃِ۔ (خدا نے مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کی وصیت فرمائی ہے) اور علیؑ کے باب میں ارشاد فرمایا ہے،

وَالَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ۔ (وہ لوگ جو نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ درآنحالیکہ وہ رکوع میں ہوتے ہیں) اور محمدؐ کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ۔ (ہم نے تجھ کو کوثر عطا فرمایا ہے۔ پس تو اللہ کے واسطے نماز پڑھ۔ اور قربانی کر) اور علیؑ کے باب میں فرمایا ہے۔ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِھَا عِبَادُ اللّٰہِ یُفَجِّرُوْنَھَا تَفْجِیْرًا (وہ چشمہ جس کا خدا کے بندے پانی پیتے ہیں۔ اور شگافتہ کرتے ہیں۔ جو شگافتہ کرنے کا حق ہے) نیز اس کے بیان میں فرماتا ہے، وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا۔ (اور خدا کی دوستی میں مسکین۔ یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں۔ **مولف** کے والد فرماتے ہیں۔ **نظم**

اے ز ازل بہر بزرگی گہر — کز تو ابد را علم کبریا
گر دو جہاں خاک شود بر درت — نیست عجب مرد خرد مند را
زانکہ خداوند جہاں آنچناں — داد ترا عزّت بے منتہا!
عزّت ذاتِ تو اگر کلکِ فکر — نقش نگارد مثلاً بر سما !
مہ شود آں نقش بانوار مہر — کائنہ گردد بجہاں از ضیا
چرخ چو پیش نظرت آورد — زیں ہمہ تمکیں کہ بود مر ترا
ہم تو شوی شیفتۂ اش گاہِ دید — ہم تو تنظیم نخیزی زجا

مولوی معنوی ارشاد فرماتے ہیں:-

اے سرورِ مرداں علیؑ مستاں سلامت میکنند — اے صفدرِ میدان علیؑ مستاں سلامت میکنند
اے شحنۂ دشتِ نجف از تو نجف دیدہ شرف — تو دُرّی و کعبہ صدف مستاں سلامت میکنند
اے دلبر و دلدار تو اے مونس غم خوار تو — اے محرم اسرار تو مستاں سلامت میکنند
اے طالب و مطلوب ما اے مقصد و مقصودِ ما — اے عابد و معبود ما مستاں سلامت میکنند
اے قُلْ تَعَالَوْا تاج تو دوشِ نبیؐ معراج تو — تاج شہاں تاراجِ تو مستاں سلامت میکنند
اے نورِ پاک مصطفےٰ با مصطفےٰ در یک عبا — اے مجتبےٰؑ اے مرتضےٰؑ مستاں سلامت میکنند
اے میر و شاہِ محتشم در دین و دنیا محترم! — بحر سخا کانِ کرم مستاں سلامت میکنند
اے زہمہ عصیاں بری مرداں عالم را سری — علمِ محمدؐ را دری مستاں سلامت میکنند
اندر سما نامت علیؑ واندر زمیں نامت ولیؑ — در علمِ دیں تو کاملی مستاں سلامت میکنند
مستاں سلامت میکنند جاں را غلامت میکنند — مستی زجامت میکنند مستاں سلامت میکنند

اے بادِ صبح شکبو سوئے نجف آور تو رُو | باں امامِ دیں بگو مستاں سلامت میکنند
آں نورِ اخضر را بگو آں روئے احمر را بگو | آں حیِّ حیدر را بگو مستاں سلامت میکنند
مفتاحِ ولہا را بگو مصباحِ جانہا را بگو | آں حوض وسقّا را بگو مستاں سلامت میکنند
باتین وبا زیتون بگو یا قل کفیٰ با نون بگو | با تُو تُوے مکنوں بگو مستاں سلامت میکنند
آں شیرِ یزداں را بگو آں مردِ میداں را بگو | آں شاہ مرداں را بگو مستاں سلامت میکنند
آں شمع ایماں را بگو آں بحرِ عُماں را بگو | آں جمع قرآں را بگو مستاں سلامت میکنند
آں آیت اللہ را بگو آں قدرت اللہ را بگو | آں حجۃ اللہ را بگو مستاں سلامت میکنند
معشوق وعاشق را بگو آں شاہِ صادق را بگو | قرآنِ ناطق را بگو مستاں سلامت میکنند
باخواجۂ قنبر بگو با صاحب منبر بگو | باساقیِ کوثر بگو مستاں سلامت میکنند
باقاتلِ کفار گو باآں دِل دلدار گو | باحیدرِ کرار گو مستاں سلامت میکنند
باعارفِ تقدیر گو باآیت تطہیر گو | باشبّر و شبیرؑ گو مستاں سلامت میکنند
بازین دین عابدؑ بگو با نورِ دین باقرؑ بگو | باجعفرِؑ صادق بگو مستاں سلامت میکنند
باموسیٰؑ کاظم بگو باطوسیؑ عالم بگو | باصائم دائم بگو مستاں سلامت میکنند
باتقیؑ گو د نقیؑ باسیّد آں متقی! | کائے شاہ تو نُورِ حق مستاں سلامت میکنند
با میرِ دیں ہادی بگو باعسکری مہدی بگو | با والی عہدی بگو مستاں سلامت میکنند

نظم مؤلف

اے شاہِ دیں پرور علیؑ مستاں سلامت میکنند | اے ساقی کوثر علیؑ مستاں سلامت میکنند
اے سرفرازِ اولیاء بدر الدجی درد دوسرا | اے جانشینِ مصطفیٰ مستاں سلامت میکنند
شاہنشہ پیر وجواں دارندۂ کون ومکاں | اے جان جانانِ جہاں مستاں سلامت میکنند
تکویں زتو تمکین زتو آئین تلقین ہم زتو | اعلائے علیین زتو مستاں سلامت میکنند
ہاں اے نسیم مشکبو سوئے نجف آور تو رُو | باساقی کوثر بگو مستاں سلامت میکنند
باقُدوۂ اصحاب گو با زُبدۂ احباب گو | باقبلۂ اقطاب گو مستاں سلامت میکنند
باسرورِ ابرار گو بار ہبر احرار گو | باحیدرِ کرّار گو مستاں سلامت میکنند
باقاتلِ کفّار گو با ہازمِ اشرار گو | یاسیّد مختار گو مستاں سلامت میکنند
بامبدءِ اسرار گو با مبدعِ آثار گو | بازُبدہ اطہار گو مستاں سلامت میکنند

با خازنِ جنّت بگو با مخزنِ حکمت بگو	با معدنِ ہمّت بگو مستاں سلامت میکنند
با رایتِ عزّت بگو با آیتِ رحمت بگو	با ماحیِ زحمت بگو مستاں سلامت میکنند
با حاکمِ عادل بگو با واصلِ کامل بگو	با عالمِ عامل بگو مستاں سلامت میکنند
با قابل ومقبول گو با قاتل ومقتول گو	با عاقل ومعقول گو مستاں سلامت میکنند
با واصل وموصول گو با حاصل ومحصول گو	با ناقل ومنقول گو مستاں سلامت میکنند
با عارف ومعروف گو با واصف وموصوف گو	با کاشف ومکشوف گو مستاں سلامت میکنند
با حامد ومحمود گو با قاصد و مقصود گو	با عابد ومعبود گو مستاں سلامت میکنند
با ناطق و منطوق گو باسابق و مسبوق گو	با عاشق ومعشوق گو مستاں سلامت میکنند
با ناطق صادق بگو با عاشق شائق بگو	با حاذق فائق بگو مستاں سلامت میکنند
با آیتِ بخشے بگو با رازِ اَوْ ادنےٰ بگو	با رایتِ اعلیٰ بگو مستاں سلامت میکنند
با حیدر صفدر بگو با سرورِ رہبر بگو	با مظہر منظہر بگو مستاں سلامت میکنند
آں جانِ عالم را بگو جانانِ آدم را بگو	برہانِ خاتم را بگو مستاں سلامت میکنند
آں فتح ونصرت را بگو اقبال وشوکت را بگو	عشق ومحبّت را بگو مستاں سلامت میکنند
سلطان دینا را بگو جانانِ زیبا را بگو	بستانِ رعنا را بگو مستاں سلامت میکنند
شاہِ مکرّم را بگو ماہ معظم را بگو	راہ مسلم را بگو مستاں سلامت میکنند
ینبوعِ حیواں را بگو مطبوعِ خلقاں را بگو	مجموعِ قرآں را بگو مستاں سلامت میکنند
شاہِ ولایت را بگو راہ ہدایت را بگو!	گاہ حمایت را بگو مستاں سلامت میکنند
مقصودِ ایماں را بگو معبود وعرفاں را بگو	مسجودِ مستاں را بگو مستاں سلامت میکنند
باسردر خفی بگو با رہبر وصفی بگو	بادلبر کشفی بگو مستاں سلامت میکنند

منقبت ۱۵۶ ۔ حبیب السیر جلد دوم میں امام ناطق امام جعفر صادق رضوان اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ایک روز امیر المومنین کرم اللہ وجہٗ نے مسجد کوفہ میں برسر منبر فرمایا۔ اے لوگو! مجھ کو رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دس عطیئے عطا ہوئے ہیں کہ وہ فضائل میرے نزدیک ان تمام اشیا سے زیادہ تر محبوب ہیں جن پر آفتاب چمکتا ہے۔ **اوّل** یہ کہ رسولِ خدا نے فرمایا۔ یا علیؑ۔ تم دُنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔ **دوسرے** فرمایا۔ اے علیؑ۔ تم قیامت کے دن تمام مخلوقات کی نسبت مجھ سے زیادہ تر نزدیک ہوگے۔ **تیسرے** فرمایا۔ تمہاری منزل بہشت میں میری منزل کے برابر ہوگی۔ جس طرح بھائیوں کی منزلیں

ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوا کرتی ہیں۔ **چوتھے** ارشاد فرمایا۔ تم میرے اہل بیت اور خواص میں میرے وارث ہو۔ **پانچویں** فرمایا۔ تم روز قیامت تک میرے اصحاب اور میرے اہل بیت پر میرے قائم مقام اور امام ہو۔ **چھٹے** فرمایا۔ تم میرے سامنے اور میرے پیچھے میرے اہلِ بیت کے محافظ اور رکھوالے ہو۔ **ساتویں** ارشاد فرمایا۔ اے علیؑ۔ تم میری رعیت میں عدل کو قائم کرنے والے ہو۔ **آٹھویں** فرمایا۔ تم میرے ولی عہد ہو۔ اور میرا ولی خدا کا ولی ہے۔ **نویں**۔ ارشاد فرمایا۔ یا علیؑ تمہارا دشمن میرا دشمن ہے اور میرا دشمن خدا کا دشمن ہے۔ **دسویں**۔ فرمایا۔ تم تمام اُمتوں پر بہشت اور دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہو۔

منقبت ۱۵۷۔ کتاب مذکور اور مناقب ابوالموید خوارزمی میں جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب صانع بیچوں نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا۔ میری اس نبوت اور علیؑ بن ابی طالب کی ولایت کو آسمان اور زمین پر پیش کیا۔ دونوں نے قبول کیا۔ اور دین کا کام ہم دونوں کے حوالے ہوا۔ پس صاحبِ سعادت وہ شخص ہے جو ہماری متابعت کے وسیلے سے سعید ہو اور شقی اور بدبخت وہ شخص ہے جو ہماری متابعت اور پیروی نہ کرنے کے سبب شقاوت میں مبتلا ہو۔

منقبت ۱۵۸۔ اس امر کے بیان میں کہ سید کائنات علیہ الصلوٰۃ نے اپنی حیات و ممات کے زمانے میں اپنی ازواج مطہرات کا اختیار امیرالمومنینؑ کے ہاتھ میں دیا تھا۔ اور یہ بات پوشیدہ نہ رہے۔ کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کسی شخص نے اپنی زوجہ کے طلاق کا اختیار کسی دوسرے شخص کے ہاتھ میں نہیں دیا۔

تاریخ اعثم کوفی۔ روضتہ الاحباب کے دوسرے دفتر اور حبیب السیر کی جلد اوّل میں مرقوم ہے کہ جنگِ جمل کے ختم ہونے کے بعد جناب ولایت شعار ہدایت دثار۔ وصایت آثار خود بنفس نفیس عائشہؓ کے مکان پر تشریف لے گئے اور اجازت لے کر اندر آئے۔ اس وقت بصرے کی کچھ عورتیں عائشہؓ کے ساتھ مل کر رو رہی تھیں امیرالمومنینؑ نے نہایت رفق اور نرمی سے فرمایا کہ پیغمبر آخرالزمان کی بیویوں کے باب میں خدا کا یہ خطاب ہے۔ وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ (اور تم اپنے گھروں میں قرار پکڑو) اور اے عائشہؓ تو خطا کے شبہ میں ایسے امور کی مرتکب ہوئی جو تیرے حال کے مناسب اور شایان نہ تھے۔ حالانکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میری قرابت نزدیکی کا حال تجھ کو معلوم تھا اور آنحضرتؐ سے سُنے ہوئے تھی۔ کہ فرمایا۔ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ۔ تو نے میرے ساتھ عداوت اور دشمنی کا طریق اختیار کیا۔ اور میرے معاندوں اور مخالفوں سے موافقت اور رفاقت کی اور جبکہ دین میں امیرالمومنینؑ کا مرتبہ تجھ کو حاصل تھا۔ پھر کس لئے پردۂ عصمت کے دائرہ سے روگردانی کی اور آیۂ فَسْئَلُوْھُنَّ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ (پیغمبر کی بیویوں سے پردہ کے پیچھے سوال کرو) سے کیوں منحرف ہوئی۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ خیر گذرا سو گذرا ہُوا سو ہُوا۔ اب بہتر اور مناسب یہ ہے کہ اپنی خطا پر اصرار نہ کرو

اور مدینہ منورہ کی طرف جلد روانہ ہو۔ اور وہاں جا کر اس مکان میں حضرت مُقدّس نبوی صلعم نے تجھ کو چھوڑا تھا۔ قبلہ کر اور مرتے دم تک اس سے باہر نہ نکل۔ یہ فرما کر اس کے پاس سے اُٹھ کر چلے گئے۔

اور فتوح ابن اعثم کوفی میں مروی ہے کہ پیشتر اس کے جناب امیر المومنینؑ ام المومنینؓ سے کلام کریں۔ صفیہ بنت الحارث ثقفیہ نے جو عبداللہ بن خلف کی زوجہ تھی۔ فریاد اور نوحہ کرنے لگی۔ اور باقی تمام مصیبت زدہ عورتوں نے کہا۔ یَا قَاتِلَ الْاَحْبَابِ وَیَا مُفَرِّقَ الْجَمْعِ یعنی اے دوستوں کو قتل کرنے والے اور جمعیت کے پریشان کرنے والے اور بیہودہ بکنا شروع کیا۔ اور عبداللہ بن خلف کی بیوی نے کہا۔ تو نے عبداللہ بن خلف کے بچوں کو یتیم کر دیا۔ خدا تعالیٰ تیرے بچوں کو یتیم کرے۔ امیر المومنینؑ نے اس کی طرف نظر اٹھا کر فرمایا۔ اے صیف میں تجھ کو اس بات پر ملامت نہیں کرتا۔ کہ تو مجھ کو دشمن رکھے اور ملامت کرے اور بُرا کہے۔ کیونکہ میں نے تیرے جد کو جنگِ بدر میں اور تیرے چچا کو جنگِ اُحد میں اور تیرے شوہر کو جنگِ جمل میں قتل کیا ہے۔ اور اگر میں جیسا کہ تیرا گمان ہے۔ تمہارے دوستوں کا قاتل ہوتا۔ تو میں ان شخصوں کو جو اس گھر میں ہیں ضرور قتل کرواتا۔ پھر عائشہؓ کی طرف مُنہ کر کے فرمایا۔ میں نے یہ قصد کیا کہ اس گھر کا دروازہ کھولوں اور جو لوگ اس گھر میں ہوں۔ ان کو تہ تیغ کروں۔ اور اس گھر کی طرف اشارہ فرمایا۔ جس میں عبداللہ بن زبیر اور وہ لوگ چھپے ہوئے تھے۔ جو جنگِ جمل میں تلوار کی زد سے بچ رہے تھے۔ لیکن میں مسلمانوں کی سلامتی اور ان کے آرام و چین کا خواہاں ہوں۔ عائشہؓ اور باقی مصیبت زدہ عورتوں نے اس خطاب پُر عتاب کی ہیبت سے ڈر کر رونا اور سخت گوئی کرنا چھوڑ دیا۔ اور بالکل خاموش ہوگئیں۔ اور عائشہؓ کو نصیحتیں کر کے اور حکایات گذشتہ بیان فرما کر وہاں سے باہر تشریف لے گئے۔

منقول کہ دوسرے روز غنچہ نبوّت رسالت اور سروِ بوستان جلالت و بسالت یعنی شاہزادہ حسنؑ کو بہ رسم رسالت عائشہؓ کے گھر بھیجا۔ امامؑ نے آ کر فرمایا۔ امیر المومنینؑ ارشاد فرماتے ہیں اس خدا کی قسم! جس نے دانہ کو شگافتہ کیا۔ اور آدم فرزانہ کو پیدا کیا اگر اے عائشہؓ! تو اسی وقت مدینہ کو کوچ کی تیاری نہ کرے گی۔ تو میں تجھ کو ایک پیغام بھیجوں گا! اور تجھ کو اس امر پر متنبہ کروں گا۔ جس کی کیفیت تو اچھی طرح جانتی ہے **راوی** کہتا ہے کہ عائشہؓ اس وقت اپنے سر میں کنگھی کر رہی تھی۔ اور دائیں طرف کو گوندھ چکی تھی اور بائیں طرف کو گوندھنا چاہتی تھی۔ لیکن جب شاہزادہ حسنؑ نے یہ پیغام پہنچایا۔ بائیں طرف کو بن گندھا چھوڑ فوراً اس جگہ سے اٹھی۔ اور اپنے خواص اور خدمت گاروں سے کہا کہ میرا اسباب اونٹوں پر لادو۔ اور مدینہ جانے کی تیاری کرو۔ کہ مدینہ جانے کے سوا اب کچھ چارہ نہیں۔ اور اس وقت کمال تشویش اور اضطراب اس کے چہرہ پر نمایاں ہُوا۔ روسائے بصرہ کی عورتوں میں سے بنی ہلب کی ایک عورت نے عائشہؓ سے پوچھا اے ام المومنینؓ! عبداللہ ابن عباس تمہارے پاس آئے۔ اور یہی پیغام پہنچایا۔ اور تم نے نہایت بلند آوازی کے ساتھ اس سے کلام کیا۔ کہ ہم سب نے تمہاری آواز سوال و جواب کے وقت سُنی

چنانچہ وہ غضبناک ہوکر یہاں سے اُٹھ کر چلے گئے۔ اور پھر اس جوان کے والد ماجد یعنی امیرالمومنینؑ بنفس نفیس خود تشریف لائے۔ اور تم سے اسی بارے میں گفتگو فرمائی۔ لیکن تم نے ان کے قول پر بھی توجہ نہ کی۔ اب کیا ہوا۔ کہ ان کے فرزندِ ارجمند کے قول سے اس قدر اضطراب اور گھبراہٹ تم کو لاحق ہوئی۔ عائشہؓ نے جواب دیا کہ یہ جوان سبطِ رسولؐ۔ فرزندِ بتول اور نور دیدہ اہلِ قبول ہے جو کوئی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چشم ہائے مبارک کی زیارت کرنا چاہے۔ اس کو چاہیئے کہ اس فرزندِ ارجمند کی آنکھوں کی طرف نظر کرے۔ اور میں نے خود دیکھا ہے کہ رسولؐ اس فرزند کے بوسے لیتے اور بار بار سونگھتے اور اپنے سینۂ اطہر سے چسپاں کیا کرتے تھے۔ اور اس کے باپ نے اس کے ہاتھ پیغام بھیج کر ایک ایسے امر سے خبردار کیا ہے کہ مدینے کی طرف کوچ کرنے کے سوا اور کچھ چارہ ہی نہیں اس عورت نے اس امر کی کیفیت دریافت کی۔ ام المومنینؓ نے جواب دیا کہ ایک دفعہ حضرت رسالت پناہ کی خدمت میں کچھ مالِ غنیمت آیا تھا اور حضرت اپنے ذوی القربیٰ میں اس کو تقسیم فرما رہے تھے۔ ہم یعنی آنحضرتؐ کی زوجات مطہرات نے بھی اس مال میں سے حصّہ طلب کیا۔ اور اس باب میں ہمارا الحاح و مبالغہ حدِ اعتدال سے بڑھ گیا۔ علیؑ بن ابی طالب نے ہم کو ملامت کرنی شروع کی۔ اور فرمایا۔ اے زوجاتِ پیغمبرؐ تم نے بہت مبالغہ کیا۔ اور اپنا الحاح و اصرار حد سے بڑھا کر آنحضرتؐ کو رنجیدہ خاطر اور پریشان کر دیا۔ اور ہم کو بہت ہی سرزنش اور ملامت کی۔ ہم نے بھی ہر طرف سے ان پر ہجوم کر لیا۔ اور نہایت سخت اور درشت کلمات ان کی شان میں کہے۔ اس جناب نے آیۂ ذیل کو ہمارے لئے تلاوت فرمایا۔ عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ (التحریم) یعنی ہو سکتا ہے کہ اگر وہ (پیغمبرؐ خدا) تم سے دستبردار ہو جائے اور تم کو طلاق دیدے۔ تو اس کا پروردگار تم سے بہتر اور برتر بیویاں اس کو تمہارے عوض میں عطا فرمائے۔ اس پر بھی ہم نے آپ کے ساتھ سختی اور خشونت میں زیادتی کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس جنابؑ کے ساتھ ہماری سختی اور درشت کلامی سے پیش آنے کے سبب نہایت غضبناک ہوئے۔ اور علیؑ کی طرف نظر کر کے فرمایا۔ اے علیؑ میں نے ان (زوجات نبویؐ) کا طلاق تمہارے قبضۂ اختیار میں دیا۔ اور تمہارے سپرد کیا۔ اور تم کو اپنا وکیل کیا۔ کہ ان میں سے جس کو تم میری طرف سے طلاق دے دوگے اس کا نام نساء النبی (نبی کی عورتوں) کے دفتر سے محو ہو جائے گا، چونکہ آنحضرتؐ ہمارے طلاق کا معاملہ مطلقاً اس بزرگوار کے حوالے فرمایا ہے۔ اور حیات اور ممات میں کچھ فرق نہیں کیا۔ اس وقت علیؑ بن ابی طالب مجھ کو اسی امر پر متنبہ فرماتے ہیں۔ اب میں آنحضرتؐ کے فراق کلّی سے ڈرتی ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو۔ اس جناب کی زبان پر کوئی ایسا کلمہ جاری ہو جائے۔ جس کی تلافی اور تدارک ممکن نہ ہو۔ میں ڈرتی ہوں کہ رسولِ خدا سے جُدا ہو جاؤں اور اس جہاں میں آنحضرتؐ کی خدمت کی سعادت اور ملاقات کی دولت سے محروم اور بے بہرہ رہوں۔ ؎

لِكُلِّ شَيْءٍ عَدِمْتَهٗ خَلَفٌ　　وَمَا يَفْقِدُ الْحَبِيْبُ مِنْ خَلَفٍ

(ہر چیز کا جو تجھ سے جاتی رہے۔ عوض اور بدلہ ممکن ہے۔ لیکن حبیب اور دوست کا بدلا ممکن نہیں) **بیت**

برخاستن از جان وجہان مشکل نیست   مشکل از سر کوئے تو برخاستن است

منقبت ۹۵۔ شواہد النبوۃ میں حبۂ عرنی سے منقول ہے کہ معاویہ کی جنگ کے دنوں میں جناب شاہ ولایت مآب ایک دریا کے کنارے پر اترے ہوئے تھے۔ یکایک ایک شخص نے آکر کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اِمَامُ الْمُتَّقِیْنَ جناب امیرؑ نے جواب میں فرمایا۔ عَلَیْكَ السَّلَامُ۔ اس شخص نے عرض کی۔ میں شمعون بن یوحنّا اس دَیر (عبادت خانہ) کا مالک ہوں۔ اور ایک دَیر کی طرف اشارہ کیا۔ جہاں وہ سکونت رکھتا تھا۔ پھر عرض کیا کہ ہمارے پاس کتاب انجیل ہے۔ جو اصحاب عیسٰی ایک دوسرے سے میراث میں لیتے رہے ہیں۔ اگر آپ فرمائیں تو میں اس کتاب کو آپ کے پاس لا کر پڑھوں۔ فرمایا۔ لاؤ۔ وہ شخص کتاب لایا۔ اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت اور آپ کی اُمت کے اوصاف اور کمالات پڑھ کر سنائے۔ اور اس کے آخر میں لکھا تھا۔ کہ ایک روز اس دریا کے کنارے پر ایک شخص اُترے گا۔ جو قرابت اور نسب میں خاتم النبیینؐ سے قریب تر ہوگا۔ اور اہل مشرق کے دین کو آراستہ کرے گا۔ اور اہل مغرب کے ساتھ جنگ کرے گا اور یہ چند کلمات بھی امیرؑ کی منقبت میں لکھے تھے اَلدُّنْیَا اَهْوَنُ عِنْدَهٗ مِنْ رَمَادٍ اِشْتَدَّتْ بِهِ الرِّیْحُ فِیْ یَوْمٍ عَاصِفٍ وَالْمَوْتُ فِیْ حُبِّ اللّٰهِ اَهْوَنُ عَلَیْهِ مِنْ شَرْبَةِ مَآءٍ لِّیَشْرَبُهُ الظَّمْاٰنُ۔ اَلْعَوْنُ رِضْوَانُ اللّٰهِ وَ الْقَتْلُ مَعَهٗ شَهَادَةٌ۔ یعنی دنیا اس کے نزدیک اس خاکستر سے بھی زیادہ خوار اور ذلیل تر ہے۔ جس پر آندھی کے دن سخت ہَوا چل رہی ہو۔ اور خدا کی محبت میں مر جانا اس کے نزدیک پانی کے پینے سے بھی زیادہ تر آسان ہے۔ جس کو پیاسا پیئے۔ اور اس کی یاری اور مدد کرنا۔ خدا تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی ہے اور اس کے ہمراہی میں قتل ہونا شہادت ہے۔

بعدازاں اس شخص ویرانی نے کہا کہ جب نبیؐ مبعوث ہوئے۔ تو میں ان پر ایمان لایا۔ اور جب آپ یہاں آکر اُترے۔ آپ کی خدمت میں مشرف ہو کر عہد کیا۔ کہ زندگی اور موت دونوں حال میں آپ کے ہمراہ رہوں گا۔ یہ سُن کر جناب امیر المؤمنینؑ پر رقت طاری ہوئی۔ اور حاضرین بھی رونے لگے۔ اس وقت یہ کلمات آپ کی زبان بلاغت بیان پر جاری ہُوئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَجْعَلْ لِیْ عِنْدَهٗ مَنْسِیًّا وَ اَحْمَدُهُ الَّذِیْ ذَکَرَ فِیْ کِتَابِ الْاَبْرَارِ۔ یعنی اس خدا کا شکر ہے جس نے اپنے نزدیک مجھ کو فراموش نہیں فرمایا۔ اور میں شکر کرتا ہوں اس ذاتِ اقدس کا جس نے مجھ کو اپنے ابرار کی کتاب میں یاد فرمایا ہے۔ **بعدازاں** حبۂ عرنی سے ارشاد فرمایا اس مرد مومن کو اپنے ساتھ رکھو۔ جب شام اور دوپہر کا کھانا لوگوں کو کھلاتے۔ اس کو طلب فرماتے۔

آخر کار لیلۃ الہریر میں جب معاویہؓ کے ساتھ لڑائی ہوئی۔ شہید ہُوا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ اور امیر المؤمنینؑ نے اس کے جنازے پر نماز ادا کی۔ اور اس کی قبر میں خود اتر کر اس کو سپردِ خاک کیا۔ اور فرمایا۔ هٰذَا الرَّجُلُ مُؤْمِنٌ وَ مِنْ اَهْلِ بَیْتِیْ

یعنی یہ مردِ مومن ہے اور میرے اہلبیت سے ہے۔
شواہد النبوۃ۔ روضۃ الاحباب۔ روضۃ الصفا۔ حبیب السیر اور معارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ ناقلانِ آثارِ سلف نے یہ بیان کیا ہے کہ شرائط صلح (حدیبیہ) کے طے ہونے کے بعد جب سہیل بن عمرو کو آنحضرتؐ کی خدمت میں لائے۔ اور دوات اور قلم تیار ہو گئے۔ حضرت مقدس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس بن خولی انصاری کو طلب فرمایا کہ آ کر عہدنامہ تحریر کرے۔ سہیل نے کہا اے محمدؐ لازم ہے۔ تمہارا پسر عم علیؑ عہدنامہ کو تحریر کرے۔ سہیل کی التماس کے موافق آنحضرتؐ نے امیرالمومنینؑ سے فرمایا لکھو۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ سہیل نے کہا خدا کی قسم " **رحمان** کو نہیں پہچانتے کہ وہ کون ہے؟ بلکہ یوں لکھو۔ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ۔ مسلمانوں نے کہا ہم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ کے سوا اور کچھ نہیں لکھتے۔ رسولؐ نے فرمایا۔ اے بھائی لکھو۔ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ امیرالمومنینؑ نے آنحضرتؐ کے ارشاد کی تعمیل کی۔ بعد ازاں آنحضرتؐ نے فرمایا۔ هٰذا ما قضی مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ یہ وہ ہے۔ جس پر محمدؐ رسول اللہ نے فیصلہ کیا ہے) سہیل نے کہا۔ اے محمدؐ۔ ہم تیری رسالت کا اقرار نہیں کرتے۔ اگر ہم جانتے کہ تو خدا کا رسولؐ اور اس کا بھیجا ہوا ہے۔ تو ہم تجھ کو خانۂ خدا کی زیارت سے منع نہ کرتے۔ یہ سن کر آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اے بھائی! لفظ رسولؐ اللہ کو چھیل ڈالو۔ اور اس کی جگہ محمدؐ بن عبداللہ لکھ دو۔ جب آنحضرتؐ نے جناب امیرؑ کو لفظ رسولؐ اللہ کے چھیل ڈالنے کا حکم فرمایا۔ تو جناب امیرالمومنینؑ نے عرض کی۔ خدا کی قسم۔ یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا کہ مَیں صفتِ رسالت کو مٹا دوں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ سہیل بن عمرو نے کہا۔ اے علیؑ لفظ رسولؐ اللہ کو مٹا دیجئے۔ ورنہ مَیں اس مصالحت سے بیزار ہوں۔ امیرالمومنینؑ نے اس عہدنامہ کو چھوڑ تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھا تاکہ اس مشرک کو اس حکومت سے معزول کر کے جہنّم واصل فرمائیں۔ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا۔ اے بھائی امیرالمومنینؑ جانے دو۔ عرض کی یا رسولؐ اللہ! مجھ کو آپ کی تعظیم اور ادب کی پاسداری لفظ رسولؐ اللہ کے محو کرنے سے مانع ہے یہ سن کر جناب رسولؐ اللہ نے وہ کاغذ خود اپنے دستِ مبارک میں لے کر لفظ رسولؐ اللہ کو مٹا دیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حالانکہ حضرتؐ نے کبھی تحریر کا کام نہ کیا تھا۔ لیکن بطریق اعجاز ابن عبداللہ تحریر فرمایا۔ اور بعض کا قول ہے کہ خود لفظ رسولؐ اللہ کو محو کر کے امیرالمومنینؑ کو حکم دیا۔ کہ یہ کلمہ درج کر دو۔ مسلمانوں میں سے ابوبکر بن ابوقحافہ عمر بن خطاب۔ عبداللہ بن عوف۔ سعد وقاص۔ عثمان عفان۔ ابوعبیدہ جراح۔ محمد بن مسلمہ۔ اور ابوجندل بن سہیل رضی اللہ عنہم نے اپنے اپنے اسمائے شریفہ اس عہدنامے پر درج کئے۔ اور کفار کی طرف سے خویطب بن عبدالمعزی۔ بکر بن حفص وغیرہ چند لوگوں نے اس پر اپنے دستخط کئے اور بنی خزاعہ پیغمبرؐ کے عہد میں داخل ہو گئے اور بنی بکر نے قریش کو اپنا وسیلہ بنایا۔ اور جب صلحنامہ مرتب ہو چکا۔ اور اس تحریر سے فارغ ہوئے۔ تو آنحضرتؐ نے جناب امیرؑ سے مخاطب ہو کر فرمایا اے بھائی! ایک روز تم کو بھی ایسا ہی واقعہ پیش آئے گا **چنانچہ** جب

جنگ صفین میں امیرالمومنینؑ اور معاویہ کے درمیان جنگ وجدل کی مدّت بہت دراز ہوگئی۔ آخر کار صلح قرار پائی۔ جب عہدنامہ لکھا جارہا تھا کہ یہ صلحنامہ امیرالمومنینؑ علیؑ بن ابی طالب کی طرف سے ہے۔ معاویہؓ نے کہا کہ لفظ امیرالمومنینؑ محو کرکے صرف علیؑ بن ابی طالب لکھو کیونکہ اگر میں جانتا کہ علیؑ مومنوں کا امیرؑ ہے۔ تو میں اس سے جنگ نہ کرتا۔ اور اس کی متابعت اور بیعت کرتا۔ تب امیرالمومنینؑ نے فرمایا۔ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ درسول خدا نے سچ فرمایا ہے) لکھو۔ جس طرح معاویہ کہتا ہے۔ بابِ شجاعت میں مفصّل طور پر اس کو بیان کریں گے۔

منقبت [۱۶۰]۔ ہدایۃ السعداء اور زاہدیہ میں بریدہؓ اسلمی سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لشکر امیرالمومنینؑ کی ماتحتی میں یمن کو بھیجا۔ اور میں بھی آپ کے ہمرکاب تھا۔ جب ہم واپس آئے۔ تو آنحضرتؐ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ سفر یمن اور اپنے امیر اور سردار کی صحبت کے حالات بیان کرو۔ میں نے آپ کی شکایت کی۔ اور میرے سوا اور کسی نے شکایت نہیں کی۔ آنحضرتؐ نے کمال غضبناک ہوکر مجھ سے مُنہ پھیر لیا۔ اور فرمایا اے بریدہ! کیا مَیں مومنوں کے نفسوں کا ان کے نفسوں سے بڑھ کر مختار اور والی نہیں ہوں۔ مَیں نے عرض کی۔ یارسولؐ اللہ! بیشک آپ مختار اور والی ہیں۔ فرمایا۔ جس کا میں والی ہوں۔ علیؑ بھی اس کا والی ہے۔

منقبت [۱۶۱]۔ شرف النبوۃ۔ دُرر اور ہدایۃ السعداء میں اسحاق بن سلیمان ہاشمی سے منقول ہے کہ ایک روز ہارون الرشید کی مجلس میں امیرالمومنینؑ کرم اللہ وجہہ کے فضائل ومناقب کا ذکر تھا۔ ہارون نے کہا۔ عام لوگ میری نسبت یہ گمان رکھتے ہیں کہ علیؑ اور ان کی اولاد کو دوست نہیں رکھتا۔ خدا تعالیٰ۔ میری فرطِ محبّت سے خوب واقف ہے جو مَیں جناب امیر اور ان کی اولاد امجاد سے رکھتا ہوں۔ اور وہ خوب جانتا ہے کہ میں اُن کی افضلیت کا قائل اور معترف ہوں۔ اور خدا کی قسم ایک صحیح حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مجھ کو پہنچی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک روز سیّد کائنات علیہ افضل الصّلوٰۃ کی خدمت بابرکت میں حاضر تھا کہ جناب سیّدۃ النساء علیہا التحیۃ والثناء روتی ہوئی وہاں تشریف لائیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اے میرے فرزند! میرے ماں باپ تم پر سے فدا ہوں۔ تم کیوں روتی ہو؟ عرض کی اے والدگرامی میرے دونوں نورِ چشم حسنؑ اور حسینؑ گھر سے باہر چلے گئے ہیں۔ میں نے ہر چند تلاش کیا۔ مگر نہیں ملے۔ فرمایا۔ اے فرزند! غمگین نہ ہو۔ جس نے ان کو پیدا کیا ہے۔ وہ میری اور تیری نسبت ان پر زیادہ مہربان ہے۔ پھر دست ہائے مبارک اُٹھا کر بارگاہ الٰہی میں یوں عرض کی۔ یَاجَامِعَ الْمُتَفَرِّقِیْنَ جہاں میرے یہ دونوں فرزند ارجمند ہیں تو ان کا نگہبان اور محافظ ہو۔ اسی وقت روح الامین حاضر ہوئے۔ اور عرض کی یا سیّدالمرسلینؐ! آپ غمگین نہ ہوں کہ یہ (دونوں) دنیا اور آخرت میں فاضل اور صاحبِ فضیلت ہیں اور ان کا باپ ان دونوں سے افضل ہے اور وہ دونوں صاحبزادے خطیرۂ بنی النجار میں ہیں۔ خیر البشرؐ اس بشارت غیبی کو سن کر اپنے اصحاب مستطاب کے ہمراہ خطیرہ مذکور کی طرف روانہ ہوئے۔ جب وہاں پہنچے۔ تو کیا

دیکھتے ہیں کہ یہ دونوں صاحبزادے ایک دوسرے سے بغلگیر ہوکر سو رہے ہیں۔ اور ایک فرشتے نے اپنا ایک بازو ان کے نیچے بچھایا ہوا ہے۔ اور دوسرے بازو سے ان پر سایہ کر رکھا ہے۔ آنحضرتؐ ان کے سرہانے بیٹھ گئے۔ اور نہایت محبت اور پیار سے بوسے لینے لگے۔ یہاں تک کہ دونوں صاحبزادے جاگ اُٹھے۔ امام حسنؑ کو اپنے دائیں کندھے پر اور امام حسینؑ کو بائیں کندھے پر بٹھایا۔ اور گھر کو روانہ ہوئے۔ جبرئیل علیہ السلام آپ کے برابر برابر اور صحابہ پیچھے پیچھے چلے آ رہے تھے۔ اس وقت آنحضرتؐ اپنی زبان معجز بیان سے بیان فرماتے تھے۔ خدا کی قسم! میں تم کو شرف اور بزرگی دوں جیسی کہ خدا تعالیٰ نے تم کو بزرگی عطا فرمائی ہے۔ اسی اثناء میں ابوبکرؓ نے آ کر عرض کی یا رسول اللہ ان دونوں گوشوارہ عرش خدا میں سے ایک کو مجھے دیجئے۔ کہ میں اٹھاؤں۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ اے ابوبکرؓ میں نہیں دیتا۔ ان کی سواری بہت اچھی سواری ہے۔ اور یہ بہت اچھے سوار ہیں۔ اور ان کا باپ ان دونوں سے بہتر ہے۔ **الغرض** جب اسی طرح مسجد میں تشریف لائے۔ بلالؓ کو حکم دیا کہ آواز دو کہ مومنین حاضر ہوں جب خورد و کلاں۔ ادنےٰ اور اعلےٰ سب وہاں آ کر حاضر ہو گئے۔ تو بدستور سابق دونوں صاحبزادوں (حسنؑ اور حسینؑ) کو اپنے کندھوں پر بٹھا کر منبر پر تشریف لے گئے۔ اور حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے لوگو! میں ان لوگوں سے آگاہ کروں۔ جو جد و جدہ۔ ماں باپ۔ چچا پھوپھی۔ اور ماموں اور خالہ کی رو سے تمام مخلوقات سے بہتر ہیں حاضرین نے عرض کی۔ بیشک ارشاد فرمائیے۔ فرمایا۔ وہ حسنؑ اور حسینؑ ہیں کہ ان کا جد محمدؐ ہے جو خدا کا رسولؐ ہے۔ اور ان کی جدہ خدیجہؓ بنت خویلد ہے۔ جو میری ازواج مطہرات میں سب سے افضل ہے۔ اور ان کی والدہ میری دختر فاطمہؑ ہے۔ جو دُنیا اور آخرت میں تمام عورتوں کی سردار ہے۔ اور ان کا باپ علیؑ بن ابی طالب ہے جو میرے بعد خیر البشر یعنی تمام آدمیوں سے بہتر ہے۔ اور ان کا چچا جعفر طیار اور ان کی پھوپھی امّ ہانی دختر ابوطالب ہے۔ اور ان کا ماموں میرا بیٹا قاسمؑ اور ان کی خالہ میری بیٹی زینبؓ ہے۔ بعد ازاں بارگاہ الٰہی میں مخاطب ہو کر یوں عرض کی۔ اے خداوند! میں جانتا ہوں کہ حسنؑ اور حسینؑ اور ان کے ماں باپ اپنے دوستوں سمیت بہشت میں ہوں گے میری تجھ سے یہ دُعا ہے کہ جو شخص ان کو دشمن رکھے۔ (ابدالآباد) تک جہنم میں رہے۔

راوی کہتا ہے کہ ہارون الرشید روتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ اس حکایت کو حاضرین مجلس کے روبرو بیان کرتے ہوئے شدّتِ گریہ کی وجہ سے اس کی آواز گلے میں رُک گئی تھی۔ اور وہ بول نہ سکتا تھا۔

منقبت ۱۶۲ فصل الخطاب میں ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے منقول ہے کہ جب حق تعالےٰ نے عمر بن الخطابؓ کے زمانہ حکومت میں اصحابِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدائن کی فتح نصیب کی۔ اور حضرت عمرؓ نے غنیمت کے تقسیم کرنے کا حکم دیا تو امام حسن اور حسین علیہما السّلام نے آ کر کہا۔ اے عمر حق تعالیٰ نے جو مسلمانوں کو فتح دی ہے اس میں سے ہمارا حق دے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ دو ہزار

درہم دونوں بزرگواروں کے سامنے رکھ دیئے۔ بعدازاں عبداللہ بن عمرؓ نے آکر عرض کی۔ اے باپ! اس مال میں سے جو خدا نے مومنوں کو عطا فرمایا ہے۔ میرا حق دیجئے۔ عمرؓ نے اپنے بیٹے کو پانسو درہم عطا کئے۔ فرزند ارجمند نے عرض کی عجب عدل و انصاف ہے کہ حسنین علیہما السلام کو تو مجھ سے دُگنا دیتے ہو۔ حالانکہ میں رسولؐ خدا کے زمانہ سے صاحبِ شمشیر وجہاد ہوں۔ اور یہ دونوں بچے ہیں کہ ابھی تک مدینے سے باہر قدم نہیں رکھا۔ عمرؓ نے کہا کہ بیشک ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ تو بیان کرتا ہے۔ لیکن تجھ کو اور تیرے باپ کو ان کی برابری اور ہمسری کی مجال کہاں ہے؟ ہاں ذرا ان کے باپ جیسا باپ اور ماں جیسی ماں۔ اور ان کے جد جیسا جد۔ اور اُن کی جدہ جیسی جدہ اور ان کے چچا جیسا چچا۔ اور ان کے ماموں جیسا ماموں اور خالہ جیسی خالہ تُو بھی لا۔ اور اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ تو نہیں لا سکتا۔ کیونکہ ان کا باپ علیؑ مرتضیٰ۔ اور ان کی ماں فاطمہؑ زہرا۔ اور جد محمدؐ مصطفےٰ اور جدہ خدیجۃ الکبریٰ اور چچا جعفرؓ طیار۔ اور پھوپھی ام ہانی دخترِ ابوطالب زوجۂ رسولِ خدا ہے۔ جس کے گھر میں آنحضرتؐ کو معراج ہوئی اور ان کا ماموں ابراہیم بن رسولِ خدا۔ اور ان کی خالائیں رقیہ اور ام کلثوم ہیں۔ ان بزرگواروں کے یہ فضائل سُن کر عبداللہ بن عمرؓ بہت پشیمان ہُوا۔ اور خاموش ہو رہا۔

منقبت ۱۶۳۔ نیز کتاب مذکور میں مسطور ہے کہ آیۂ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران) (کہہ دے اے محمدؐ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو۔ تو میری متابعت اور پیروی کرو۔ اللہ بھی تم کو دوست رکھے گا۔) کی تفسیر میں شیخ ابو علی موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جب آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے شبِ معراج میں ملاءِ اعلیٰ کے معصوموں کی ایک جماعت دیکھی۔ جو محمدؐ۔ محمدؐ کہتے تھے۔ اور کوئی ان میں سے دُوسرے سے مقدم اور آگے بڑھا ہوا نہ تھا۔ جبرئیلؑ سے پوچھا۔ یہ کون لوگ ہیں۔ عرض کی۔ یا سیدالمرسلینؐ! یہ تو عالم علوی کے مُقدّس اور علوی ہیں۔ جس طرح آپ کی آل پاک کے علوی تمام اہل زمین سے اشرف اور اعلیٰ ہیں۔ فرمایا۔ اے بھائی جبرئیلؑ! انہوں نے یہ درجۂ عالی کیوں کر اور کس وجہ سے پایا۔ عرض کی کہ آپ کے نام مبارک کی تسبیح سے۔ کہ ہر وقت ان کی عبادت یہی ہے۔

مؤلف عرض کرتا ہے کہ حدیث مذکور اور حدیثِ ذیل کی بنا پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ نُوْرِ وَجْهِ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْطَالِبٍ سَبْعِيْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يَسْتَغْفِرُوْنَ لَهٗ وَ لِمُحِبِّيْهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ اللہ تعالیٰ نے علیؑ بن ابی طالب کے روئے انور کے نور سے ستّر ہزار فرشتے پیدا کئے ہیں۔ جو اس بزرگ کے لئے اور آنجناب کے دوستوں اور محبوں کے لئے روزِ قیامت تک استغفار کرتے رہیں گے) چنانچہ شیخ عطار قدس سرہٗ نے مثنوی **مظہر جوہر** میں اس حدیث کو نظم فرمایا ہے۔ **نظم**

اگر فضل علیؑ گوئی بہ تفصیل
بہ قول ناصبی اش کن تو تعطیل

خدا از نورِ روئے مرتضیٰ کرد سرشتہ چند ملک ہارا ندا کرد
عدوم منقا وشاں باشد ہزارے کہ ایشاں بر سماں دارند قرارے

ثابت ہوگیا کہ ملائکہ مذکورہ علوی ہیں اور اس تقدیر من وجہٖ کی بنا پر فرقۂ مذکور کو آلِ علیؑ کہہ سکتے ہیں۔ اس لئے کہ باپ صرف پیدائش کا واسطہ ہے۔ اور حقیقی اور اصلی خالق پیدا کرنے والا حق سبحانہٗ تعالیٰ ہے۔ عالم علوی اور عالم سفلی دونوں کا مالک اور خالق وہی ہے۔ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔ پس جس طرح کہ سادات کو اس عالم شہود (ظاہر) میں علیؑ کے صلب سے پیدا کرکے زمین کی تمام مخلوقات سے افضل اور اشرف بنایا ہے۔ اسی طرح اس جناب کے روئے انور کے نُور سے ایک جماعت ملائکہ پیدا کرکے عالم بالا کے مقدسین اور پاک و پاکیزہ روحانیین سے اشرف اور اعلیٰ مرتبہ پر معزز فرمایا ہے۔

ع قادر است او ہر چہ خواہد مے کُند

اسی لئے حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عطسۂ آدم یعنی حضرت آدمؑ کی چھینک سے پیدا کیا۔ اور ان کو چوتھے آسمان پر بٹھایا۔ چنانچہ میر خسرو دہلوی نعت میں فرماتے ہیں۔ **مثنوی**

یافت تخت آدم زاں نور تاب عطسہ زد از دیدن آں آفتاب
چشمش ازاں نُور چو بینا شدہ عطسۂ آں نور مسیحا شدہ

اور اس قسم کے اُمورِ غریبہ پروردگار عالمین سے کچھ عجیب معلوم نہیں ہوتے۔ اور ان کا امیرالمومنینؑ کی ذات مجمع الصفات سے منسوب کرنا کچھ مقام تعجب نہیں۔ کیونکہ آنجناب کا ایک لقبِ معلےٰ مظہر العجائب اور مظہر الغرائب ہے۔ چنانچہ تفسیر حافظی میں آیۂ کریمہ یَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ۔ (فرقان ۳ع جس روز آسمان بادل سے شگافتہ ہوگا) کے بیان میں مرقوم ہے کہ وہ بادل جو قیامت کے دن آسمان کو شگافتہ کردے گا۔ وہ مرتضیٰ علیؑ ہے۔ اس لئے کہ مظہر العجائب اور مظہر الغرائب ہے۔ جس طرح دنیا میں عجیب عجیب امور ظاہر کئے ہیں اسی طرح آخرت میں بھی امورِ غریبہ کا اظہار کرے گا اور ہوسکتا ہے کہ بموجب حدیث۔ کُنْتُ اَنَا وَعَلِیٌّ نُوْرًا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ مُطِیْعًا یُسَبِّحُ اللّٰهُ ذٰلِکَ تُنُوْرُہٗ وَیُقَدِّسُہٗ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ اٰدَمَ اَرْبَعَۃَ عَشَرَ اَلْفَ عَامٍ۔ (میں اور علیؑ دونوں اللہ کے سامنے ایک نور تھے اور مطیع پروردگار تھے۔ یہ نور آدمؑ کی پیدائش سے چودہ ہزار سال پہلے تسبیح اور تقدیس الٰہی میں مصروف تھا) مذکورہ بالا فرشتے اس کے نور کے پرتو سے پیدا ہوئے ہوں۔ اور بموجب مقولہ۔ کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ (ہر ایک چیز اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہے) محمد محمد کہتے ہوں گے۔ لیکن اس صورت میں لازم ہے کہ وہ علیؑ علیؑ کہتے ہوں گے۔ اگرچہ فصل الخطاب میں سہو کاتب سے علیؑ کا نام نہیں لکھا لیکن جو کچھ اس آخر شب میں اس فقیر کے دل پر بطور الہام وارد ہوا ہے اور میں اس تقریر کے لکھنے پر مامور ہوں۔ وہ یہ ہے کہ علوی فرشتے ان دو متبرک ناموں کا ذکر کرتے ہیں۔

چنانچہ مولوی معنوی اپنے کلام میں اس مطلب کا اظہار کرتے ہیں۔ **نظم**

شیر و ولی خدا شاہ سلامٌ علیک معدنِ جود و سخا شاہ سلامٌ علیک

نام تو بر آسمان زمرۂ قدوسیاں راحتِ روحانیاں شاہ سلامٌ علیک

اور یہ بات کسی طرح مقام تعجب بھی نہیں ہے۔ کیونکہ جب آیۂ کریمہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ (اللہ اور اس کے فرشتے پیغمبرؐ پر درود بھیجتے ہیں) اے ایمان والو! تم بھی اس پہ درُود و سلام بھیجو! نازل ہُوا تو اصحاب پیغمبرؐ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا۔ یا رسولؐ اللہ! ہم آپ پر کیوں کر صلوٰۃ اور سلام بھیجیں۔ فرمایا۔ تم کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ (اے خدا تو محمدؐ و آل محمدؐ پہ رحمت بھیج) صحابہؓ نے عرض کی کہ **آل** سے کون لوگ مراد ہیں۔ فرمایا۔ علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ اور حسینؑ علیہم السلام مراد ہیں چنانچہ باب آیات میں صواعق محرقہ اور مستدرک حاکم سے مُفصّل طور پہ ذکر کر چکے ہیں۔ جب یقینی طور پر یہ بات معلوم ہو چکی کہ آسمان اور زمین کے تمام فرشتے محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آلِ پاک پہ درود و سلام بھیجتے ہیں۔ اگر کسی جماعت نے محمدؐ اور علیؑ کے نام کو اپنی تسبیح بنایا۔ تو اہلِ ایمان اور صاحبان ایقان کے لئے کسی طرح شک و شبہ کا مقام نہیں ہو سکتا۔ **نیز** باب احادیث میں لکھا جا چکا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ بہشت کے دروازے پہ ایک حلقہ یاقوت سُرخ کا ہے۔ جب اس کو ہلائیں۔ تو وہ یا علیؑ۔ یا علیؑ کی آواز دیتا ہے۔

اور کتاب کفایۃ الطالب میں انس بن مالک سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم فرماتے تھے کہ جب معراج کی رات کو آسمانوں کی طرف سے میرا گذر ہُوا۔ تو مَیں نے ایک فرشتے کو دیکھا۔ کہ نور کے منبر پہ بیٹھا ہے۔ اور فرشتے اُس کے گرد جمع ہیں مَیں نے روح الامین سے پوچھا۔ کہ یہ فرشتہ کون ہے؟ اُس نے عرض کی۔ یا رسولؐ اللہ! آپ اس کے پاس جا کر سلام کریں۔ جب میں گیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ علیؑ بن ابی طالب ہے۔ مَیں نے کہا۔ اے جبرئیلؑ علیؑ مجھ سے پہلے آسمان چہارم پہ آ گئے۔ جبرئیلؑ نے جواب دیا۔ کہ نہیں لیکن حق سُبحانہٗ تعالیٰ نے علیؑ کے نور سے یہ فرشتہ پیدا کیا ہے۔ اور تمام ملائکہ کو حکم دیا ہے کہ ہر جمعہ کی رات اور دن کو ستّر ہزار دفعہ اس کی زیارت کرتے رہیں۔

نیز کتاب کفایۃ الطالب اور وسیلۃ المتعبدین میں جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب مجھ کو آسمانوں پر لے گئے۔ اور میں حجابوں سے باہر آیا۔ اس وقت مَیں نے سُنا کہ ایک منادی یہ ندا کرتا تھا۔ تیرا باپ ابراہیمؑ بہت اچھا باپ ہے۔ اور تیرا بھائی علیؑ بہت اَچھا بھائی ہے۔

الغرض اِس قسم کے اسرار بے ریب عالم غیب و شہود میں بہت سے ہیں کہ عنایت صمدی کی تائید بغیر

ان کا درک کرنا اور پانا مشکل ہے۔ **نظم** (مولف)

ہر کسے کے داند ایں اسرار را — کیست آں کو فہمد ایں گفتار را
کے بیاید ستر حق در فہم کس — کے بگنجد راز حق در وہم کس
مے نویسم ہر چہ مے زاید او — حیرتے رُو دادہ ازایں گفت و گو
مستی عشقش مرا از من ربود — نیستم آگاہ زیں گفت و شنود
اے منزّہ وصفش از اقوال ما — کُنہِ رازش برتر از احوال ما
وصف ذاتش را بیاں باشد سکوت — اَیْنَ مَوْتِیْ وَصْفُ حَیٍّ لَا یَمُوْتُ

منقبت[۱۶۴]۔ مناقب خطیب میں انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات سید کائنات علیہ افضل الصّلوٰۃ کو خواب میں دیکھا۔ کہ از روئے غضب میری طرف خطاب کر کے فرمایا اے انسؓ! تجھ کو کس چیز نے اس بات پر آمادہ کیا۔ کہ جو کچھ تو نے مجھ سے علیؑ کے فضل و کمال کے بارے میں سُنا تھا۔ اس کو ادا نہ کیا۔ کہ آخر کار برص کے مرض میں مبتلا ہوا۔ اگر علیؑ کا استغفار کرنا تیرے تقصیرات کی تلافی نہ کرتا۔ تو بیشک تو جنّت کی بُو بھی نہ سونگھتا۔ اب اپنی باقی زندگی میں اس حدیث کو ظاہر کرنا رہ کہ علیؑ اور اس کی آل کے موالی اور دوست جنت کی طرف سبقت کرنے والوں کے پیشرو اور پیشوا ہیں۔ اور حسنؑ حسینؑ۔ حمزہؓ اور جعفرؓ کے ہمسایہ ہیں۔ اور علیؑ صدیق اکبرؓ ہے۔ جو شخص اس کو دوست رکھے تو اس کو بشارت دے کہ خاتم الانبیاءؐ فرماتے ہیں کہ تو قیامت کے ہول سے نہ ڈر۔

منقبت[۱۶۵]۔ **مؤلف** عرض کرتا ہے کہ اس کتاب کی تالیف کے زمانے میں بشارت مذکورہ بالا کے موافق ایک رات ہاتف غیبی نے عالم لاریب سے اس فقیر کو مژدہ دیا۔ اور بظاہر اس کا باعث یہ ہُوا کہ ایک شخص نے میرے پاس آکر کہا۔ تم کس کام میں مشغول ہو؟ میں نے جواب دیا کہ **مناقب امیرالمومنین** کی تالیف میں مصروف ہوں۔ اس نے کہا کہ خلفائے ثلٰثہ کی نسبت بھی کچھ اس کتاب میں درج کیا ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ مگر ہاں جو کچھ کسی تقریب اور مناسب سے ذکر آگیا ہے۔ درج کر دیا گیا ہے۔ یہ سُن کر وہ شخص بولا معلوم ہوتا ہے کہ تم ائمہ اثنا عشر کے مذہب پر ہو۔ میں نے کہا۔ کون سا مومن ان بزرگواروں کے مذہب و ملّت کے دائرہ سے باہر ہے اور اسی سبب سے شیخ عطار تذکرۃ الاولیا میں لکھتے ہیں کہ امام اعظمؒ امام جعفر صادقؑ کے شاگردوں میں سے ہے۔ اور شافعی اہل بیت کی مداحی پر فخر کیا کرتے تھے۔ چنانچہ امام مذکور کا قول ہے۔ **شعر**

لَوْ کَانَ رِفْضًا حُبُّ اٰلِ مُحَمَّدٍ — فَلْیَشْهَدِ الثَّقَلَانِ اَنِّیْ رَافِضٌ

(اگر آلِ محمدؐ کی محبّت رفض ہے۔ تو دونوں عالم جن وانس، گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں)

اور حنبل اور مالک کی یہ کیفیت ہے کہ اگر وہ ان کے پاؤں کی خاک پا لیتے۔ تو اس کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بناتے

یہ باتیں سُن کر اس شخص نے کہا کہ مَیں سیّد محی الدّین رضؓ کا مرید ہوں۔ جو مذہب اس بزرگ کا ہے۔ وہ برحق اور درست ہے۔ مَیں نے کہا اے شخص تو اگر ان کا مرید ہے۔ تو مَیں سات واسطوں سے ان کا خلیفہ ہوں۔ اور جس طرح خرقہ اور مثال (فرمان) خواجگان چشت قُدِّسَ اَسْرَارُ ھُمْ سے رکھتا ہوں۔ خدا کا شکر ہے۔ اس سلسلۂ متبرک سے بھی یہ چیزیں مجھ کو ملی ہیں۔ **معروف کرخی** جو سیّد محی الدین کے پیروں کا پیر ہے۔ اور کئی ہزار کامل ولی اس کے دامن دولت سے بہرہ یاب ہوئے ہیں۔ خود حضرت امام علیؑ موسیٰ رضا کا دربان ہے۔ چنانچہ شاعر کہتا ہے ؎

بحقِّ شیخ دین معروف کرخی که دربانِ علیؑ موسیٰ رضا بود

اور اگر تجھ کو اس پر اعتماد نہ ہو۔ تو **شجرۂ ارادت** جس کو صوفیوں کی اصطلاح میں **رابطِ صوری** کہتے ہیں۔ اور تیرے پیر نے تجھ کو دیا ہو گا۔ لکھا ہو گا۔ اسے کھول کر دیکھ لے۔ اتفاقاً وہ شجرۂ اس کی گردن میں حمائل کے طور پر لٹکا ہوا تھا۔ جب اس کو نکال کر پڑھا۔ تو دیکھا کہ سیّد محی الدّین نو واسطوں سے امام علی موسیٰؑ رضا کا مرید ہے۔ اور امام رضا علیہ التحیۃ والثنا پانچ واسطوں سے سرورِ اولیا علیؑ مرتضیٰ کا فرزند اور خلیفہ ہے۔ تب مَیں نے کہا۔ اے عزیز باتمیز! اس کا نام ارادت نہیں ہے کہ اپنے پیروں کے پیر سے غافل ہے اور اس کی مریدی کا دعویٰ کرتا ہے۔ بولا۔ مَیں اس کا جواب نہیں دے سکتا۔ لیکن مَیں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ جو شخص صرف مرتضیٰ علیؑ کے مناقب بیان کرے یا لکھے۔ وہ البتہ خلفائے ثلثہ سے کچھ نفرت اپنے دل میں رکھتا ہے۔ مَیں نے کہا۔ یہ کیا بُرا عقیدہ ہے۔ جو تو رکھتا ہے۔ اور کیوں اہلِ تسنن کو بدنام کرتا ہے۔ اس لئے کہ مَیں نے اس کتاب میں جناب سیّدۃ النساءؑ امام حسنؑ وحسینؑ۔ حمزہؓ اور جعفر طیّارؓ وغیرہ کے مناقب بھی نہیں لکھے۔ اس مقام پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ میرے دِل میں ان حضرات سے بھی کچھ غبار ضرور ہے۔ وُہ بولا۔ کہ نہیں۔ لیکن چونکہ خلفائے اربعہ میں باہم مخالفت اور مخاصمت تھی۔ جیساکہ ملّا عبدالرحمٰن جامی نے اپنے کتاب اعتقادیہ میں اس امر کا ذکر کیا ہے۔

مثنوی

ہر خصومت کہ بود شان باہم بتعصب مزن در آنجا دم
حکم آں قصہ باخدائے گذار بندگی کن ترا بحکم چہ کار

اس بنا پر جو شخص کہ جناب امیر کی تعریف اور توصیف میں مشغول ہو ظن غالب یہ ہے۔ کہ وہ شیعہ ہوگا۔ مَیں نے جواب دیا۔ ان بزرگواروں میں ہرگز ہرگز باہم مخالفت نہ تھی۔ کیونکہ اگر ان میں باہم مخالفت ہوتی تو قدوۂ اصحاب عمر بن الخطابؓ مشکل مسائل میں امیرالمومنینؑ کی طرف رجوع نہ کیا کرتے۔ اور نَتَعَوَّذُ بِاللّٰہِ مِنْ مُّعْضِلَۃٍ لَیْسَ لَھَا اَبُو حَسَنٍ (ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں اس مشکل سے جس کے حل کرنے کیلئے ابوالحسن علی موجود نہ ہو) اور لَوْلَا عَلِیٌّ لَھَلَکَ عُمَرُ۔ (اگر علیؑ موجود نہ ہوتے تو عمرؓ ضرور ہلاک ہو گیا ہوتا) اپنی زبان سے ارشاد نہ فرماتے۔ اور منقول ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ جناب امیرالمومنینؑ کی طرف بہت دیکھا کرتے تھے۔ ایک روز حاضرین سے ایک شخص نے اس کی وجہ پوچھی۔ حضرت ابوبکرؓ

نے جواب دیا۔ میں نے پیغمبرؐ سے سُنا کہ وہ فرماتے تھے۔ اَلنَّظَرُ اِلیٰ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ (علیؓ کی طرف نظر کرنا عبادت ہے) ان حدیثوں کی بنا پر اس فقیر کو یقین کامل حاصل ہے کہ ان حضرات کے درمیان محبت تھی نہ کہ عداوت چنانچہ اپنے عقیدے کے مطابق اہل تعصب سے مخاطب ہو کر یہ چند ابیات **شاہد قدسی** میں کہی ہیں۔ **نظم** (مؤلف)

ہر کہ بد با صحبۂ پیغمبرؐ است　　نزدِ من بے شبہ آنکس کافر است
مرتضیٰؓ بیزار از آں زندیق ہست　　کہ عدوئے حضرتِ صدیق ہست
آنکہ صدیق است مقبولِ خدا ست　　ہمنشینِ بادشاہِ انبیأ ست
صدرِ دینِ احمدؐ آمد از ازل　　یافت نور از روئے بہ رُخ علم و عمل
ذاتِ پاکش صدق را سرمایہ وہ　　نو عروسِ حلم را پیرایہ دہ
خاطرش دریائے عرفاں بودہ است　　ہائے تا سر قالبش جاں بودہ است
سینہ اش گنجینۂ اسرارِ حق　　سر بسر آئینۂ دیدارِ حق
یارِ غارِ احمدِ مختار اوست　　ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ اوست
حق تعالیٰ ہر کرا گوید ثنا　　کے برآید وصفِ او از دستِ ما
دوستیِ مرتضیٰؓ را ایں صفت　　نیست اے نادان! انداری معرفت
بکس دشمن شوی از جہلِ خویش　　دشمنی ظن دانی دین و کیش
سبِ اصحابِ محمدؐ روز و شب　　پیشۂ خود سازی از بغض و غضب
چوں روا داری بخود ایں ظلم را　　حَاشَ لِلّٰہِ نیست راضی مرتضیٰؓ
مہرِ حیدر را چنیں آمد صفت　　گر کند در جانت منزل معرفت
گر بہ جانت مہرِ حیدر جا کند　　قدرِ تو از نہ فلک بالا کند
حق تعالیٰ بہر انیت آفرید　　تا بگوئی روز و شب لعن یزید
گاہ گوئی گرد را یا بم کشم　　زانکہ لیس در کشتن او سر خوشم
چوں یزیدِ ثانی آمد نفس تو　　گر کُشی او را لیسے باشد نکو
دشمنِ آلِ رسولؐ آمد یزید　　خاک بر فرقش بگو ھَلْ مِنْ مَّزِیْد
دشمنِ حق نفس آمد از ازل　　من ہمے گویم زگفتِ لم یزل
زشت تر باشد دشمنِ حق از یزید　　گر کُشی زیبا شوی چوں بایزید
گر تو ہستی مرتضیٰ را دوست دار　　دشمنِ حق را مکن قتل اختیار

گاہ عثمانؓ را بگوئی ناسزا　　مرتضیٰ کے دارد ایں مذہب روا
گر بہ پُرسم از تو ہرگز دیدۂ　　یا زکس در عمرِ خود بشنیدۂ
گر بہ عالم یک مسلماں بیکسے　　دخترِ خود دادہ با کافرے
بالیقیں گوئی کہ زنیساں چوں شود　　از چنیں امرے ہزاراں خوں شود
پس تو خود انصاف دہ اے یارِ من　　دِل مکن آزردہ از گفتارِ من
شاہِ دیں دختر بہ کافر چوں دہد　　کے خلافِ شرع در خاطر نہد
آنکہ او عثمان عفّان آمدہ　　مُقبلِ درگاہِ سبحاں آمدہ
جامع قرآں ست ذاتِ پاکِ او　　مدرکِ رازِ نہاں ادراکِ او
از جبینش موج زن دریائے حلم　　ابرِ جود و کانِ خُلق و بحرِ علم
وصفِ او بیروں بود از فہمِ ما　　عِزِّ او کے گنجد اندر وہمِ ما
بہتر از عثمانؓ عمرؓ را مے شناس　　کز وجودش یافت دیں محکم اساس
او چو تاجِ سروری برسر نہاد　　یک ہزار و شصت و شش منبر نہاد
شد بسے در عہدِ او دیں را رواج　　خانۂ دیں را بود ذاتش سراج
چو عمر بر مسندِ عزت نشست　　آفتاب از شرم بر رُخ پردہ بست
وجہ توشش خشت مالی بودہ است　　مستِ جامِ لایزالی بودہ است
ہر کدامیں پیشوائے عالم اند　　خضرِ راہ و رہنمائے عالم اند
ہر یکے را کارِ دنیا دردِ سر　　بُود وآ گہ نیستی اے بے خبر
چوں تو دنیا را طلبگاری بجاں　　سرِ جاں را ہیچو خود داری گماں
دوستی کاں عمر را با علیؓ است　　آں علیؓ کہ معدنِ آلِ نبیؐ است
کے بُود ما و تُرا اے جانِ من　　دوستی چار یار ایمانِ من
مخلص ہر چار از جان و دلم　　حل شدہ از مہرِ ایشاں مشکلم
مہرِ ایشاں ہادیٔ راہِ صواب　　مہرِ شاں مقصد نمائے بے حجاب
لطفِ شاں کعبہ رسانِ بے سفر　　قہرِ ایشاں آتش افروزِ سقر
بالیقیں آں سینہ اش بے کینہ است　　ہر کرا مہرِ علیؓ در سینہ است
مہرِ تقلیدی نہ دارد اعتبار　　مہرِ تقلیدی نمے آید بکار

ہمچو من مہرِ علیؑ در سینہ دار سینۂ خود را تہی از کینہ دار

در ہمہ انوارِ ربّانی پدید رائے برآنکس کہ از کوری نہ دید

مذہبِ صوفیہ را کن اختیار تا شوی در ہر دو عالم بختیار

ابیات مذکورہ بالا سُن کر وہ شخص بولا۔ اگر حال مطابق مقال ہے۔ تو عین کمال ہے۔ مَیں نے کہا اے عزیز! تو اپنے حال کی فکر کر۔ تاکہ ظُنُّوا بِالْمُؤْمِنِیْنَ خَیْرًا (مومنین کے حق میں نیک گمان کرو) کی خوبی سے محروم اور بے بہرہ ہو کر آخرت کے عذاب میں گرفتار اور مبتلا نہ ہو۔ نیز میں نے بیان کیا۔ کہ جو مُلّا عبدالرحمٰن جامی نے کہا ہے کہ خلفائے اربعہ میں باہم خصومت تھی۔ آیا چاروں ایک دوسرے کے مخالف تھے یا خلفائے ثلاثہ امیرالمومنینؑ سے خصومت رکھتے اور وہ قصّہ کونسا ہے؟ جس کا حکم خدا پر موقوف اور منحصر ہے۔ وہ بولا کہ وہ خلافت کا قصّہ ہے! اور ظاہراً اس وجہ سے امیرؑ کے دل میں خصومت ہوگی۔ مَیں نے جواب دیا کہ مُلّا کے اس عقیدے سے ایسا مستفاد ہوتا ہے کہ خلفائے ثلاثہ نے خلافت جناب امیرؑ سے غصب کر کے لیا ہے۔ جب حقیقت حال یہ ہو تو لازم اور ضروری ہے کہ تمام اولیا جن کی بیعت کا سلسلہ جناب امیرؑ پر منتہیٰ ہوتا ہے۔ معاذ اللہ! خلفائے ثلاثہ کے دوست نہ ہوں کیونکہ دشمن کا دوست بھی دشمن ہی ہوتا ہے اور جو مُرید کہ اپنے پیر کا دشمن ہو۔ وہ مرید (سرکش) ہے نہ کہ مُرید۔

المختصر ہر چند مَیں نے دلائل معقولہ اور اقوال منقولہ بیان کئے۔ لیکن اس تعصب کی وجہ سے جو اس کے دل میں جاگزیں ہوئے تھے کہ ؏ با شیر اندر آمد و باجان بدر شود

ذرا بھی اثر نہ ہُوا۔ اور بددل اور رنجیدہ خاطر ہو کر وہاں سے چلا گیا۔ اور رستے میں میرا ایک دوست اس سے ملا۔ اس سے سارا قصّہ بیان کرنے کے بعد کہا۔ کہ میں چاہتا ہوں فلاں شخص کو اگلے جمعہ کے روز مسجد جامع میں قتل کر ڈالوں۔ اگر اس میں مارا گیا۔ تو شہید ہوگا۔ اور اگر میں نے قتل کر دیا۔ تو اپنے آپ کو غازی سمجھوں گا۔ میرے اس دوست نے اس سے کہا کہ میں ایک مدّت سے فلاں شخص سے اخلاص اور اختصاص رکھتا ہوں۔ خدا کی قسم اس کے دل میں کسی قسم کا بھی تعصب نہیں پایا جاتا۔ کیونکہ کئی سال ہو گئے ہیں کہ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ کے مطالعہ اور فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ (مُلْکُہٗ) کے مشاہدے سے توحید کی نسبت حاصل ہو گئی ہے۔ اور میرے اس قول کی تصدیق مجالس عرس کے دنوں میں اس کے وجد اور حال سے پُورے طور پر ظاہر اور باہر ہو جاتی ہے۔ اور بموجب مولوی معنوی کہ جو کوئی میرا طالب ہو۔ وہ مجھ کو مثنوی میں تلاش کرے۔ لازم ہے کہ ان چند غزل بے بدل کے مضمون میں جو فلاں شخص کی تصنیف ہیں ذرا غور کرے کہ ان سے شوق کا غلبہ اور حضور اور ذوق کے علامات و نشانات نہایت واضح طور پر ظاہر ہوتے ہیں۔

غزل

کدام دیدہ کہ بر طلعتِ تو شیدا نیست کدام دِل کہ وصالِ تو اش تمنا نیست

کدام تن کہ براہِ تو پائمال نہ شد — کدام سر کہ زعشقت انیس سودا نیست
کدام کس کہ نہ چوں خضر زندۂ ابدست — کدام دم کہ در معجزۂ مسیحا نیست
کدام گل کہ زعشقش نہ بلبلے بفغاں ست — کدام سبزہ کہ صد گوں و تماشا نیست
کدام ذرہ کہ دردے نہ آفتاب نہاں ست — کدام قطرہ کہ دروے نہفتہ دریا نیست
بہر کجا کہ نظر افگنی جمالِ حق است — عیاں بعین یقین بیں جز او ہویدا نیست
مرا چہ باک ز رسوائی ہست اے ناصح — کدام عاشق برگشتہ بخت رسوا نیست
کدام چیز کہ کشفی نہ عاشق است برد — ازانکہ دلبر ہر جائیش بیک جا نیست

ایضاً لہ

آں شاہدے کہ ما را از ما ربودہ مائیم — ذاتے کہ در دو عالم یکتا نمود مائیم!
آں نشۂ کہ از جاں مستی جاں ربودہ — وآں بادۂ کہ بر دل مستی فزود مائیم
آں کہ رہِ طریقت پوید بہ جاں ہمیشہ — واں کہ در حقیقت بر دل کشود مائیم
اے زاہد مذبذب تا چند غیر بینی! — باطن حق است بنگر گر در نمود مائیم
بشناس صورت ما تا پے بری معنی — آئینہ جمال ربّ الودود مائیم
مرآتِ ذوالجلالیم خورشید لایزالیم — غرقِ محیط حالیم اوج و فرود مائیم
دو ہر دو کون جز ما یک ذرہ نیست موجود — بنگر بچشم کشفی بود و نبود مائیم

ولہ ایضاً

ما در درون خویشتن نور تجلی یافتیم! — مست گشتیم و مقام خود معلیٰ یافتیم
تا بنورِ آفتاب اصل روشن شد ضمیر — عاشق و معشوق را در خویشتن ما یافتیم
چوں ز اسرارِ حقیقت جان و دل آگاہ گشت — ذاتِ حق را در ہمہ عالم ہویدا یافتیم
در تنِ خود تا نفس آسا ممتیاری شدیم — نہ فلک را مضمر اندر ہفت اعضا یافتیم
قطرۂ بودیم از بحر ازل جوشے زدیم — نیک چوں دیدیم خود را عینِ دریا یافتیم
برگِ صد بوستاں را مست شیدا یافتیم — در نفسے صد مشعلہ را پنہاں و پیدا یافتیم
تا بزلفِ یار دین بستیم رستیم از جہاں — کشفیا کامِ دل خود بر تمنا یافتیم

ولہ ایضاً

اے مہ ہر جائیم تا در دلم جا کردۂ — در جہاں چو آفتابم فرد و یکتا کردۂ

کیست جز تو آنکہ آز و تاب دیدارت بہ دہر | تو بچشمِ خود جمال خود تماشا کردۂ!
گیسوئے مشکین لیلیٰ راست از تو پیچ و تاب | حلقۂ زنجیر مجنوں را تو بر پا کردۂ!
تا گلِ حسنِ تو بشگفت در بستانِ عشق! | عالمے را ہمچو بلبل مست و شیدا کردۂ
اے سپہر دلبری را ماہ از سودائے خویش | ہر زماں خلقے دگر را و ربصحرا کردۂ!
زاں دو گیسو پائے در زنجیر داری جان خلق | زاں دو عارض آتش اندر ملک و لہا کردۂ
ہم بمن گفتی کہ مہرِ من نہ سازی آشکار | ہم مرا چوں اشکِ من در خلق رُسوا کردۂ
تو بہ عشرت بادہ پیمائی زمستی در خلا | بر ملا گو از چہ مارا باد پیما کردۂ!
غُلغُلِ کوس عنایت بر شد از عرش بریں | کشفیا تا از دل و جاں ترک دنیا کردۂ

ولہ ایضًا

خود بینی و خود پرستی است آئینم | شیدائے خودم کہ سر بسر تز ئینم!
گر مومن صادقم و گر بے دینم | اینم اینم ہر چہ ہستم اینم!

نیز کتاب مجموعہ راز میں جو کہ مؤلف کتاب کی تصنیف ہے۔ چند ابیات ذیل اس کی معرفت کے حال کی شہادت دیتی ہیں۔ **ابیات**

آئینہ روئے کائناتم! | بیروں زجہاں واز جہاتم
دریائے روانم و ہم امواج | چوں عینِ صفات و عین ذاتم
ہم خندہ و ذوقِ اہلِ عیشم | ہم گریہ و دردِ اہلِ ماتم
با من بکنید عرضِ احوال | حلّال جمیع مشکلاتم!
چوں غنچہ نہاں بخویش بودم | اکنوں گل باغ کائناتم
ایں جملہ صفت کہ کردم اثبات | با ایں ہمہ صف بے صفاتم

الغرض میری اس تمام تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ اس (مؤلف کتاب مناقب) کو اہل تشیع کے ساتھ امیرالمومنینؑ کی محبت اور امام المسلمین کرم اللہ وجہٗ کی مودت کے سوا اور کسی قسم کی مناسبت اور مشابہت نہیں ہے۔ اور یہ کہ جناب امیرؑ کی محبت کا اظہار کرنا اصحاب کے بغض اور تعصب کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ پیر پرستی کی رُو سے ہے۔ جو اربابِ طریقت اور اصحاب سلوک کے نزدیک فرض اور واجب ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ شبلی نے اپنے ایک مُرید سے کہا کہ کہہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ شِبْلِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ جب اس نے اس حکم کی تعمیل کی۔ تو شیخ نے اشعار ذیل کا مضمون اپنی زبان پر جاری کیا۔

مثنوی

اے کہ قدمت ورائے افلاک ازشائبۂ ریا دِلت پاک

انیست نہایت مُریدی اینجا بہ مقام خود رسیدی

بعدازاں فرمایا۔ استغفر اللہ! شبلی آنحضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آستانِ مبارک کا ایک ادنٰے خادم ہے۔ اس کی کیا مجال ہے۔ جو یہ بات کہے۔ اور وہ کیونکر کفر وزندقہ کا مرتکب ہوسکتا ہے لیکن اس کلمے سے محض تیرے اعتقاد کا امتحان مقصود تھا۔ سو خدا کا شکر ہے کہ تیرے اخلاص میں کسی قسم کی کمی نہیں ہے۔ اب جا تیرا کام درست اور مکمّل ہوگیا۔

اور کتاب **فوائد الفوائد** میں سلطان المشائخ نظام الدین اولیا سے منقول ہے کہ آپ نے کسی موقع پر **حسن** دہلوی سے فرمایا۔ **یک درگیر و محکم**۔ یعنی ایک دروازہ پکڑ۔ مگر خوب مضبوطی کے ساتھ۔ اور آج امیر المومنین کی محبت میں فلاں شخص ہی زیادتی نہیں کرتا۔ بلکہ جو شخص بزرگانِ سلف کے احوال اور اقوال سے واقف ہے۔ اور ان کی تالیف اور تصنیفات پر پوری پوری نظر رکھتا ہے۔ وہ خوب جانتا ہے کہ تمام اولیائے کرام کا رجوع آں ولایت مآب ہی کی طرف ہے۔ اور سب کے مرجع و ماوا آپ ہی ہیں۔ **بیت**

حال خاصاں راانمیدانم حام خاص بیدارند وعام اندر منام

پس نہایت تعجب اور حیرانی کا مقام کہ تجھ کو مسلمانی اور خدا پرستی کا دعویٰ ہے اور پھر ایسے کریم الطرفین سیّد کے قتل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ جو اسم بامسمّٰی ہے۔ اور بہت سے لوگ حسب ظاہر و باطن اس سے مستفید اور بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ اس لئے تجھ کو لازم ہے کہ اس بد ارادے سے باز آئے اور اپنے آپ کو عقوبت ابدی اور ہلاکت سرمدی میں گرفتار نہ کرے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اولاد اخفاد امجاد کے احترام واکرام کے باب میں بہت ہی تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا ہے۔ مَنْ صَافَحَ مَعَ اَوْلَادِیْ فَقَدْ صَافَحَنِیْ وَمَنْ جَلَسَ مَعَ اَوْلَادِیْ فَقَدْ جَلَسَ مَعِیْ وَمَنْ زَارَ قَبْرِیْ فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ۔ (جو کوئی میری اولاد سے مصافحہ کرے۔ (ہاتھ ملائے) اس نے گویا مجھ سے مصافحہ کیا۔ اور جو کوئی میری اولاد کے ساتھ بیٹھے پس وہ میرے ساتھ بیٹھا۔ اور جو کوئی میری قبر کی زیارت کرے گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی) اے شخص تو ذرا غور تو کر۔ کہ اس حدیث شریف میں اپنی اولاد امجاد کو اپنی قبر مطہر بہ شرف امتیاز و افتخار عطا فرمایا ہے۔ اس لئے کہ آپ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص میری اولاد امجاد کے ساتھ بیٹھے اور ان سے مصافحہ کرے۔ اس نے مجھ سے مصافحہ کیا۔ اور میرے ساتھ مجالست اور مصاحبت کی اور جو کوئی میری قبر کی زیارت کرے۔ گویا ایسا ہے۔ کہ اس نے حالت زندگی میں میری زیارت کی۔ **نیز** ارشاد فرمایا ہے۔ اَکْرِمُوْا اَوْلَادِیْ الصَّالِحُوْنَ لِلّٰہِ وَالطَّالِحُوْنَ لِیْ۔ (میری اولاد کی عزّت کرو۔ اُنکے نیک خدا

کے واسطے ہیں اور بد میرے لئے ۔) اور آیۂ قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی (شوریٰ ۳)
(کہہ دے اے محمدؐ! کہ میں اس تبلیغ رسالت پر تم سے کوئی اُجرت نہیں چاہتا ۔ مگر یہ کہ تم میرے قریبوں سے مودت اور محبّت کرنا) کی رُو سے سادات کی محبّت تمام اہلِ اسلام پر فرض عین اور عین فرض ہے ۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ نماز کے دوسرے جلسے میں تشہد پڑھنے کے بعد جب تک پیغمبر اور ان کی آل اطہار پر صلوات نہ بھیجی جائے ۔ نماز صحیح نہیں ہوتی ۔ پس اہل ایمان کو مناسب اور سزاوار ہے ۔ کہ آلِ مصطفےٰ و مرتضٰی کی محبت کو اپنا بہترین فرض جانیں ۔ کیونکہ یہ فرض دیگر فرائض معبودہ کی طرح نقصان پذیر نہیں ہے ۔ اور اس میں کسی وقت اور کسی حالت میں کمی کی گنجائش نہیں ۔ چنانچہ کلمہ طیبہ کہنا تمام عمر میں ایک دفعہ فرض ہے ۔ اور روزے تمام سال میں ایک مہینہ اور نماز رات دن میں پانچ وقت اور اگر نمازی مسافر ہو ۔ تو قصر ہو جاتی ہے ۔ اور زکوٰۃ جب تک صاحب نصاب نہ ہو فرض نہیں ہوتی ۔ اسی طرح حج جب تک کہ زاد راہ اور سواری کی استطاعت اور مقدور نہ ہو ۔ فرض نہیں ہوتا ہے خداتعالیٰ فرماتا ہے ۔ وَعَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا (العمران ۹۷) (لوگوں پر حج بیت اللہ ہے ۔ جو شخص کہ اس کی طرف جانے کی استطاعت رکھتا ہو) ۔ **لیکن** اہل بیت کی محبّت ایک ایسا دائمی فرض ہے ۔ کسی صورت اور کسی حالت میں اور کسی وجہ سے بھی اہل ایمان کے ذمے سے ساقط نہیں ہوتا ۔ اس لئے حکم وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ (بقرہ ۱۹۵) (اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو) کو مدِ نظر رکھ کر اس خیال ندامت مآل سے درگذر اور اس ارادۂ فاسد سے باز آ ۔ جب اس نے اس عزیز صاحب تمیز سے اس قسم کے پندو نصائح سُنے ۔ تو قساوت قلبی اور سخت دلی کی وجہ سے ذرا بھی نرم نہ ہوا ۔ اور اس گرامی منش کو بھی اہلِ تشیع سے گمان کرکے بہت رنجیدہ ہُوا ۔

الغرض ۔ اس دوست نے نہایت اضطراب اور اضطرار کی حالت میں میرے پاس آکر کہا ۔ کہ اے دوست میں اپنی دیرینہ محبت اور اخلاص کی وجہ سے تجھ کو خبردار کرتا ہوں ۔ مناسب ہے کہ اگلے جمعہ کو اپنی طرف سے خبردار اور ہوشیار رہو ۔ اس لئے کہ فلاں شخص نے تمہارے حق میں ایسا ارادہ کیا ہے ۔ میں نے اس کے جواب میں یہ شعر پڑھا ؎

مژدہ باد اے دل! کہ دلدار آمدہ　　جاں بکف نہ وقتِ ایثار آمدہ

پھر میں نے اس سے کہا کہ اے عزیز! جبکہ میں نے دوستوں کی فرمائش سے اس کتاب کی تالیف شروع کی تو چونکہ جس طرح علم باطنی سے بے بہرہ تھا ۔ اسی طرح علم ظاہری سے بھی خالی تھا ۔ اس لئے رنجیدہ اور متألم ہو کر رونے لگا ۔ اور کچھ دیر سر جھکا کر سوچتا اور فکر کرتا رہا ۔ آخر کار بے خود ہو کر رہ گیا ۔ اسی اثنا میں ولی یزدمتعال یعنی سلطان الاولیا علیٰ مرتضیٰ کی روح پر فتوح نے اس اپنے خاکسار پر گذر کیا ۔ اور وَلَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ ط (اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو) کی بشارت مجھے دی ۔ اس وقت اس خاکسار نے بانکسار تمام اس معدن جود و احسان سے

التماس کی کہ اے سردارِ ابرار اس کام کے صلے میں مجھ کو درجۂ شہادت مرحمت ہو۔ اور آپ کی ذات قدسی آیات کی صحبت اس دولت سے مالا مال ہونے کا باعث ہوجائے۔ اُمید ہے کہ اس نیازمند کی التماس کو قبولیت کا شرف پا جائے ۔ **رُباعی**

از لطفِ تو ہیچ بندہ نومید نشد　　مقبولِ تو جز مقبلِ جاوید نشد

لطفت بکدام بندہ پیوست دمے　　کاں ذرہ بہ از ہزار خورشید نشد

اور اس پیشوائے اسخیا اور مقتدائے اصفیا سے بعید نہیں ہے کہ اس خدمت کے ختم ہونے سے پہلے امداد کے طور پہ اُجرت اور مزدوری عطا فرمائیں۔ خبردار! اس کی ذرا بھی فکر نہ کر۔ اور قسم دے کر کہا کہ میرے دوستوں اور محبوں پہ بھی اس امر کا اظہار نہ کر۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ اس شخص کے قصد کرنے سے پہلے ہی اس کے قتل کا ارادہ کریں۔ اور اس حقیر کو مقصد اصلی اور مقصودِ کلی سے محروم کر دیں۔ جب میں نے اس باب میں بہت ہی مبالغہ کیا۔ تب اس نے اس راز کے مخفی رکھنے کا وعدہ کیا۔ اور چپ چاپ اپنے گھر چلا گیا۔ جب جمعہ کی رات آئی۔ تو میں شاہد شہادت کی طلب میں مراقبے میں گیا۔ اور عالم کون و مکان سے فی الجملہ فراموشی حاصل ہوئی۔ اس حالت میں ایک منادی کی ندا میرے سننے میں آئی۔ کہ وہ کہہ رہا تھا۔ مَنْ مَاتَ عَلیٰ حُبِّ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ فَیَحْشُرُوْ وَ اَنَا اَکُوْنَ یَمِیْنَہٗ وَ یَسَارَہٗ (جو کوئی علی بن ابی طالب کی محبت پر مرے۔ اس کا حشر اس حال میں ہوگا۔ کہ میں اس کے دائیں اور بائیں ہوں گا) اور اس ہاتف غیبی نے اس کلام رحمت انجام کو دوبارہ دہرایا۔ جب اس حالت سے مجھے افاقہ ہوا۔ تو مسرت اور شادمانی کی وجہ سے میری حالت میں ایک قسم کا تغیر پیدا ہوا۔ اور مجھ پر بہت رقت طاری ہوئی۔ سجدہ شکر بجا لایا اور انتظار کرنے لگا کہ کب صبح طلوع کرے اور کس وقت میں اس شاہد سعادت کی زیارت سے کامیاب ہوں۔ جب دن چڑھا۔ تو اشراق اور چاشت کی نماز سے فارغ ہو کر غسل کیا اور سفید لباس پہنا۔ اور عبر و عود سے اپنا بدن خوشبودار کر کے تمام سردار اور کمال اشتیاق سے ذیل کی چند ابیات پڑھ کر جامع مسجد کی طرف روانہ ہُوا۔ **نظم مؤلف**

صنم سنی پاک دبیر و شرح رسول اللہ　　زعشق مرتضیٰ ناداں بر فضم متہم دارد

اگر عشق علیؑ رفض است پس رفض است ایمانم　　خدا زیں شیوہ در محشر مرا بس محترم دارد

امیر المؤمنین حیدر علیؑ ابن ابی طالب　　چو دارد حامی خود کشتی زد شمن چہ غم دارد

الغرض جب خطیب نے منبر پر جا کر خطبہ پڑھنا شروع کیا تو وہ دوست اس عاصی کو معاصی سے پاک کرنا چاہتا تھا۔ ایک چھری جو ماوراء النہر سے سوغات میں اس کو آئی تھی۔ کمر میں لگائے اس ذرہ بیمقدار کے بائیں طرف جو مقام دل ہے آ کر بیٹھ گیا۔ اور جب تک خطیب خطبہ خوانی میں مشغول رہا۔ برابر۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ - پڑھتا رہا - اور تسبیح پڑھتے ہوئے اپنے دائیں بائیں دیکھتا رہا - یہاں تک کہ مومنین نے نماز سے فراغت پائی - نماز سے فارغ ہو کر بے نیل مرام اس طالب کی طرح جو اپنے مطلوب پہ فائز نہ ہو - مہموم و محزون اپنے گھر کو روانہ ہوا - یہ درویش دارلبش اثنائے راہ میں اس کے آگے جا کر بغلگیر ہوا - اور خوب زور سے اس کو دبایا - اس کا بدن لرزنے لگا - اور زمین پر جا گرا - جب ہوش میں آیا تو اس شہید شہادت اور شاہد سعادت کے طالب کے قدموں پر سر رکھا - اور زبان استغفار کھول کر تائب ہوا - یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ - (خدا جس کو چاہتا ہے - سیدھی راہ کی طرف رہبری کرتا ہے -) شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ **نظم**

منم کز جاں شدم مولائے حیدر — امیر المومنینؑ آں شاہِ صفدر
علیؑ کو را خدا بیشک ولی خواند — بہ امرِ حق وصی کردش پیمبر
بحقّ پادشاہِ ہر دو عالم — خدائے بے نیاز و فردِ اکبر
بحقّ آسمانہا و ملائک — کز آنجا ہیچ جائے نیست برتر
بہ پنج ارکان شرع و ہفت اقلیم — با فلاک و دہ ز برج دیگر
بکرسی و بہ عرش و لوحِ محفوظ — بحق جبرئیلؑ آں خوب منظر
بمیکائیلؑ و اسرافیلؑ و صورش — بہ عزرائیلؑ و ہولِ گور و منکر
بہ توریت و زبور و صحف انجیل — بحق حرمت ہر چار دفتر
بحق آیۃ الکرسی و یاسین — بحق سورۂ طٰہٰ سراسر
بحقِ آدم و نوح ستودہ — بحق ہود و شیث داد گستر
بہ دردِ یحییٰ و درمانِ لقمان! — بہ ذوالقرنین و لوط نیک محضر
بہ ابراہیم و قربان کردن او — بہ اسحاق و بہ اسمٰعیل ہاجر
بہ ختم انبیاء احمدؐ کہ باشد — شفیع عاصیاں در روزِ محشر
بحق مکہ و بطحا و زمزم — بحق مردہ در کنے و مشعر!
بہ تعظیم رجب با قدرِ شعباں — بحق روزہ و تصدیق داور
بہ رنج اہلِ بیتؑ و آہ زہراؑ — بخوں ناحق شبیرؑ و شبرؑ
بہ آبِ دیدۂ طفلانِ مرحوم — بہ سوزِ سینۂ پیرانِ غم خور
کہ بعد از مصطفیٰؐ و جملہ عالم — نہ بد فاضل تر و برتر ز حیدر
مسلّم بد سلونی گفتن او را — کہ علمِ مصطفیٰؐ را بود او در

یقین اندر سخا و علم و عصمت زپیغمبر بنود او ہیچ کمتر
اگر دانی نگوئی جز علی کیست کہ دلدل زیرِ رانش بود در خود
چہ گویم وصفِ آں شاہے کہ جبرئیلؑ گہے بُد مدح گویش گاہ چاکر
بداں گفتم کہ تا خلقاں بدانند کہ سعدی زیں سعادت نیست بے بر
ایا سعدی تو نیکو اعتقادی زدین و اعتقادِ خویش برخور